SENATE OF PAKISTAN

DEBATES

Saturday, June 14, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بشر المنفقین بان لھم عذابا الیما۔ الذین یتخذون الکفرین اولیاء من دون المومنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔ وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذ سمعتم ایت اللہ یکفر بھا ویستھزابھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم ان اللہ جامع المنفقین والکفرین فی جھنم جمیعا۔

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر) منافقوں (یعنی دو رخے لوگوں) کو بشارت سنا دو کہ ان کے لیے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا یہ ان (لوگوں) کے ہاں عزت حاصل کرنی چاہتے ہیں۔ تو عزت تو سب اللہ (تعالی) ہی کی ہے اور اللہ (تعالی) نے تم (مومنوں)

SENATE OF PAKISTAN

DEBATES

Saturday, June 14, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at forty minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بشر المنٰفقین بان لھم عذابا الیما۔ الذین یتخذون الکٰفرین اولیاء من
دون المومنین ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعا۔ وقد نزل
علیکم فی الکتاب ان اذ سمعتم ایت اللہ یکفر بھا ویستھزابھا فلا
تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم ان اللہ
جامع المنٰفقین والکٰفرین فی جھنم جمیعا۔

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر) منافقوں (یعنی دو رخے لوگوں) کو بشارت سنا دو کہ
ان کے لیے دکھ دینے والا عذاب (تیار) ہے جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں
کو دوست بناتے ہیں کیا یہ ان (لوگوں) کے ہاں عزت حاصل کرنی چاہتے
ہیں۔ تو عزت تو سب اللہ (تعالیٰ) ہی کی ہے اور اللہ (تعالیٰ) نے تم (مومنوں)

پر اپنی کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم کہیں سنو کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں ان کے پاس مت بیٹھو ورنہ انہی جیسے ہو جاؤ گے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے۔

(سورۃ النساء آیات 138 تا 140)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Our colleagues are still busy in studying the budget. Before anything else.

کیونکہ ہمارے پاس جو suggestions آئی ہیں،

Committee is waiting. So, if I have the permission of the House, I can refer those to start their work and then we can carry on. Do I have the permission of the House to send the recommendations and suggestions to the Committee for their consideration. They may send to the Standing Committee on Finance for consideration of the budget recommendations.

سیکریٹری صاحب یہ پھر کر دیں آپ۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! "جیو" کے پروگرام ڈاکٹر صاحب والا۔۔۔۔

جناب چیئرمین: I think point of order وغیرہ during the budget اور کچھ نہیں ہوتا۔ اس طرح ہمارے پاس وقت پہلے ہی کم ہے اور معاملہ کسی اور طرف نکل جائے گا۔

I need your cooperation.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! یہ Constitution کی violation ہے اس پر ہماری حکومت بدنام ہو رہی ہے۔ اس پر clarification حکومت کی طرف سے چاہیے۔ جناب رضا ربانی صاحب کی طرف سے، شیری رحمٰن صاحبہ کی طرف سے کہ اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں

ہے۔ یہ دو جو ٹاک پروگرام بند کرنے ------

جناب چیئرمین، میرے خیال میں اس کی clarification آچکی ہے میں نے press میں پڑھی ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: اس کو میں نے in writing بھی move کر دیا ہے۔ اس پر ان کی clarification بھی چاہیے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد ایوان): جناب چیئرمین! میں بالکل coalition حکومت کی طرف سے اس بات کی سختی سے تردید کرتا ہوں کہ coalition حکومت کا اس میں کسی قسم کا کوئی ہاتھ ہے۔ یا coalition حکومت نے کسی قسم کی کوئی instructions دی ہوں کہ کسی بھی ٹاک شو کو چاہے وہ "جیو" پر ہو وہ کسی اور چینل پر ہو اس کو بند کیا جائے۔ Coalition حکومت committed ہے freedom of the press کے لیے۔ Coalition حکومت کے آتے ہی وزیراعظم نے اپنی پہلی تقریر میں جنرل مشرف نے جو کالے قوانین دو نومبر کو PEMRA Ordinance کی صورت میں عائد کئے تھے۔ ان کالے قوانین کو ختم کرنے کا اعلان کیا تھا اور اس کے لیے نیشنل اسمبلی میں Bill بھی move کیا ہے۔ ہم freedom of the media پر یقین رکھتے ہیں۔ کل جس طریقے سے لانگ مارچ کی بھرپور media coverage کے تمام چینلوں نے، تمام اخبارات نے کی اس سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ coalition کی حکومت کسی قسم کا press gag نہیں لگانا چاہتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کل جس طریقے سے عوام Constitution Avenue پر آئی اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ اس حکومت کے جو democratic credentials ہیں وہ سب کے سامنے ہے کیونکہ اس پریڈ گراؤنڈ پر مجھے وہ وقت بھی یاد ہے کہ جب محترمہ شہید بے نظیر بھٹو نے یہاں پر press کے سلسلے میں ایک protest march lead کیا تو اس وقت لاٹھی چارج بھی ہوا، tear gasing بھی ہوئی۔ ایک دفعہ میں خود اور سب لوگ جب پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے protest کرنے کے لیے باہر نکلے تو میرے سر پر بھی بارہ ٹانکے لگے۔ یہ ماضی کی روایات رہی ہیں لیکن کل democratic government نے اپنے credentials اس بات سے prove کر دیے؟

جناب چیئرمین: نثار میمن صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

سینیٹر نثار احمد میمن، جناب چیئرمین! اس کو چونکہ آپ نے فنانس کمیٹی کو refer کر دیا ہے تو اس کے ممبران کو آپ exempt کریں تو ہم چلتے ہیں۔

Mr. Chairman: Absolutely, they are exempted and they are requested to focus there.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! بجٹ کے دوران کوئی اور motion نہیں آتا۔

جناب چیئرمین: نہیں آتا اس کو میں نے mention بھی کیا تھا۔

سینیٹر چوہدری محمد انو ر بھنڈر: اپنی تقریر کے دوران ہر آدمی ہر بات کر سکتا ہے۔ اس debate کو delay کر کے point of order اگر پہلے شروع کر دیں گے تو پھر general discussion اگلے دن پر لے جائیے point of order پہلے کر لیجیے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: بالکل I agree with بھنڈر صاحب۔ میری گزارش صرف یہ ہے کہ اگر آپ یہ بات مہربانی کر کے فرما دیں کیونکہ ابھی تو دوست اتنے آئے نہیں تو اگر یہ کہہ دیں کہ چار بجے تک آج جو دوست اپنا نام لکھوانا چاہیں وہ لکھوا دیں اور چار بجے کے بعد جو لسٹ دونوں اطراف کی تیار ہو جائے گی اس کے بعد you would not entertain any names کیونکہ then it will become very difficult to wind up.

جناب چیئرمین: میرا تو خیال تھا کہ بارہ بجے تک کرتے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: معقول تجویز ہے۔ اس لیے کہ finalise بھی ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: میرا خیال تھا کہ بارہ بجے تک رکھتے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! بارہ بجے تک، Sir, I would have gone with you but a lot of friends would not have come till 4.00 p.m.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: چار بجے تک رکھتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: ویسے تو لیڈر آف دی اپوزیشن شاید اگلے سیشن میں آئیں گے۔ But he would have opened یا پھر بھنڈر صاحب open کر لیں۔

جناب چیئرمین: خورشید صاحب بھی شاید دوپہر کو آئیں گے۔ میں بھنڈر صاحب سے request کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی speech میں کہہ سکتے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: نہیں جی یہ بجٹ کے حوالے سے نہیں ہے۔ پھر تین منٹ اس میں لگ جائیں گے۔

جناب چیئرمین: نہیں بجٹ speech میں آپ جو چاہیں کہہ سکتے ہیں۔ آپ کے بعد پھر اور لوگ بھی بولنا چاہیں گے، پھر میرے لیے مشکل ہو جائے گا۔ بھنڈر صاحب! پہلے میں دو تین چیزیں بتا دوں۔ ایک جیسے agree ہوا کہ چار بجے تک آج list open ہے اس کے بعد we will not be able to include any names. کیونکہ ہم نے اس کی منصوبہ بندی کرنا ہوتی ہے کہ کتنے speakers ہیں کتنا time دیا جائے؟ اسی حساب سے، کیونکہ اگر زیادہ ہو جائیں تو time کم ہے اور پہلے سالوں کی طرح جو agree ہوا ہے کہ speakers کے لیے دس منٹ ہوں گے، پارلیمانی لیڈر کو تھوڑا extra time ملے گا۔ میں اپنے ساتھیوں سے تعاون کی request کروں گا کہ وہ مہربانی کر کے وقت کی پابندی کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ ہمارے ساتھی بول سکیں ورنہ کئی بے چارے ہمارے معزز ساتھی جو بعد میں رہ جاتے ہیں وہ deprive ہو جاتے ہیں۔ اس لیے آپ کا تعاون چاہیے۔ چار بجے تک list open ہو گی اور جو suggestions آپ دیں گے وہ consideration کے لیے جائیں گی۔ Mr. Muhammad Anwar Bhinder has the floor.

Further Discussion on the Finance Bill (2008-09)

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے آئندہ سال کے مالی بجٹ پر اظہار کے لیے مجھے موقع دیا۔ پیشتر اس کے کہ میں بجٹ کے متعلق

بات کروں سب سے پہلے میں اپنا احتجاج اس بات کے متعلق register کرانا چاہتا ہوں کہ جناب آپ دیکھیں کہ سینیٹ سے سات دن میں تجاویز وصول کرکے نیشنل اسمبلی کو ہم نے بھیجنی ہیں آئین کے مطابق، لیکن اگر آپ فنانس بل کو ملاحظہ فرمائیں گے تو جیسا کہ میں نے پہلے دن ہی عرض کیا تھا اور اب ضرور اس کو میں repeat کرنا چاہتا ہوں کہ Finance Bill میں موجودہ حکومت نے 26 pieces of legislation رکھ دیے ہیں۔ جناب والا! یہ کبھی روایت نہیں تھی۔ یہ پارلیمانی روایت نہیں ہے کہ ایک Finance Bill کی آڑ لے کر آپ بلوں کو یہاں لے آتے ہیں۔

جناب والا! کیا آپ کو خود اعتمادی نہیں ہے کہ آپ بل independently pass کرا سکیں۔ آپ bills کو independently لائیں۔ آپ دونوں Houses میں لائیں۔ جناب والا! یہ دراصل اس سینیٹ کا breach of privilege ہے اور میں اس سلسلے میں ایک motion بھی register کروا رہا ہوں۔ وہ بھی میں دوں گا کہ دراصل جناب یہ سینیٹ کو bypass کرنے کے لیے 26 pieces of legislation Finance Act میں ڈال دیے جاتے ہیں۔ پرانے Finance Bills نکالیے، پرانے Finance Bills دیکھیئے۔ یہ جناب ایک روایت چل نکلی ہے۔

ہم جب اس طرف بیٹھتے تھے تو اس وقت بھی یہ احتجاج کرتے تھے اور آج بھی اپنا احتجاج رجسٹر کرائے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اتنے bills کو Finance Bill میں نہ ڈالیے۔ پھر جناب یہ اندازہ فرمائیے کہ ایک سو ساٹھ کے قریب ان statutes کے مختلف sections ہیں جن کو انہوں نے amend کیا ہے۔ ان ایک سو ساٹھ سیکشنوں کو، پہلے پرانے sections کو میں دیکھوں پھر میں نئی admendments دیکھوں، پھر میں اس پر اپنی recommendations تیار کروں۔ یہ Sir, humanly impossible ہے۔ جناب! حکومت ہم سے کیا توقع رکھتی ہے کہ کیا ہم دو دن میں چھبیس statutes کو study کر کے ان پر اپنی recommendations دیں، کیسے ممکن ہے؟

جناب والا! روایات تو یہ ہیں کہ بل circulate ہوتے ہیں، بل کمیٹیوں میں جاتے ہیں۔ ممبروں کے پاس سوچنے کے لیے time ہوتا ہے، وہ اس پر غور کریں، اس میں ترامیم

دیں، اس پر public reaction کو دیکھیں اور پھر اس کو پاس ہونے کا موقع ملتا ہے لیکن یہاں یہ عجیب روایت چل نکلی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت بھی جناب قائد حزب اختلاف جو اب قائد ایوان ہیں، وہ اس وقت بھی اس بات سے agree کیا کرتے تھے لیکن مجھے افسوس ہے کہ آج ان کی حکومت میں بھی وہی بات repeat ہو رہی ہے جو بات پہلے ہوتی تھی اور یہ Bureaucracy کا چکر ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے جناب! کہ حکومت کا کوئی کنٹرول Bureaucracy پر نہیں ہے۔ Bureaucracy جو تجویز کر کے بھیج دیتی ہے یہ اس کو اسی طرح پیش کر دیتے ہیں۔

آج تو جناب! یہ برسر اقتدار ہیں، آج ان کی حکومت ہے، آج ان کو یہ check کر سکتے ہیں، آج یہ صحیح طور پر Money Bill کو پیش کر سکتے ہیں، لیکن Money Bill کے طور پر سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد بڑھانا، یہ بھی Money Bill میں آ گیا ہے۔ اگر کسی local fund میں کوئی ترمیم کرنی ہے تو وہ بھی Money Bill میں آگیا ہے۔ اگر جناب! procedural matters دینے ہیں وہ بھی Money Bill میں آگیا ہے۔ اگر Penal Code میں ایک دفعہ کا اضافہ کرنا ہے تو وہ بھی Money Bill میں آگیا ہے۔ اگر Criminal Procedure Code میں کوئی procedure بدلنا ہے تو وہ بھی Money Bill میں آگیا ہے۔

جناب والا! یہ طریقہ، یہ روایت بالکل غلط ہے۔ میں یہ جناب Leader of the House سے اور سارے ایوان سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس پر ہمارا پرزور احتجاج ہے۔ یہ بات آئندہ نہیں ہونی چاہیے۔ یہ ہمارے لیے ناقابل عمل ہے اور ہم اس سے صحیح طور پر عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔

جناب والا! دوسری گزارش یہ ہے کہ ہم نے پہلے بھی عرض کیا اور پچھلی دفعہ آپ کی مہربانی سے، قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف دونوں کی مہربانی سے، ہم نے pre-budget sessions کیے۔ اب موجودہ صورت حال کو اگر ملاحظہ فرمائیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ دونوں ایوان، نہ تو نیشنل اسمبلی صحیح طور پر بجٹ کی framer تصور کی جا سکتی ہے اور نہ ہی یہ ایوان اپنی recommendations بھیجتے ہوئے یہ کہہ سکتا ہے کہ ان کا بجٹ بنانے میں کوئی دخل ہے۔

جناب والا! یہ بجٹ کی ضخیم کتابیں جو ہماری میزوں پر پڑی ہوئی ہیں ان کو ذرا ملاحظہ

کیجئے اور ان کو دیکھئے کہ ان کے تیار ہونے میں ' ان کی تیاری میں کیا نیشنل اسمبلی کا کوئی دخل ہے؟ نیشنل اسمبلی کی Finance Committee کا کوئی دخل ہے؟ سینیٹ کا اس میں کوئی دخل ہے؟ جناب والا! یہ بات درست نہیں ہے کہ اتنی ضخیم کتابیں لا کر آپ دو دن میں یا سات دن میں نیشنل اسمبلی کو یا سینیٹ کو کہیں کہ اس بجٹ کی approval دے دو اور اس میں ایک آنہ ادھر سے ادھر اور ایک پیسہ ادھر سے ادھر نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ کریں گے تو بجٹ imbalance ہو گا۔ اگر بجٹ imbalance ہو گا تو پہلی جولائی کو تنخواہیں نہیں دی جا سکیں گی۔

جناب! یہ رویہ غلط ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نیشنل اسمبلی کو اس budget کا framer بننا چاہیے۔ نیشنل اسمبلی کا اس میں دخل ہونا چاہیے۔ نیشنل اسمبلی کے جتنے ممبران elect ہو کر آئیں ہیں ' directly elect ہو کر آئے ہیں' وہ عوام کے نمائندے ہیں' ان کو یہ بجٹ ترتیب دینا چاہیے۔ بیوروکریسی کا یہ کام ہے کہ جو بجٹ وہ چاہیں اس کو ترتیب دے' اس کو تشکیل دے' اس کو بنائے۔ بیوروکریسی کا بنانا کام ہے' execute کرنا کام ہے' direction دینا نیشنل اسمبلی کا کام ہے۔ بجٹ بنانا نیشنل اسمبلی کا کام ہے۔

جناب والا! میں نے تجویز کیا تھا اور پچھلی دفعہ ہم نے pre-budget session کیا۔ Pre-budget session میں تقریریں ہوئیں ۔ Pre-budget session میں کم از کم سینیٹ میں لوگوں نے اپنا اظہار خیال کیا۔ میں mind نہیں کرتا کہ ایک تجویز بھی ان کی reflect نہ ہو سکے یا نہ آئے لیکن کم از کم ان کو اپنے اظہار خیال کا موقع تو ملا۔ ان کو کہنے کا موقع تو ملا۔ آج اس سو کے ایوان میں جناب! اس بجٹ میں کس کا دخل ہے؟ اقتدار میں بیٹھے ہوئے لوگ بتائیں' ممبران بتائیں کہ کیا اس بجٹ کی formation میں ان کا کوئی دخل ہے' ان کی کوئی consultation ہے' ان سے کوئی پوچھا گیا ہے؟ ان سے کوئی تجاویز لی گئی ہیں' ان کی کوئی رائے لی گئی ہیں؟ آج بجٹ بنا کے آگے رکھ دیا گیا ہے کہ آپ تجاویز پیش کریں۔

جناب والا! مناسب یہ تھا کہ تجاویز ہماری ہوتیں' سکیم ہماری ہوتی' بجٹ ہمارا ہوتا اور وہ اس کو بناتے ۔ تیار کرنا bureaucracy کا کام ہے لیکن بجٹ بنانا bureaucracy کا کام نہیں۔ بجٹ بنانا نیشنل اسمبلی کا کام ہے' لیکن یہ حکومت جو اپنے طور پر کہتی ہے کہ elected حکومت اور بڑی نمائندہ حکومت' عوام کی حکومت' coalition government بڑے بھرپور

تعاون سے آئی ہوئی حکومت' اس نے جناب کیا role play کیا ہے اس بجٹ کے بنانے میں؟ مجھے یہ بتائیے' میں نہیں سمجھتا کہ کم از Minister صاحبان کا بھی اس میں کوئی دخل ہوگا' Minister صاحبان کو بھی کسی نے پوچھا ہوگا؟ کسی نمائندے کا اس میں کوئی دخل ہوگا۔

جناب والا! یہ بجٹ نمائندہ بجٹ نہیں ہے۔ یہ bureaucracy کا تیار کیا ہوا بجٹ ہے۔ میری تجویز جناب والا! یہ ہے کہ بجٹ کا process جنوری میں شروع کیا جائے اور جنوری میں شروع کرتے ہوئے دونوں ایوانوں میں pre-budget sessions ہوں ۔ اس pre-budget session میں تجاویز آئیں۔ ممبران اپنی اپنی تجاویز دیں۔ اس کے بعد جناب respective, اپنی اپنی جتنی کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں نیشنل اسمبلی میں' ہمارا تو formation میں نہیں ہے لیکن نیشنل اسمبلی کی کمیٹیاں ہر division کی کمیٹیاں ہیں' ان کو تجاویز بھیج دی جائیں اور جو planning ہے اور جو بجٹ propose کر رہی ہے کوئی Ministry بھی ہو وہ اپنی Standing Committee میں جائے' اپنی Standing Committee سے وہ بجٹ approve کرائے' اس پر عوام کی reflection ہو' عوام کی رائے کا اس میں دخل آئے اور پھر وہ بجٹ بعد میں تیار کر کے پیش کیا جائے تو پھر ہم کہہ سکیں گے کہ یہ عوامی بجٹ ہے۔ عوام کے نمائندوں نے بجٹ بنایا ہے لیکن اس بجٹ کو ہم نہیں کہہ سکتے ۔ کہ یہ عوام کا بنا ہوا بجٹ ہے۔ جناب والا ! یہ ہرگز عوام کابنا ہوا بجٹ نہیں ہے۔ آئندہ میری یہ تجویز ہے کہ موجودہ حکومت اس طریق کار کو اپنائے اور ممبران National Assembly کو اس کے ساتھ associate کرے ۔صرف رائے دے دینی کہ میری constituency میں وہاں پل نہیں ہے' وہاں سڑک نہیں ہے'وہاں اسکول نہیں ہے۔جناب والا! یہ کافی نہیں ہے۔ اس سے اس بجٹ کی اور ان ضخیم کتابوں کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ اس کو صحیح طور پہ ہم criticise نہیں کر سکتے۔ اس لئے آئندہ کے لئے یہ لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔

اب جناب! بجٹ کی طرف آتے ہوئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر خزانہ نے اپنے آپ کو اور موجودہ حکومت کو مظلوم حیثیت میں پیش کیا ہے اور کہا ہے :

"12 years ago, it was certainly a different Budget. This was an agriculture country which is handed back with famine like conditions."

پھر انہوں نے کہا ہے:

"We may not have had such a large infrastructure but infrastructure was 'zero hollow' no it was wrought into pieces with slight terror. History is witness to the fact that whenever we were entrusted with power, we inherited a broken Pakistan and broken economy."

جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ اس مظلومیت کا سہارا لیتے ہوئے بجٹ پیش کیا گیا ہے لیکن حقیقت یہ نہیں ہے۔ ہم نے جو inherit کیا ہے' ہم سے پہلے جو حکومت تھی' اس نے کچھ نہیں کیا۔ پچھلی حکومت کے تمام قصور ہیں' پچھلی پہلی حکومت ذمہ دار ہے۔ جناب! آپ representative ہو کر آئے ہیں' آپ ایک big mandate لے کر آئے ہیں' آپ کو mandate کا گھمنڈ بھی ہے' آپ mandate کو بار بار ہمیں جتلاتے بھی ہیں' آپ نے اپنی ذمہ داری قبول کی ہے' اب ذمہ داری سے' اب دلیری سے اس کو face کیجئے' بجٹ لائیے' بجٹ پاس کروائیے' ان مسائل کا حل کیجئے جو کہ آج عوام کہہ رہے ہیں۔ جناب والا! میں اس stage پہ اس کا اس سے ضرور موازنہ کروں گا کہ کیا انہوں نے broken economy لی تھی یا کیا انہوں نے broken Pakistan لیا تھا؟ میں اپنی مسلم لیگ کے دور حکومت سے figures کے ساتھ آپ کو یہ بتلانا چاہتا ہوں ' اس حکومت کو اور عوام کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ ذرا نظر دوڑائیے' ذرا Economic Survey کو دیکھ لیجئے' کتابوں کو دیکھ لیجئے' Data کو دیکھ لیجئے اور پھر بات کیجئے کہ کیا آپ کی بات درست ہے۔

جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ اگر Economic Survey Table 4.0 page 60 پر آپ ملاحظہ کریں اس میں real GDP دیا ہوا ہے۔ 1993 میں real GDP 2.1% تھا' 1997 میں 8.7% ہو گیا۔ 1999 میں 4.2% ہو گیا۔ 2002-2003 میں 4.3% تھا۔ اس کے بعد ہم آئے' اس کے بعد مسلم لیگ کی حکومت آئی۔ جناب پہلے ہی سال 2003-2004 میں 7.5% ' 2004-2005 میں 9% ۔ 2005-2006 میں 5.8% اور 2006-07ء میں 6.8% ۔ جناب والا! یہ بتائیے کہ 1993 سے مقابلہ کیجئے اور پہلے سالوں سے مقابلہ کیجئے تو کیا Pakistan Muslim League کے دور حکومت میں یہ real GDP شرح نہیں بڑھی تھی؟ وہ certainly بڑھی تھی

اور ہر سال بڑھی تھی اس لئے یہ کہنا کہ ہمیں broken economy ملی ہے یہ بات درست نہیں ہے۔

جناب! اب آ جائیے overall deficit پر۔ جناب والا! 1993 میں deficit 8.1% تھا۔ 1999 میں 6.1% تھا۔ 2003-2004 میں جب ہماری حکومت آئی یہ 2.4% رہ گیا۔ پھر 2004-2005 میں 3.3% رہ گیا۔ 2005-2006 میں 4.2% رہ گیا اور 2006-2007 میں 4.3%۔ 8.1 کے مقابلے میں اگر ہم اس کو 4.3 پر لے آئے ہیں maximum اور اس سے بھی کم ہوا ہے تو کیا جناب والا! یہ ہمارا قصور ہے یا یہ ہماری کارکردگی ہے؟ یہ ان کو broken economy ملی ہے یا ان کو اچھی economy ملی ہے؟

اس کے علاوہ جناب! اب آ جائیے per capita income پہ، جب ہم 2003-2004 آئے تھے 586 تھی اس سے پہلے کم تھی لیکن یہ اب بڑھ کر 925 dollar per capita income ہو گئی ہے تو کیا یہ broken economy ہے؟ اور کیا یہ ایسی باتیں ہیں جن سے کہ achievement نہیں ہوئی ان کو اچھی چیزیں ورثہ میں ملی ہیں۔ پانچ سال کی figures پہ نظر دوڑائیے ان کو کوئی broken economy نہیں ملی۔

اس کے علاوہ ہمیں defence کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے کہ فوج پر بڑا خرچ ہو رہا تھا۔ فوج پر بڑی investment ہو رہی ہے۔ جناب والا! وہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔ Page 66 پر جناب والا! اس کی تفاصیل دی ہوئی ہیں۔ ۹۹ء میں 4.9 فیصد GDP پر خرچ کیا جاتا تھا جو 2003-2004ء میں 3.2 رہ گیا۔ اگلے سال 3.3 رہ گیا۔ اگلے سال 3.2 رہ گیا اور 2006-07ء میں 2.9 رہ گیا۔ اب جناب والا! دیکھیئے کہ ہم نے کم خرچ کیا ہے یا ہم نے زیادہ خرچ کیا ہے؟ ہم نے یقیناً کم خرچ کیا ہے اور ہمیں یہ کہنا کہ جی ایک لائن کا بجٹ دے کر ہم اربوں روپے فوج کے حوالے کر دیتے تھے۔ جناب والا! یہ بات درست نہیں ہے ہمارے دور اقتدار میں وہ اخراجات کم ہوئے تھے۔ وہ اخراجات بڑھے نہیں تھے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں کہ ہمارا expenditure 1993ء میں 26.02 تھا جو کم ہو کر 16.7 پر بھی آیا۔ 18.4 پر بھی آیا۔ 18.7 پر بھی آیا۔ 20.2 پر بھی آیا۔ جناب! ان اعداد و شمار کے پیش نظر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کو پچھلے دور حکومت کی broken economy ملی ہے۔ اس کے علاوہ جناب! Federal tax پر

آجائیے۔ Federal tax کی کیا صورت حال تھی ؛ 99-1988 میں 308.5 بلین ٹوٹل ٹیکس ریونیو تھا۔ میں درمیانی فگرز نہیں پڑھوں گا۔ 07-2006 ء میں 847 بلین روپے ٹیکس کی recovery ہوئی۔ وہ ٹیکس کی recovery بھی ہماری زیادہ ہے - Expansions بھی ہم نے کیں development پر بھی زیادہ خرچ کیے ہیں۔ پھر جناب! یہ کہا جاتا ہے۔ بہت سی چیزوں کی پیداوار میں اضافہ دیکھ لیجئے۔ کاٹن یارن جو ہے۔ وہ 2546 ٹن تھا وہ ان کے دور میں بہت کم تھا اور 4845.200 ٹن کاٹن یارن پیدا ہوا۔ کاٹن کلاتھ 977.8 ملین میٹر پیدا کیا گیا۔ شوگر میں اسی طرح سے 2960 سے 3525 تک اضافہ ہوا اور سیمنٹ میں بھی 18564 جو 2005-2006ء میں تھا' اب 3525000 ٹن پیدا ہو رہا ہے اور اس طرح سے ٹریکٹر اور موٹرسائیکل کی تعداد میں بھی بڑا اضافہ ہوا ہے اور منوفیکچرنگ سیکٹر میں بھی پاکستان نے ان پانچ سالوں میں ترقی کی تھی اور اس لیے یہ کہنا کہ پچھلے پانچ سالوں میں کچھ نہیں ہوا ہے اور ان کے دور حکومت میں ہی سب کچھ ہوتا رہا ہے اور ان کو broken economy ملی ہے۔ جناب والا! یہ بات درست نہیں ہے۔ بات اگر fact & figures سے کی جائے۔ زیادہ بہتر ہو گی۔

جناب والا! اس کے بعد میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جو موجودہ بجٹ پیش کیا ہے' اس میں پانی کی کمی کو تسلیم کیا گیا ہے۔ صوبوں میں اس کی تقسیم خاطر خواہ نہیں ہے۔ ایک طرف ہندوستان ڈیم بنا کر ہمارے پانی کو متاثر کر رہا ہے اور دوسری طرف ہمارے ہاں پانی کی تقسیم کے سلسلے میں نئے ڈیم بنانے کی اجازت نہیں دی جا رہی ہے۔ ایک شخص ایک رات یہ بیان دے کر کہہ دیتا ہے کہ ہم نے اس کا فیصلہ کر دیا ہے۔ پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیا' نہ یہاں کوئی motion آئی اور نہ ہی اس معاملے پر خاطر خواہ بحث ہوئی۔ ایک ایسے project کو ختم کردیا گیا ہے جس پر بہت زیادہ اخراجات پہلے ہی ہو چکے تھے' ان کو بھی ضائع کیا گیا اور کالا باغ ڈیم کے بارے میں کہہ دیا گیا کہ حکومت اس کو ہمیشہ کے لیے بند کرتی ہے۔ جناب والا! آپ کہاں سے پانی لائیں گے؟ اگر ڈیم نہیں بنائیں گے تو یہ قوم' عوام اور حکومت کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ ان کی آج حکومت ہے لیکن اس کے بعد بہت سی حکومتیں آئیں گی۔ اگر آج آپ ڈیم نہیں بنائیں گے' اگر آج پانی کا خاطر خواہ بندوبست نہیں کریں گے تو کل آپ کی زراعت نہیں پنپ سکتی' کل آپ اپنے GDP میں اضافہ نہیں کر سکتے' کل آپ اپنے پاؤں پر کھڑا

نہیں ہو سکتے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت نے یہ بیان دے کر ایک بہت بڑی غلطی کی ہے۔ جناب والا! کہتے ہیں اور ہر حکومت کہتی ہے کہ زراعت ہماری economy کی backbone ہے اور زراعت پر ہم توجہ دیں گے۔ یہاں یہ بھی دعویٰ کیا گیا ہے کہ کھاد پر subsidy جاری رہے گی' DAP پر subsidy دی گئی ہے۔ Crops insurance پر duty معاف کر دی گئی ہے لیکن غورکرنے پر آپ کو معلوم ہو گا کہ زراعت ایک منفعت بخش کاروبار نہیں ہے لیکن زراعت سے وابستہ جو لوگ ہیں' جو کسان ہیں' وہ باوجود اس کے زراعت پرتوجہ دے رہے ہیں۔ جناب والا! اس زراعت کے سہارے آپ کا ملک کھڑا ہے اور اسی کے سہارے آج آپ کی economy کو تھوڑا بہت سہارا مل رہا ہے۔ جب تک آپ زراعت پر توجہ نہیں کریں گے' جب تک آپ زراعت کو ترقی نہیں دیں گے تب تک آپ کی economy صحیح نہیں ہو سکتی ہے۔

جناب والا! آپ اپنے ایک ہمسائے ملک کو دیکھ لیجیئے بلکہ اپنے ساتھ کے ایک صوبے کو ہی دیکھ لیجیئے' ہمارے پنجاب کے ساتھ ملنے والے دوسرے ملک کا صوبہ دیکھ لیجیئے' جناب والا! وہاں بجلی مفت ہے۔ کسانوں پر بجلی کے کوئی charges نہیں ہیں۔ کسانوں سے کوئی بجلی کا بل وصول نہیں کیا جاتا اور آج ہمارے ہاں کوئی کسان ایسا نہیں ہے---

جناب چیئرمین: ذرا وقت کا خیال بھی رکھ لیجیئے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جی جناب۔ جناب والا! ہر کسان پر اس بات کا بوجھ ہے کہ اسے ہر مہینے بجلی کا بل دینا ہے۔ اس وقت جو بجلی کے rates ہیں' جو بجلی کی شرح ہے' اس کے مطابق وہ بل نہیں دے سکتا ہے۔ اس کی مالی حالت بہت کمزور ہے۔ وہ اس قابل نہیں ہے کہ وہ بجلی کا بل دے سکے۔ جناب والا! اس میں agriculture research کے لیے کچھ نہیں رکھا گیا۔ جب تک آپ اپنی agriculture research کو improve نہیں کریں گے' جب تک نئے بیج نہیں لائیں گے اس وقت تک آپ ترقی نہیں کر سکتے۔ ہمارے جو تھوڑے بہت research institutions ہیں' ان پر حکومت کی کوئی توجہ نہیں ہے۔ جب تک آپ research institutions کو زیادہ رقم نہیں دیں گے' ان کی امداد نہیں کریں گے' نئے بیج

نہیں آئیں گے' اس وقت تک زراعت خاطر خواہ ترقی نہیں کر سکتی۔

جناب والا! Health کے شعبے میں ادویات پر sales tax معاف کیا گیا ہے' وہ بھی ان ادویات پر جو ہسپتالوں میں دی جاتی ہیں' یعنی دوسری ادویات پر نہیں۔ اگر میں دوائی خریدنے مارکیٹ جاؤں گا تو اس پر مجھے tax دینا پڑے گا۔ لیکن کوئی سکیم ایسی نہیں ہے کہ کوئی بڑا ہسپتال یا کوئی بڑا ادارہ health کے سیکٹر میں دیا گیا ہو۔ Health پر بھی پوری توجہ نہیں دی گئی ہے۔ یہاں دیکھ لیں ہمارے PIMS کی کیا حالت ہے؟ ہمارے Polyclinic کی کیا حالت ہے؟ اگر آپ وہاں جائیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آپ کسی بازار میں آ گئے ہیں۔ اس کا کوئی expansion کا پروگرام نہیں ہے۔ کوئی independent پروگرام نہیں ہے کہ health پر توجہ دی جائے۔

جناب والا! اس بجٹ میں کسی mega project کا کوئی پروگرام نہیں رکھا گیا ہے۔ Communications میں کوئی بڑا پروگرام' health میں کوئی بڑا پروگرام ' ایجوکیشن میں کوئی بڑا پروگرام نہیں رکھا۔ جو پہلے mega projects ہیں جیسے Coastal Highway ہے' اس کے لیے بھی پوری رقم فراہم نہیں کی گئی ہے۔ جب آپ mega projects کو نظر انداز کریں گے تو مجموعی طور پر آپ کا ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ law and order کا مسئلہ ہے۔ اس پر بہت سارے دوست بات کریں گے۔ میں اس پر مختصر بات کروں گا کہ ہم چلے گئے' ہماری حکومت خراب تھی' ہم خراب لوگ تھے' ہم غلط لوگ تھے' صحیح لوگ آ گئے' صحیح حکومت آ گئی' صحیح نمائندے آ گئے' عوام کے نمائندے آ گئے۔ جناب والا! ہمیں تو گئے ہوئے آٹھ مہینے ہو گئے ہیں اور آٹھ مہینے کے بعد آج law and order کی جو صورت ہے وہ آپ دیکھ لیجیئے۔ آج کی law and order کی حالت دیکھ لیجیئے۔ کوئی دن ایسا نہیں' کوئی اخبار ایسا نہیں جس میں ہر روز killings کی خبریں نہ آ رہی ہوں۔ کیا کوئی آدمی محفوظ ہے؟ کوئی ممبر محفوظ ہے؟ ہمارے فاضل ممبر قادری صاحب کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ جناب والا! کوئی آدمی محفوظ نہیں ہے۔ میں ایک ہفتے کی بات نہیں کر رہا ہوں' میں دو ہفتوں کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ ہماری حکومت گئے ہوئے آٹھ مہینے ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد کیا improvement ہوئی ہے؟ جناب والا! law and order میں کوئی improvement نہیں ہوئی ہے۔

جناب والا! جہاں تک انصاف کا تعلق ہے ' انصاف میں judiciary کا بہت برا حال ہے۔ عدالتوں میں لوگ دھکے کھاتے پھر رہے ہیں اور اس بجٹ میں اس کے لیے کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں کیا گیا کہ کیسے آپ سستا انصاف عوام کو مہیا کریں گے' کیسے آپ ججوں کی تعداد بڑھائیں گے اور آپ infrastructure پر کتنا زیادہ خرچ کریں گے۔ جب تک لوگوں کو انصاف نہیں ملے گا' لوگوں کی حالت خراب رہے گی۔ جناب والا! اس بات کی کیا justification ہے کہ ایک سول کیس' civil rights کی enforcement کے لیے 20/20 سال کسی کو عدالتوں کے چکر لگانے پڑیں۔ سول ججوں کی عدالتوں کو دیکھ لیجیئے' سیشن ججوں کی عدالتوں کو دیکھ لیجیئے' ہائی کورٹس کو دیکھ لیجیئے اور سپریم کورٹ کو دیکھ لیجیئے' ان کے بارے میں کیا کیا گیا ہے؟ جناب والا! اس کے لیے بھی آپ کو زیادہ lump sum grants رکھنی چاہیے تھیں۔ زیادہ عدالتیں بنانی چاہئیے تھیں تاکہ لوگوں کو سستا اور فوری انصاف مل سکے۔ لیکن جناب والا! اس بات کے متعلق کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ Roads and highways کے لیے بھی بہت کم رقم رکھی گئی ہے۔ جناب یہ عرض کروں کہ چونکہ وقت کم ہے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ عوامی امنگوں کی عکاسی نہیں کرتا' یہ بجٹ bureaucracy کا بنایا ہوا ہے۔ ایک routine بجٹ ہے' جیسے انہوں نے بنا کر دیا' ویسے ہی انہوں نے ہمارے سامنے رکھ دیا۔ میں ان سے اپیل کرتا ہوں کہ خدا کے لیے اس میں interaction کیجیئے' اس میں اپنی مداخلت کیجیئے' اس میں عوامی نمائندوں کی مداخلت کیجیئے اور پھر یہ بجٹ تیار کیجیئے۔

آخر میں' میں ایک شعر کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرنا چاہتا ہوں۔

میں سنا چکا اب بہت کچھ' تم سن چکے سبھی کچھ

نہ ہی سر ہلا تمہارا' نہ ہی زبان ہلی تمہاری

شکریہ۔

Leave of Absence

جناب چیئرمین: صرف دو leave applications پڑھنی ہیں۔ میں ذرا پہلے انہیں پڑھ لوں۔

جناب ایس ایم ظفر نے اپنی ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 14 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میر اسرار اللہ خان نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 14 اور 15 جون کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: میاں رضا ربانی صاحب۔

Further Discussion on the Finance Bill (2008-09)

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! میں آپ کا شکر گزار ہوں

and, indeed it is a pleasure and honour for me today to open debate on behalf of the Treasury on the Budget 2008-09 which has been presented by the coalition's democratically elected Government which has come into office barely 65/70 days ago.

جناب چیئرمین! جب اس حکومت نے اقتدار سنبھالا تو یقیناً جو اقتصادی صورت حال تھی، وہ نہایت ہی تشویش ناک تھی کیونکہ جو ماضی کی حکومت رہی ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ جب سے جنرل پرویز مشرف برسر اقتدار آئے اور انہوں نے آئین کو معطل کیا اس کے بعد سے ریاست کی یہ پالیسی رہی اور ایسا لگتا تھا کہ جیسے ریاست صرف اور صرف اس کام کے لئے بنی ہے کہ چند مفاد پرست profiteers کا ٹولہ تمام state کے resources کو exploit کرے اور عوام کو دھکیل دیا جائے below the poverty line اور ان کو صرف redundancy یا right sizing یا down sizing کا سامنا کرنا پڑے۔ لہذا اس دور کے اندر ہم نے یہ دیکھا کہ وہاں پر cooperate profit, curtail formation اور چند بڑے big business houses کو فائدہ دینے کی economic policy اپنائی گئی، جبکہ پاکستان کے غریب اور محنت کش عوام کو کالا شاہ کالا قانون جیسا IRO, 2002 کا سامنا کرنا پڑا اور شاید پاکستان کی تاریخ کی سب سے بڑی right sizing یا down sizing بین الاقوامی مالیاتی سامراج یعنی World Bank اور IMF کے

قبلہ درست theoretically کو meet کرنے کے لئے کرنی پڑی۔ لہذا پہلے conditionalities کرنا تھا۔ ہمارے سامنے coalition government کے سامنے state کا کردار یہ ہونا چاہیے

that the state should be working for the welfare of the maximum the

number of people تاکہ تمام تر سہولیات اور economic development جو ہے وہ پاکستان کے محنت کش لوگوں کے لئے ہو۔

مجھے پتا ہے کہ جناب چیئرمین! کہ وہاں سے یہ بات کہی جائے گی کہ growth rate اس زمانے میں بہت تھا، لیکن ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ growth rate کی بنیاد basically دو چیزوں پر تھی banking sector اور automobile industry اور banking sector میں consumers financing کو فروغ دیا گیا جس میں پنسل سے لیکر vacation تک کے loans شامل تھے، لیکن کوئی ٹھوس چیز ہمارے سامنے نہیں آئی۔ پھر جناب چیئرمین! ایک سوچی سمجھی international conspiracy کے تحت پاکستان کے agricultural sector کو پس پشت ڈالا گیا تاکہ جو base بنتا تھا پاکستان کی economy کا اس کو weaken کیا جائے اور اس بات کو facilitate کیا جائے کہ پاکستان کو multi national companies اور بین الاقوامی مالیاتی سامراج کی منڈی میں تبدیل کر دیا جائے تاکہ پاکستان اپنی economy کو مضبوط pillars پر کھڑا نہ کر سکے۔ ایک اور سازش کے تحت جناب چیئرمین! جان بوجھ کر energy sector کو neglect کیا گیا اور جنرل پرویز مشرف کے پورے دور کے اندر ایک میگا واٹ بجلی کا اضافہ نہیں کیا گیا۔ اس کا بھی سبب یہ تھا کہ لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے پاکستان کی اپنی indigenous industry بند ہو جائے اور پاکستان کو باہر کی دنیا کے اوپر انحصار کرنا پڑے اور western capital کے لئے پاکستان ایک ready market بن جائے اور یہی حشر آج ہم نے دیکھا کہ جو trade deficit تھا آپ نے دیکھا کہ اس دور کے اندر وہ کتنا بڑھ گیا۔ We started to import rather than to export اور جو سب سے بڑا ظلم اس دور کے اندر ہوا وہ inequitable economic policies کی وجہ سے ہوا جناب چیئرمین!

the gap between the rich and poor, the gap between the elite and the poorest of the poor in Pakistan has grown

اور آج وہ اتنی sharp distinction ہو کر ہمارے سامنے آئی ہے کہ پاکستان کے اندر جناب چیئرمین! صاحب class struggle جو ہے وہ بہت آگے بڑھ چکی ہے۔ اب ایک group have ہے اور دوسرا group have not ہے اور یہ تمام تر چیزیں اس لئے ہوئیں چونکہ inequitable policies بنائی گئیں ' elitist policies بنائی گئیں ' اور چند بڑے big business houses کو benefit کرنے کے لئے policies بنائی گئیں جبکہ غریب ' غریب تر ہوتا چلا گیا۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جناب چیئرمین ! موجودہ حکومت نے جو ایک dismal economic position inherit کی اس میں جو چند relief دیے میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ideal budget ہے ' میں یہ نہیں کہتا کہ ایک غریب کو اس میں maximum relief دیا گیا لیکن پھر بھی موجودہ صورتحال کے اندر جو چند relief measures دیئے گئے ہیں ان میں

20% increase in the basic pay of government employees , employees' conveyance allowance is doubled , duty on life saving drugs has totally been withdrawn , pension increased , minimum pension is now Rs 2000/-, Medical from BPS 1 to 16 increased to Rs . 500/-, Minimum wage as announced by the Prime Minister in his opening policy statement from Rs . 4500/- has been increased to Rs . 6000/- . 5% cut in import duty on CNG buses , 90% relief on new industries in rural area , duty exemption on energy saving bulb , Poorest of the poor to get Rs . 1000/- per month under the Benazir Scheme and the addition of one lac lady health workers to be employed during this period.

اس کے برعکس جو austerity measures اٹھائے گئے ان میں سے چند جو ہیں جناب چیئرمین ! وہ ban on purchase of physical assets for government offices جس کا مطلب یہ ہے کہ اب گاڑیاں اور air conditioners اور دیگر ایسی چیزیں حکومتی دفاتر کے لئے خریدی نہیں جائیں گی۔ وزیر اعظم سیکریٹریٹ کے expenditures میں 34% کٹوتی کی گئی ہے۔ یہاں پر میں یہ بھی کہتا چلوں کہ چونکہ سینیٹ اور نیشنل اسمبلی ہمیشہ criticise ہوتے آئے

ہیں، سینیٹ نے بھی اپنے expenditures کو freeze کیا ہے اور نیشنل اسمبلی نے بھی اپنے expenditures کو freeze اور cut کیا ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے جناب چیئرمین! کہ جہاں پر یہ تین اداروں نے اپنے expenditures میں cut کیا۔ وہاں پر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ voluntarily ایوان صدر کو بھی اپنے expenditures پر cut لگانا چاہیے تھا لیکن ہم نے یہ دیکھا ہے اور budget figures اس وقت میرے پاس موجود نہیں ہیں، دفتر میں ہیں، میں آپ کو دے دوں گا، ہم نے یہ دیکھا کہ 2008-09 کے لیے Presidency نے پچھلے سال کے expenditure سے زیادہ مانگا ہے۔ اگر عوام کی belt tight ہو رہی ہے، اگر پارلیمان اپنی belt tight کر رہی ہے تو کیا جواز ہے کہ Presidency 2008-09 کے لیے اپنے expenditures کم کرنے کی بجائے بڑھائے جبکہ 18 فروری کو عوام کا mandate Presidency کے سامنے آ چکا تھا اور بالخصوص جب 13 جون کو Long March کی صورت میں عوام کا mandate ایک بار پھر سامنے آ چکا ہے تو کسی قسم کا جواز نہیں بنتا کہ Presidency اپنے خرچے بڑھائے اور ان میں کٹوتی نہ کرے۔

جناب چیئرمین! ویسے تو یہاں پر کہا جاتا ہے کہ Presidency کے بارے میں تمیز سے بات کی جائے کیونکہ Presidency Article 50 کے تحت پارلیمان کا حصہ ہے۔ اگر Article 50 کے تحت Presidency پارلیمان کا حصہ ہے تو پارلیمان کے دو حقیقی اجزا، Senate and National Assembly نے اپنے expenditures freeze کیے ہیں تو پھر Presidency کے لیے mandatory ہے، اس کو بھی کم از کم پرانے expenditures پر freeze کرے بلکہ میں تو یہ کہوں گا اور آئینی پیکج میں یہ میری تجویز بھی ہے کہ جیسا originally 1971 کے آئین میں تھا، ویسے ہی Article 50 سے Presidency کو نکال دینا چاہیے۔

The original Article 50 of the Constitution has Parliament to be only the National Assembly and the Senate. This was an addition brought by Gen. Zia. Let us do away with this legacy of the dictator.

جناب چیئرمین! اس کے بعد میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے

agriculture کو اپنی main stay بنایا ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ زراعت پاکستان کی economy کا main stay ہے اور اس کے لیے

increase in fertilizers subsidy, sales tax on fertilizers withdrawn, early announcement of the wheat procurement prices, subsidy on DAP has been increased from Rs. 475/- to Rs. 1000/- and sales tax withdrawn, additional loans through the Zarai Taraqiati Bank, rice seed duty withdrawn and group insurance 5% excise duty has been withdrawn.

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ یہ coalition government کا اعزاز ہے اور ہم نے کئی بار اس floor پر اور نیشنل اسمبلی کے floor پر یہ بات کہی اور اس کا مطالبہ کیا، آج مجھے اس بات پر فخر ہے کہ یہ پہلی حکومت ہے جس نے one line defence budget کو ختم کیا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر میاں رضا ربانی: اور اس کے ساتھ ساتھ جو sovereign Houses ہیں، جو پارلیمان supreme ہے، جو پارلیمان sovereign ہے، اس کے سامنے میں یہ نہیں کہتا کہ بہت detailed budget لیکن پہلے سے کہیں بہتر at least it is a first step in the right direction Mr. Chairman, that has been taken. اس طرح Education and Health کی budget allocations کو increase کیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! میں آخر میں صرف دو باتیں اور کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ کالا باغ ڈیم کی بات کی گئی۔ یہاں پہلے بھی میں نے on the floor of the House کہا کہ اس ایوان میں، نیشنل اسمبلی میں، national debate میں غالباً قاضی صاحب کی کمیٹی تھی---

جناب چیئرمین: عباسی صاحب، اے این عباسی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: اے این عباسی صاحب کی جو کمیٹی بنی، اس کی recommendations کی روشنی میں اور تین صوبائی اسمبلیوں کی number of resolutions,

کالاباغ پر یہ بنیاد کی not one, total nine from the three Provincial Assemblies ڈیم کا اعلان کیا گیا اور میں نے آپ کے سامنے اس دن بھی عرض کیا کہ article 155 of the Constitution is very clear. کہ اگر کسی صوبائی حکومت کو اس مسئلے پر اعتراض ہوتا تو وہ Council of Common Interest میں اس مسئلے کو اٹھاتی لیکن کیونکہ پنجاب کی صوبائی حکومت نے article 155 کے تحت Council of Common Interest میں کوئی اعتراض نہیں اٹھایا therefore, it was presumed that Punjab is going with the sense of the federation کہ اگر باقی تین صوبے کالاباغ کو نامنظور کر رہے ہیں، تو پنجاب بھی کر رہا ہے۔ جنرل مشرف نے جو پارلیمانی کمیٹی بنائی، وہ غیر آئینی کمیٹی تھی۔

Council of Common Interest was the only competent body that could have taken a decision on this.

آخر میں جناب چیئرمین! بھنڈر صاحب نے دو باتیں اٹھائیں، ایک بجٹ سیشن کا ٹائم، میں ان سے بالکل agree کرتا ہوں اور اس سلسلے میں وزیر خزانہ سے میری بات ہوئی ہے۔ ہماری کوشش یہ ہو گی کہ آئندہ کم از کم دو یا تین مہینے پہلے بجٹ concerned committees کے سپرد کیا جائے، ان سے input لیا جائے اور اس کے بعد سفارشات مرتب ہوں اور کم از کم ایک مہینے کا وقفہ debate کے لیے ہونا چاہیے۔ آئینی پیکج میں سینیٹ کے لیے سات دن کے دورانیے کو بڑھانے کی بات بھی کی ہے، چودہ دن کی بات کی ہے لیکن that is not sacrosanct اگر یہاں پر House اور دوستوں کا point of view ہو کہ اس کو چودہ دن سے بھی زیادہ بڑھایا جائے تو we are open to that لیکن ہماری intention کہ اس دورانیے کو بڑھایا جائے، پارلیمنٹ کی maximum participation budget making میں ہو، وہ بڑی واضح ہے۔ جناب چیئرمین! اب میں Finance Bill پر آتا ہوں and that is the last point and I will just take two or three minutes on that. جناب چیئرمین صاحب! یہ درست ہے کہ میرے لیے کہا گیا اور میں اس بات کو admit کرتا ہوں کہ میں پہلے اور آج بھی اس بات کا بڑا advocate ہوں کہ Finance Bill میں صرف وہ legislation آنی چاہیے جس کو Money Bill کے زمرے میں ڈالا جا سکتا ہو۔ Treasury Benches پر آنے سے

میری اس رائے، میری اس سوچ میں کوئی فرق نہیں آیا۔ جناب چیئرمین! میں صرف آپ کی توجہ Kaul کی طرف مبذول کرواتا ہوں اور Kaul میں

page No. 523, a money bill has been defined as under; I won't take up much of your time and then it gives lists till (g) but I think (b) is the relevant one as far as we are concerned;

"The regulation of the borrowing of money or the giving of any guarantee by the Government of India, or the amendment of the law with respect to any financial obligations undertaken or to be undertaken by the Government of India and similarly, Mr. Chairman, if you look at May's that defines in similar terms, if you look at Black Law Dictionary it also defines in similar terms. Therefore, keeping this definition in view, if I am correct then there are 26 laws that seek to be amended by the Finance Bill. According to my interpretation, which may be wrong out of those 26 laws, 12 laws are such that fit the description of amoney bill; 12 laws are such that according to me, do not fit the description of a money bill and 2 laws that seek to be amended in the Finance Bill are such laws that are partly a money bill and partly not a money bill. But then there is also the ruling of the Chair, here in the Senate and the National Assembly, and the Consitution itself which says that if the Speaker of the National Assembly certifies a bill to be a money bill, then as far as the two Houses are concerned, the matter cannot be questioned. There is a ruling to that effect from the Senate of Pakistan as well, by the Chairman Senate of Pakistan in which he said that if the Speaker has certified a bill to be a money bill then to that extent it cannot be called into question here until

and unless alternative remedy is sought in a court of law. Mr. Chairman, in the end, I am grateful to you for having given me this opportunity to have opened the debate on behalf of the Treasury. Thank you sir.

Mr. Chairman: Mr. Wasim Sajjad.

Senator Wasim Sajjad: Mr. Chairman, I am very grateful to you for having given me the floor to respond to the first significant act of the Government which came into existence after the 18th of February, 2008. If I were to, in very summarized terms, describe the budget, I would say that this is a lackluster, unimaginative budget. It provides no solution to the problems that the people are facing today and the problems that the people are facing today, foremost, are inlfation and unemployment. This Budget provides no relief to the people of Pakistan; this Budget will increase the difficulties of the people of Pakistan and I can foresee that in the next months, we will find rampant inflation in the country; we will find increasing poverty in the country; we will find people groaning under the weight of economic burdens. This is, briefly, how I would describe the Budget that has been presented by the honourable Minister for Finance.

جناب والا! اس ملک میں 18 فروری کو انتخابات ہوئے اور ان انتخابات کے نتیجے میں ایک نیا سیاسی نقشہ ملک میں سامنے آیا۔ پہلے جو حکومت تھی جس میں پاکستان مسلم لیگ اور حمایتی تھے' ان کو عوام نے vote نہیں دیا۔ ایک نئی سیاسی صورت حال سامنے آئی کہ پاکستان پیپلز پارٹی' پاکستان مسلم لیگ نواز اور ان کے حمایتیوں کو عوام نے اپنا mandate دیا۔ اس mandate کے بارے میں بہت سے لوگ اپنا اظہار خیال کرتے ہیں کہ اس کی وجوہات کیا

تھیں؛ میرے نزدیک تین وجوہات تھیں ایک یہ ہے کہ جو پہلے حکومت تھی' اس نے کچھ عرصہ حکومت کی' ایک incumbency factor ہوتا ہے لیکن سب سے اہم بات یہ تھی کہ مہنگائی اور بے روزگاری کے بارے میں عوام کا خیال تھا کہ یہ حکومت قابو نہیں کر سکی' انہوں نے نئی حکومت کو vote دیا۔ توقعات یہ تھیں کہ اب ہم ایک نئی حکومت کو سامنے لائے ہیں' ہم نے اپنے مسائل ان کے سامنے بیان کر دیے ہیں اور ان کے دعوے بھی عوام نے سن لیے ہیں کہ ہم مہنگائی کو کم کریں گے' ہم آٹے کی قیمت آدھی کر دیں گے' ہم petrol کی قیمت کو آدھا کر دیں گے۔ ان ساری چیزوں کو سامنے دیکھتے ہوئے' عوام نے پاکستان پیپلز پارٹی کو vote دیا اور ہم اس کا احترام کرتے ہیں۔

یہ بھی ایک نئی روایت تھی کہ ہماری پارٹی نے اس کو خوش دلی سے قبول کیا اور واضح لفظوں میں کہا کہ جس طرح ان کو حکومت کا حق دیا گیا ہے' ہمیں Opposition کا mandate دیا گیا ہے' ہم Opposition میں رہیں گے۔ خیال یہ تھا کہ حکومت کوئی ایسی policy سامنے لائے گی جس سے عوام کے ساتھ جو وعدے کئے گئے تھے' وہ مشکلات جو election کے دوران سامنے آئی تھیں' ان کا کوئی حل سامنے آئے گا۔ اب اس حکومت کے 70, 75 دن گزر چکے ہیں جناب! آپ نے اس دوران notice لیا ہو گا کہ ہماری جانب سے حکومت کی کوئی باز پرس نہیں کی گئی' کوئی سخت تنقید نہیں کی گئی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے ایک روایت کو سامنے رکھتے ہوئے کہ حکومت کو کچھ وقت دیا جائے تاکہ ان کے پیر جم جائیں' ان کی policies سامنے آ جائیں۔ شاید اگر یہ Budget نہ ہوتا تو ہم ان کو کچھ مزید دن دیتے کیونکہ انہوں نے 100 دنوں کا ایک programme دیا تھا تو ہم مزید کہتے کہ ان کو 100 دن پورے کر لینے دیے جائیں تاکہ ان کی policies سامنے آئیں۔ ہمیں' آپ سب اور عوام کو پتا چلے کہ اس ملک کی بہتری کے لیے ان کے پاس کیا اقدامات ہیں' اس ملک کی بہتری کے لیے ان کے پاس کیا programmes ہیں۔ ہم اگر اپنی حکومت کی کارکردگی کو دیکھیں تو اس میں بہت سی تنقید بھی ہوسکتی ہے لیکن کچھ چیزیں بڑے واضح طور پر سامنے آتی ہیں' جو significant چیزیں ہیں' جس پر کوئی آنکھیں بند نہیں کر سکتا۔ وہ یہ ہیں کہ پچھلے پانچ سالوں کے دوران Dollar, Rupee کی ایک stable position رہی ہے یعنی Dollar 61, 60 پر رہا ہے' پاکستان کے

reserves بتدریج بڑھتے رہے ہیں۔ جناب! ایک وقت تھا جبکہ یہ 17 billion کو پہنچ چکے تھے۔ پاکستان میں باہر سے investment آ رہی تھی۔ یعنی تنقید بھی بہت سی چیزوں پر ہو سکتی ہے لیکن یہ دو پہلو ہیں، ہمیں جن پر نظر رکھنی ہو گی کہ پاکستان میں investment آ رہی تھی۔ آپ PTCL کے بارے میں جانتے ہیں کہ UAE کی بہت بڑی company نے invest کیا اور ہمارے بہت سے دوسرے جو projects تھے، اس میں باہر سے investment آ رہی تھی، سعودی عرب سے investment آ رہی تھی، UAE سے investment آ رہی تھی۔ China سے بہت سی companies نے پاکستان میں اس خواہش کا اظہار کیا۔ China Mobile Company نے بھی پاکستان میں investment کی ہے۔

جناب والا! پچھلے چار مہینوں میں کیا ہو گیا ہے کہ reserves 17 billion سے 12 billion پر آ گئے ہیں، Dollar کی قیمت 60, 61 سے لے کر 70 تک چلی گئی، اب 68 پر آ گئی ہے۔ جناب! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اس وقت دنیا کی کمزور ترین currency Dollar ہے، Dollar, Euro کے against بھی گر رہا ہے، Pound کے against گر رہا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ روپے کے against چڑھ رہا ہے۔ کیا بات ہے؟ ہمارے reserves کیوں گر رہے ہیں؟ جناب والا! یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ پاکستان سے

there is a massive flight of capital from Pakistan. The Stock Exchange has come down and it is an open secret that anybody having any asset, any money is wanting to take that money out of Pakistan and invest in Dubai or other similar places. Sir, therefore, we have to examine why is this happening? The only answer, the logical answer is because they feel that is a safer haven for their money and assets. They are nervous about the economic situation in Pakistan, they feel insecure in Pakistan. And one of the reasons, I don't doubt the intentions of my honourable friend and then Finance Minister Mr. Ishaq Dar, but one of the statements when he made immediately after coming into office was to express grave doubts

about the economic situation in the country. The result was that there was a flight of capital and when there is a flight of capital the rupee will fall, rupee will weaken and when the rupee weakens, our deficits will increase, our debt burden will increase, our imports will go out and with the oil prices at 135, 137 dollars a barrel, you can imagine sir, the impact that this is going to have on the economy of the country, on the inflation in the country, on the burden that should be placed on the poor people of Pakistan. So, what is the solution to this problem?

جناب والا! تیل کی قیمت اگر =/135 ڈالر ہو گئی ہے تو اس میں تو ہمارا کوئی control نہیں ہے' اس میں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ہماری جو imports ہیں وہ نہ صرف تیل ہے' خوردنی تیل ہے' ہم اور چیزیں بھی import کرتے ہیں' جس پر لازماً ہمیں خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اس پر تو ہمارا control نہیں ہے لیکن یہ ایک ایسا phenomenon ہےجو صرف پاکستان کے لیےنہیں ہندوستان' چین' جاپان اور ملائیشیا کے لیے بھی ہے' تمام دنیا اس مسئلے کو face کر رہی ہے' یہ مسئلہ ہر ایک کے سامنے ہے۔ What is the solution to this? What is the answer to this? جناب! اس کا solution یہی ہے کہ ہم یہ تو نہیں کر سکتے کہ تیل کی قیمت کم کر دیں' لیکن ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اپنی economic base کو بڑھائیں' یہاں پر economic activities کو بڑھائیں تاکہ لوگوں کی income میں اضافہ ہو اور جو مہنگائی کا سیلاب ہے اس کا وہ مقابلہ کرسکیں۔ Income بڑھانے کا سب سے پہلا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کا economy میں اعتماد پیدا کرتے ہیں' آپ security دیتے کہ جناب والا یہاں پر پاکستان میں حالات ایسے ہیں کہ آپ کی environment secure ہے' آپ یہاں invest کریں یہاں پر انڈسٹری ہو' لوگوں کو روزگار ملے' روزگار میں اضافہ ہو' لیکن اگر پہلے دن سے یہ کہنا شروع کر دیا جائے کہ پاکستان کی economy کے حالات خراب ہیں تو یہاں پر investment کون کرے گا؟ اس لیے اس مسئلے کو face کرنے کا جو واضح solution اور طریقہ کار ہونا چاہیے وہ یہ ہے کہ پاکستان کے جو مختلف sectors ہیں' agriculture,

سب میں اضافہ کرنا ہو گا۔ جیسے کہ industry, services we have to increase the size of the cake. اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ پچھلے دور میں کوشش بھی کی گئی تھی کہ ہر سیکٹر میں اضافہ کیا جائے' investment کرائی جائے تاکہ لوگوں کی income increase ہو البتہ اس سال growth rate گرا ہے' لیکن آپ average rate دیکھیں تو پچھلے پانچ سالوں کے دوران 7% growth ہوئی ہے اور یہ پاکستان کے لیے بہت اچھی development ہے کہ

7% average GDP growth over the last five years period.

جناب والا! اس کے لیے ہمیں لوگوں میں اعتماد پیدا کرنا ہو گا تاکہ flight of capital بند ہو' لوگوں کو پاکستان کی economy پر اعتماد ہو اور اس کی بنیاد یہ ہو گی کہ حکومت کی

policies that Pakistan is secure, it's a safe environment and people should come and invest in Pakistan.

سب سے پہلے میں انڈسٹری لیتا ہوں۔ اس وقت انڈسٹری بہت سی مشکلات کا شکار ہے' ہمارا جو main stay ہے وہ textile industry ہے۔ سب جانتے ہیں کہ وہ کافی عرصہ سے بہت pressure میں ہے' اور بھی industries pressure میں ہیں۔ ہماری جو اپنی local industry ہے اور یہاں پر جو کچھ بھی produce ہو رہا ہے' ہندوستان نے اس کو protection دی ہے' ہم اب WTO کی environment میں شاید اس حد تک protection نہیں دے سکتے لیکن اس کے باوجود industries کی جو مشکلات ہیں اس کو ہمیں سامنے رکھنا ہو گا۔ مشکلات کیا ہیں؟ جناب والا! آپ پاکستان میں بجلی کا ریٹ دیکھ لیں' یہ انڈسٹری کے cost میں جاتا ہے' آپ گیس کا ریٹ دیکھ لیں' bank interest charges دیکھ لیں' یہ تمام چیزیں انڈسٹری کی cost بڑھاتے ہیں' جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جو پاکستان میں کپڑا بنتا ہے' yarn بنتا ہے' products بنتی ہیں'' پاکستان میں جو چیز بھی بنتی ہے وہ چین اور ہندوستان سے compete نہیں کر پاتیں۔ اس کے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ کم از کم selected industries میں' وہ انڈسٹری جس کا پاکستان میں raw material موجود ہے' مثلاً cotton based industry

یا agro based industry ہے' اس میں ہم ان کو incentives دیں' کوئی protection دیں' کوئی support دیں تاکہ یہ compete کر سکے۔ اور ممالک بھی یہ کرتے ہیں' وہ براہ راست نہیں کہیں گے کہ ہم subsidy دیتے ہیں لیکن hidden subsidies ہوتی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ جو selected industries ہیں جس کا کہ میں نے ذکر کیا کہ agro based and textile based ہیں یا جو پاکستان میں چیزیں بنتی ہیں ان کو concessional rates پر bank loans دینے چاہئیں' ان کے raw materials کو produce کرنے میں آسانی پیدا کرنی چاہیے تاکہ ہماری انڈسٹری expand ہو اور جب انڈسٹری expand ہو گی تو روزگار ہو گا اور لوگوں کو زیادہ بہتر زندگی بسر کرنے کے مواقع مہیا ہو سکیں گے۔

انڈسٹری کے بعد agriculture ہے۔

Agriculture is the back bone of Pakistan; agricultue is the backdrop of Pakistan's economy. Agriculture employs nearly 60% to 70% of the people of Pakistan.

ہمیں شہروں میں بھی غربت نظر آتی ہے لیکن زیادہ غربت دیہاتوں میں نظر آتی ہے۔ اگر ہم نے پاکستان کے حالات کو بہتر کرنا ہے' پاکستان کے غریب عوام کے مستقبل کو زیادہ بہتر کرنا ہے تو ہمیں دیہاتوں پر بھی توجہ دینی پڑے گی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں agriculture میں interest لینا ہو گا اور اسے بہتر کرنا ہو گا۔

Agriculture کے بہت سے مسائل ہیں' جس کی طرف میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے بجٹ میں کوئی توجہ ہی نہیں دی گئی'

no sensitivity has been shown to the real problems of Pakistan's economy. It's a routine budget, it's a budget probably prepared by bureaucrats because I know Mr. Naveed Qamar is capable of preparing a better budget.

In the agriculture sector sir, there are lots of problems, the cost of fertilizer has gone up, with the result that people are using less amount

of fertilizers; with the result that the productivity is coming down. The electricity charges are high but the bigger problem is that there is no electricity. Yes, you can blame the past government but the question is what are we going to do now? Is it enough to say that the past government is responsible for all this? I would appreciate the comments of the Prime Minister, who boldly said that we have been brought into the government and it is my responsibility to provide solutions to the problems of the people of Pakistan. Sir, we have to look ahead, there is no electricity and no electricity means that it is going to effect our industry, it is going to effect our agriculture, it is going to effect our students, it is going to effect our homes, and it is going to effect every possible sector of Pakistan's economy.

Agriculture: the inputs have become very expensive. The marketing of agriculture products leaves a lot to be desired. In my opinion, the support price needs to go up higher. Yes, it will be a burden but the support price of wheat and the agriculture products needs to be increased, Sir, but more important is that the marketing should be facilitated, so, that the agricultural products are sold in such a way that the real benefit comes to the farmers of Pakistan not to the middleman. Even in Islamabad, sir you will see, there are no markets. There are just a few markets with the result that people charge at their will, at their pleasure, whatever price they want. But the poor farmer, the person who toils in the field, who has to bear the cost of water, the cost of fertilizer, the cost of all other inputs; he doesn't get the compensation which he

deserves. If we can provide him the proper incentives so that whatever he earns which he rightly deserves, we will be imporving the life of 60% to 70% of the people of Pakistan. We need to show sensitivity to the problems of the agriculture sector. We need to reduce the cost not only of fertilizers but also tractors etc, so that they can get all these things at reasonable prices. Even electricity needs to be provided to the farmers at subsidised rates. This is something we need to do not just for the farmer community but for the entire people of Pakistan. Now who is talking of the shortage of electricity, there is absolutely no electricity. Sir,

یہ جو energy ہوتی ہے اس کا نہ ہونا، تمام شعبوں پر اثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ انڈسٹری اس سے متاثر ہوگی، زراعت اس سے متاثر ہوگی، جو بچے سکول پڑھنے جاتے ہیں ان پر اثر ہوگا، جو خواتین گھر میں بیٹھی ہوتی ہیں اور جنہوں نے کوئی کام کرنا ہوتا ان پر اثر ہوگا۔ اس سلسلے میں ایک اعلان تو آ گیا کہ ہم کالاباغ ڈیم نہیں بنائیں گے جو کہ میری دانست میں ایک غلط فیصلہ ہے۔ ٹھیک ہے آپ اس میں وقت لیں تاکہ consensus پیدا ہو جائے، جن لوگوں کے شکوک و شبہات ہیں ان کے شکوک و شبہات دور کیے جائیں یہ ایک political process ہوتا ہے۔ اس کا فیصلہ ایک دن میں نہیں ہوگا شاید چند مہینوں میں ہو، چند سالوں میں شاید ہو، لیکن ایک بڑے project کو ختم کردینا کوئی عقلمندانہ فیصلہ نہیں ہے۔پھر اس کے بعد اگر آپ نے کالا باغ ڈیم کو ختم کرنے کا فیصلہ کر دیا ہے تو پھر آپ کے سامنے کوئی alternative ہونا چاہیے تھا۔ کیا alternative دیا ہے؟

I can say with confidence that there is no alternative given on the scrapping of this project of Kala Bagh Dam which has been there for, so many years. The Indus River has a capacity to produce nearly 50,000 MW electricity.

ان کو چاہیے تھا کہ کوئی پروگرام سامنے لاتے کہ energy کے لیے ہم نے ایک بڑا سیکٹر ختم

کردیا ہے لیکن اس کے عوض ہم پاکستان کو، کیوں کہ پاکستان میں اس وقت بھی shortage ہے اور کہا جاتا ہے کہ تقریباً تین ہزار میگاواٹ کی کمی ہے۔

Sir, next year this shortage will go up to 4000 MW and it will progressively be increased, so we need to tackle these problems today for our future generations.

جناب چیئرمین ! میں ایک humble suggestion یہ دوں گا کہ ہمیں Hydro Eletric Power Stations میں مشکلات آ رہی ہیں۔

We need to No. 1. invest more in Thermal and Coal based energy and I would strongly say that now is the time that they should have more nuclear power plants in Pakistan. We need not to be apologetic about it. Energy is a problem the world over. India is making nuclear power plants and they are being supported by the United States.

ان کے ساتھ بڑی کوشش ہو رہی ہے کہ Civilan Nuclear Energy Cooperation کے agreement ہو جائے۔ ہمارے چشمہ میں غالباً دو nuclear power plants کے بارے میں بات ہو رہی ہے اور کوشش ہو رہی ہے کہ وہ تیار ہو جائیں لیکن وہ غالباً اڑھائی سو، تین سو میگاواٹ کے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ پاکستان میں زیادہ nuclear power plants لگائے جائیں اور یہی ایک راستہ ہو گا جس پر massive energy کی requirement ہے وہ پوری ہو گی۔

جناب چیئرمین ! رحمٰن ملک صاحب آئے ہیں تو I would like to take this opportunity to congratulate him and I must congratulate him کہ انہوں نے بڑا peacefully ------یہ جو وکلاء کا لانگ مارچ تھا

but I would like also to pay tribute to the disciplined long march of the lawyer community. It was very disciplined and I think only the lawyers could have done it

کہ باوجود اس کے کہ ہزاروں لوگ موجود تھے۔ انہوں نے قانون کو voilate نہیں کیا

They maintained discipline and pay tribute to the lawyers that they have shown that they are lawyers. They can protest and yet keep within the bounds of law.

(Thumping of desks)

I think, this needs to be appreciated and while I am on this question of long march which was a very good, impressive performance yesterday, there is an other suggession I would like to make.

ججز کی بحالی کا معاملہ کافی طول پکڑ گیا ہے اور اس کا اثر پاکستان کی economy پر' پاکستان کا جو بیرون ملک image ہے' پاکستان کے سارے حالات پر اس کا اثر پڑ رہا ہے۔ اس کے بارے میں مختلف نکتہ ہائے نظر ہیں۔ ہم نے بھی اپنا نکتہ نظر پیش کیا ہے اس میں ایک تو یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کی جانب سے Constitutional Package آیا لیکن اس میں Judiciary کے بارے میں جو معاملات ہیں وہ 80 اور چیزوں سے منسلک کر دیئے گئے ہیں۔ میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ Judiciary کے بارے میں package کو علیحدہ کر دیا جائے۔

Let's say two Constitutional Packages: one to deal with the general problems which they feel are to be addressed and there are many other issues which need really to be redressed, and second, a package to deal with the judicial matters. Let that package come before Parliament, let us debate it so that we can get over this issue as early as we can and I hope, the honourable Leader of the House will examine this matter very seriously.

جناب والا! ایک اور تجویز جو میں دینا چاہتا ہوں' جس پر بجٹ میں unfortunately کوئی زیادہ توجہ نہیں دی گئی وہ ہے Education کے بارے میں۔ Education ایک ایسا معاملہ ہے جس کی اہمیت تو سب سمجھتے ہیں۔ امریکہ میں اور ہم میں کیا فرق ہے؟ فرق صرف Education کا اور Technology کا ہے اور کیا فرق ہے؟ ہم ان سے زیادہ ذہین ہیں' ہم ان

سے زیادہ hardworking ہیں فرق کیا ہے یہی فرق ہے لیکن تعلیم کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ تعلیم کی investment long term investment ہوتی ہے اور جو کوئی حکومت آتی ہے چار سال یا پانچ سال کے لیے وہ چاہتی ہے کہ کوئی ایسا معاملہ کیا جائے کہ پانچ سال کے بعد ہم لوگوں کو کہہ سکیں کہ دیکھیں ہم نے یہ کر دیا آپ ہمیں ووٹ دیں۔

So, we need to invest in education and one suggestion that I would like to give to the honourable Leader of the House Mr Raza Rabbani, is that in their Constitutional Package one of the omissions I feel is that education should be a fundamental right. It should be included in the chapter of fundamental rights.

یہ ہر بچے کا حق ہونا چاہیے اور State سے وہ demand کر سکے کہ مجھے تعلیم کا حق ہے۔ جس طرح ہم کہتے ہیں کہ قانون میں ایک حق دیا ہوا ہے۔ equality ایک Non-discrimination حق دیا گیا ہے freedom of worship دیا گیا ہے۔

Education should be a fundamental right which every child should be able to demand from the government, not only primary and other education but if the child is capable he should be provided education at university level even abroad, if need be at the cost of the government if the child can not afford it. This should be included in the proposed Constitutional Package so that education is made a fundamental right. We can go into more details what should be the parameters of this and other fundamental rights which can be added and which should be considered. Food: food should also be a fundamental right of the people of Pakistan. These two fundamental rights I would propose to my honourable friends to include in their Constitutional Package, which I would submit with great respect should be separated from the Judicial package, so that we

can go on with them. Already, the matter is being prolonged from March last year up today and there is a lot of concern in the lawyers community on this matter. I would suggest let's have two packages. Let the judicial package be considered urgently by the Parliament and let the Parliament come to a decision as to what is in the best interest of the country. Thank you Sir.

Mr. Chairman: Saadia Abbasi Sahiba.

Senator Saadia Abbasi: Thank you Mr. Chairman, at the outset, I would like to congratulate Prime Minister Yousaf Raza Gillani and the Finance Minister Mr. Syed Naveed Qamar for the first budget of the coalition government after long and sustained struggle of twelve years we have a democratic government, which is true and meaningful governance in our country and we have achieved this return to democracy and in this regard I would say that the efforts and the relentless hardwork of Mohtarma Shaheed Benazir Bhutto should be acknowledged and the country owes a debt of gratitude to the struggle that she waged for the return of democracy in our country.

(Thumping of desks)

However, it is not merely the return of democracy that should be our goal, it is sustainable democractic governance that should be our goal and our challenges are numerous. Whether we are on this side of the aisle or on that side of the aisle, we should work together for sustaining democracy in our country and that goal should be an unwavering goal for

all.

In this regard I would say that it is not out of place to mention that a strong and vibrant judiciary is essential part of democratic governance. I will request the Government to empower Parliament so that we can have the return of the pre-November 3rd Judiciary as early as possible. It will only be achieved through Parliament. So, it is my request to the Prime Minister that the necessary constitutional package must be brought before Parliament so that judiciary is empowered and the country can get on with governance. Mr. Chairman, in the time span that the coalition Government has and the change in the leadership of the Ministry for Economic Affairs, I will appreciate the hardwork and the efforts of Mr. Naveed Qamar and his team. However, what is required now is a shift in policies, in priorities and re-orientation of planning keeping in view the global realities of food shortages, energy resources and the escalating costs of energy resources. Furthermore, the cost that our country has faced in the war on terror and efforts to combat the threat of global terrorism is imperative in our policy orientation. Our country is in the front line of this war on terror but we have not received the requisite political, economic and military assistance from our allied partners, the United States and NATO countries. We have not received the requisite aid and assistance that was needed in terms of costs that we have incurred in the deployment of manpower, in military expenditures, in social upheavals, in the economic challenges and they have totally out played the resources of our country. We need to impress upon our

principal partners in the war on terror that nearly 7 to 8 billion over a period of 5 years is not enough to pay for the costs that our country has paid. The problem of the policies in the United States and its allies have come in to our country and it is time for the Government of Prime Minister Yousaf Raza Gillani to impress upon our partners that we need at least 25 billion dollars, plus we need access for our exports to their markets over the next five years in order to sustain this war on terror because the cost that has been incurred, has been the cost that our people are paying. So, in this regard if they can pledge 25 billion dollars for the restructuring of Afghanistan, it is fine. They should also pay attention to the needs of the people of Pakistan. It is my request to the Prime Minister that he should impress upon them that their assistance must be more than 7 or 8 billion dollars. As regards the budget Mr. Chairman. It is my humble submission that in the period of run away inflation when costs of essential commodities are already very high the increase in the sales tax will add to the burden. In fact, the sales tax structure should be rationalized because 15 or 16 per cent is very very high. When the prices of essential commodities are already very high and increasing every day, it is my proposal that it should be decreased to a rational level and in any case not more than 5%. Infact when there is a decrease in the sales tax, it will lead on immediate decrease in the prices of everyday household items, oil and other kitchen goods in the hotel and the tourism industry. The issue of sales tax and withholding tax must be studied by the Government on a priority bases. It should be studied in

depth and dealt forthwith.

Mr. Chairman, there is a proposal in the budget to levy a tax of 500 rupees that on the purchase of every mobile phone. However, it can be rationalized. There can be a mobile phone of 2500/- rupees or 2000/-, there is a mobile phone of forty thousand, fifty thousand even sixty thousand, so it is not enough that 500/- should be levied across the board. It should be on the cost of the item and not merely on the item that is purchased by the individual and that should be rationalized. If there is 5% tax, it can be rationalized and it can yield the benefits that the percentage of the cost of the item will give to the Government. So, I will request the Government to study and review it. It will be across the board and the benefit will be immediate for the people of Pakistan. I will request the Government to establish task forces for energy, economics, finance and agriculture and to formulate proposals. These task forces should give proposals for policy that take into account the strategic objectives and the short term measures to deal with the immediate crisis of energy shortage, inflation, and increase in productivity in the agricultural sector. I will request the Prime Minister to empower the Parliament and utilize the talent and the public mandate of the elected representatives to make these policies. Mr. Chairman, this is the essence of true democracy and it is time that policies are debated and discussed in Parliament and then the proposals, emanating from the Parliament, should be given due consideration because they are the people who have come with the mandate to contribute to the development of our country. Mr. Chairman, I

will also propose that the next year budget process should start at least 3 months before the budget is actually presented in Parliament. This will give an opportunity to the parliamentarians to discuss and debate proposals and to give recommendations to the Government which may be binding upon the Government. Mr. Chairman, inflation is a crippling problem of the country and in this regard we have not only to cut expenses across the board, we have to tackle the monetary policy but we have to offer incentives to the business and industry. We have to rationalize the tax regime and to promote conducive environment for industry to flourish and to offer jobs to people so that we can improve the unemployment situation in our country. In this regard Mr. Chairman, I have been raising time and again that the issue of public-private partnership that is absolutely essential and they can contribute in a very meaningful way. In fact when you were the Governor of Sindh, you encouraged this and there were many institutions that took over the responsibility of managing and trainings the public schools. That not only facilitated the public but also improved the performance of these schools.

Mr. Chairman, while it is important for the Government to give immediate relief to the poor which can be in the form of food subsidies, I don't agree that cash subsidy is the proper and the correct route for addressing the issues of the poor or under privileged. In fact such policies have never yielded long term results and they always had to be abandoned because it always leads to corruption. So, I would request the

Government to review its policy of offering cash subsidies. Instead, it should be in the form of food subsidy. Sir, I would like to say a few words on the Kalabagh Dam because I think it would be a political and intellectual dishonesty to hide behind the rehetoric of political expediency and not to address it. No doubt that the three provinces have voted against the Kalabagh Dam but it is the duty of the coalition Government to review all policies, to try, and develop consensus, and to ask the people. That is the essence of democratic governance and that is how the people do give the meaningful input into policies. It can always be discussed. Kalabagh is essential, in my view, for solving the energy crisis of our country but it does not mean that we should avoid our responsibilities and duties just because three provinces have voted in a particular way. We can always approach the other provinces, we can always talk about it even when we cannot take the consensus of the people of Pakistan. So be it, but that does not mean that we should not make an effort because this is a project that has been long delayed and it is time that we should think about it and we should have the input of all stakeholders in this issue. Sir, before I conclude I would like to make one request to the Prime Minister of Pakistan and would like him to think about it.

Mr. Chairman Mohtarma Shaheed Benazir Bhutto is an acknowledged leader of Pakistan. She was acknowledged throughout the world as a world class leader. She was a statesman in the true spirit of the word and her death was mourned by millions and millions across the

world. There is not a country in the world where her death was not condoled. In recognition of her services to this country, to the cause of democracy, to the cause of the poor, her whole life was dedicated to the people of this country. As a tribute to the remarkable life that she lived, it is my request that the Islamabad International Airport be named after Mohtarma Benazir Bhutto Shaheed and the Prime Minister should make an announcement in this regard in the parliament. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you and a special thanks to you for observing the time allocation.

میں ایک چیز پھر دہرا دوں ہمارے ان ساتھیوں کے لیے جو کہ بعد میں آئے ہیں کہ جو members بولنا چاہتے ہیں، آج چار بجے تک اپنے نام دے دیں۔ اس کے بعد list close ہوجائے تاکہ اسی حساب سے ہم منصوبہ بندی کرسکتے ہیں کہ کتنے speakers ہیں اور کتنا وقت چاہیے۔ مہربانی کرکے چار بجے بعد دوپہر تک آپ نام لکھوا دیں، اس کے بعد کوئی نام accept نہیں ہوگا۔ خالد رانجھا صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے، پیشتر اس کے کہ آپ تھک جائیں یا ممبران تھک جائیں، مجھے آپ نے موقع دے دیا ہے۔ رضا ربانی صاحب بالکل مبارک کے مستحق ہیں، انہوں نے ایک بڑی candid statement دی ہے کہ یہ جو Finance Bill ہے، اس میں جھول ہے۔ اور کہتے ہیں کہ جی 12 قوانین ایسے ہیں جو اس Finance Bill میں نہیں ہونے چاہییں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان 26 میں شاید 2 یا 3 بل ایسے ہیں جن کو آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ Finance Bill میں آنے چاہییں۔

آج جناب کے سامنے موضوع زیر بحث یہ ہے کہ جو اختیار National Assembly کا اور Senate کا ہے یہ legislation میں بالکل برابر ہے۔ لیکن یہ ایک ایسا موسم ہوتا ہے جہاں

National Assembly والے اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے سینیٹ کو legislation سے کاٹ دیتے ہیں اور ایسے قوانین بنا دیتے ہیں جو کو بعد میں عدلیہ کہتی ہے کہ یہ قوانین غلط ہیں چونکہ جو normal procedure ان laws کا ہے وہ follow نہیں کیا گیا۔ اگر رضا ربانی صاحب اس بات سے آگاہ ہیں کہ عدالت ان قوانین کو غلط قرار دے گی تو کیوں نہ آج ہم خود ہی examine کرلیں کہ کیا یہ قوانین Finance Bill میں ہونے چاہییں یا نہیں۔

کہہ رہے تھے کہ ہاں جی! ہمارا ایک مسئلہ ہے کہ سپیکر صاحب جس قانون کو کہہ دیں کہ یہ Finance Bill بنتا ہے' وہ Finance Bill تصور ہوگا۔ میں ان سے بڑے ادب سے اختلاف کررہا ہوں' سپیکر کو یہ کوئی اختیار نہیں ہے کہ گدھے کو گھوڑا کہہ دے۔ اسے یہ اختیار نہیں ہے کہ عورت کو مرد کہہ دے۔ آئین میں define کیا گیا ہے Money Bill کیا ہے۔ اگر آئین میں define کیا گیا ہے تو پھر وہ کہہ دے ہاں جی بھلے لکھا ہوا ہے' میں اس کو نہیں مانتا' This is not the situation.

آج ہم چونکہ تجاویز دے رہے ہیں' ہمارے اختیارات بڑے مختلف ہیں' میں آپ کی وساطت سے آپ کو request کروں گا کہ پہلے تو ذرا ملاحظہ فرمائیے کہ جو آئین ہمارا ہے' اس میں دفعہ 73(2) ہے جو کہتی ہے:

(2) For the purposes of this Chapter, a Bill or amendment shall be deemed to be a Money Bill if it contains provisions dealing with all or any of the following matters,

a) the imposition, abolition, remission, alteration, or regulation of any tax;

جن کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں' اگر ان قوانین میں یہ بات ہو تو اس کو رکھ لیں۔(b) کہتا ہے

b) borrowing of money, or the giving of any guarantee by the Federal Government, or the amendment of the law relating to the financial obligations of that Government:

c) the custody of the Federal Consolidated Fund.

d) the imposition of charge upon the Federal Consolidated Fund,

e) the receipt of moneys on account of the Public Account

f) the audit of the accounts of the Federal Government or a Provincial Government; and

g) any matter incidental to any of the matters specified in the preceding paragraphs.

اور (3) کیا کہتا ہے کہ

(3) A Bill shall not be deemed to be a Money Bill by reason only that it provides:

a) for the imposition or alteration of any fine or

b) for imposition, abolition, remission alteration or regulation of any tax.

تو آگے کہا گیا ہے

(4) If any question arises whether a Bill is a Money Bill or not, the decision of the Speaker of the National Assembly thereon shall be final.

اور آگے کہا گیا ہے

(5) Every Money Bill presented to the President for assent shall bear a certificate under the hand of the Speaker of the National Assembly that it is a Money Bill.

میں گزارش کر رہا ہوں کہ سپیکر صاحب کے اوپر یہ قدغن ہے کہ وہ بیان حلفی دائر کرے کہ ہاں جی! میری دانست میں یہ Money Bill ہے اور ہم سپیکر سے یہ توقع کرتے ہیں کہ جب وہ حلفیہ بیان دیں گے' certificate دیں گے تو اوپر والے یہ دو problems پڑھ لیں گے' اگر ان کے زمرے میں قانون آتا ہے تو بلاشبہ کیجیے۔ لیکن یہ کہنا کہ اچھا جی کوئی بات نہیں' ہم نے

ایک PPC میں ترمیم کرنی ہے، Penal Code کو ترمیم کرنا ہے تو ہم میں وہ law, Finance Bill میں ڈال دیا ہے۔ بڑے شرم کی بات ہے۔ کہتے ہیں CrPc کو ترمیم کرنا ہے، وہ بیچ میں ڈال دیا ہے۔

جناب والا! مجھے پتا ہے وقت کی قلت ہے لیکن ذرا Clause 2 اور Clause 3 کو دیکھ لیجیے۔ Clause 2 is PPC, section 489 کہاں Finance Bill میں اختیار ہے کہ آپ تعزیرات پاکستان کو تبدیل کردیں۔ How is it a Money Bill? کہاں اختیار ہے کہ آپ ضابطہ فوجداری کو تبدیل کردیں؟ That is item 3 sir. آگے چلیں، Clause 5, the Petroleum Products (Development Surcharge) Ordinance, اور کہا کیا گیا ہے licence کو define کیا ہے، licence fee کو define کیا ہے۔ How is it the money bill?

Clause 6 یہ ہے Provincial Employees' Social Security Ordinance کو ترمیم کیا ہے، how is it the Money bill? سات پر آجائیں، West Pakistan Industrial and Commercial Employment (Standing Orders) Ordinance کو تبدیل کیا ہے۔ آٹھواں ہے Customs Act چھوڑدیں Customs Act ہے مان لیتے ہیں۔

نویں نمبر پر Securities and Exchange Commission Ordinance has been changed. یہ جناب وہ قانون ہے جس کے تابع آپ corporate sector کو company law کو company management کو، اور اس میں کیا کیا یہ Commissioner بنا دیتے ہیں، Commissioner کے اختیارات دیے گئے ہیں، How is it a Money Bill? آگے جناب دیکھتے جائیں، Inside trading کا آگیا ہے، How is it a Money Bill? I don't know. ان کی listed companies کے متعلق قانون آگیا ہے، These are all substantive laws. آگے ہے جی

Minimum Wages for Unskilled Workers Ordinance. How is it a Money Bill? These are all substantive laws.

ایک اور قانون ہے Employees' Old-Age Benefits. ایک لفظ benefit استعمال کیا گیا

that does not make it a finance bill. ہے

Modarba Companies کو تبدیل کردیا ہے ' Companies Act کو تبدیل کردیا ہے' میری گزارش ہے کہ ان 26 میں سے اغلب صرف 22 قوانین ایسے ہیں جو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ Money Bill میں آتے ہی نہیں ہیں۔ رضا ربانی صاحب نے کہا جی 14 ایسے ہیں جو نہیں آتے' 12 بالکل نہیں آتے 2 وہ ہیں جو margin پر ہیں۔ میں بڑے ادب سے کہہ رہا ہوں کہ رضا ربانی صاحب اگر ادھر بیٹھے ہوتے تو مجھ سے اتفاق کرتے کہ 26 میں سے 22 bills ایسے ہیں جو Money Bill میں نہیں آنے چاہییں۔ یہ کہہ دینا کہ سپیکر کو اختیار ہے' وہ process بھی مکمل نہیں ہوا۔ میں بڑے ادب سے کہہ رہا ہوں کہ جب ان کے سامنے point آئے گا' بحث ہوگی' اور اگر President sahib کے سامنے یہ بات آئے گی تو کہیں گے جناب صدر ہمارے خلاف ہے' اس لیے pass نہیں کیا۔ خدارا! We are legislating, Lower House, میں' قانون بے شک بنائیے لیکن جو قانون میں ایک Upper House پر جانا conveyer belt ہے through the Senate also, if you chop off the Senate as a part of the Parliament.... ابھی کہہ رہے تھے کہ we will chop off the Presidency اب سوچ یہ رہ گئی کہ chop off the Senate also. میں بڑے ادب سے کہتا ہوں کہ جہاں تک یہ Finance Bill ہے ' it may be relooked اور میں پھر دوبارہ کہتا ہوں کہ میرے اس point کو تنقید نہ سمجھیں کیونکہ تنقید میں آدمی react کرتا ہے' سمجھتا ہے کہ یہ تنقید برائے تنقید ہے۔ میں بطور شہری' بطور وکیل' بطور member of Parliament یہ کہہ رہا ہوں کہ ہم آئین کی بڑی بات کرتے ہیں کہ آئین کو پامال نہیں ہونا چاہیے' آئین کا تقدس ہونا چاہیے' آئین کا تحفظ ہونا چاہیے۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں کہ اچھا ہم نے کر دیا ہے' کر لو جو کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ کہ کر لو جو کرنا ہے زیب نہیں دیتا ہے۔ یہ کہنا کہ صرف Speaker کو اختیار ہے' میرا خیال ہے کہ سپیکر صاحبہ نے شاید اس کو دیکھا بھی نہیں ہو گا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر رضا ربانی صاحب کو ان پر certificate or affidative, بیان حلفی' قسم قرآن دینا پڑے تو کبھی نہیں دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس bill اور بجٹ کو شفاف بنانے کے لئے کم سے کم یہ جو مسودہ ہے اس کو re-examine کر لیں۔ بھلے یہ ترامیم کریں' میں ان ترامیم کے خلاف نہیں ہوں'

میں کہتا ہوں کہ اس کا قانون میں جو procedure ہے اس کو follow کیجیے' and I am to be the first one to support it, but not in a mechanism.

اگلی بات جو سب سے اہم ہے کہ جی ہاں اچھا ہم جو Judges Seats Act 1997 ہے اس میں ترمیم کرتے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں کہ ہاں جی یہ بھی finance bill ہے۔ بالکل میں تو ہمیشہ کہتا ہوں کہ اس میں ترمیم کریں لیکن کیا وہ جو پہلے act تھا وہ بذریعہ finance bill بنا تھا۔ .It was passed as a regular law آج آپ اس میں ترامیم کرنا چاہتے ہیں تو اس کی ترامیم بھی as a regular law ہوں گی یہ کہہ دینا کہ finance bill میں ڈال دیتے ہیں' I don't doubt the intentions ایک اچھی intention سے برا انداز نہ اپنائیں۔ ایک غلط انداز نہ اپنائیں۔ میں دوبارہ کہوں گا کہ if this is challenged in the court اگر خود ہی کہتے ہیں کہ challenge ہو جائے گا' .why do they exercise, which can not stand پھر ہم عدالت کو pressurize کریں گے' دیکھیں جناب یہ ہمارا law بنا ہوا ہے' اس کو آپ نہ چھیڑیں۔ .We will also compromise in the court اس پورے بجٹ میں جہاں بات کی ہے تنخواہ بڑھانے کی' جہاں بات کی ہے صحت کی' جہاں بات کی ہے تعلیم کی' access to justice کی قطعاً کوئی بات نہیں کی گئی۔ ہم روز یہ تقریریں کرتے ہیں کہ انصاف کا ہونا اتنا ہی ضروری ہے جتنا جمہوریت کا ہونا ضروری ہے' یا خوراک کا ہونا ہے' ہم دونوں کو equate کرتے ہیں' لیکن اس دفعہ کیا دیکھا گیا ہے کہ جہاں تک نظام عدل ہے اس میں قطعاً کوئی ایسی چیز نہیں کی گئی جسے ہم کہہ سکیں that the government is concerned about judiciary میں ابھی crisis کی بات نہیں کر رہا' میں ابھی infrastructure کی بات کر رہا ہوں۔ Infrastructure ہمارا کیا ہے؟ ,Civil Courts, Sessions Courts, High Courts ,Supreme Court ہم نے Supreme Court سے شروع کیا ہے' اچھا جناب وہاں ہم 29 Judges لے کر آئیں گے' خدا کا خوف کریں! کس ملک میں Supreme Court کے 14 Judges سے زیادہ ہیں' امریکہ کتنا بڑا ملک ہے وہاں پر Supreme Court کے صرف نو جج ہیں۔ ہمارے ہاں پہلے سات جج ہوتے تھے' پھر کہا کہ اچھا تیرہ کر دیتے ہیں' پھر ہم نے اس کو سترہ کر دیا' آج انتیس کس لئے کر رہے ہیں کہ crisis آ گیا ہے۔ اس کو کسی اور طریقے

دیتے سب اکٹھا کر resolve یہ but resolving them through a mechanism. کرو'

ہیں' it's a mechanism. لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو انتیس ججوں والی بات کی ہے' ہاں یہ

بالکل جائز تھا' انتیس جج بالکل جائز تھے اگر کہتے کہ ہم High Courts میں بھی اتنے بڑھا رہے

ہیں' کہتے کہ ہم Sessions Judges اتنے بڑھا رہے ہیں' کہتے کہ ہم Civil Judges اتنے بڑھا

رہے ہیں' کہتے کہ مصالحتی عدالتیں اتنی بنا رہے ہیں' کہتے کہ ہر ضلع میں ایک خاتون Family

Court Judge ہو گی' کہتے ہم ان کو بڑھا رہے ہیں' ہم appoint کر رہے ہیں۔ قانون ہے

there is not a single Family Court Judge in the entire country. The law is

since 1994, کسی حکومت نے ماضی میں بھی اور انہوں نے بھی کوئی ایسی توجہ نہیں دی' دنیا

میں ہر جگہ جس طرح یونیورسٹی میں ratio ہوتی ہے کہ اتنے طالبعلم اتنے استاد' there is

always a fixed ratio اسی طریقے سے there is a ratio between population and

judiciary. I wish اگر انہوں نے سپریم کورٹ میں انتیس جج کئے ہیں تو اسی ratio سے

Civil Judges بڑھائے ہوتے' ہمارے ملک میں مصالحتی عدالتیں ہیں' مصالحتی عدالتوں کا قانون

ہے' ابھی تک ہم نے ان کو tie up نہیں کیا۔ کہتے تو یہ ہیں کہ justice at door steps.

مصالحتی عدالتوں والا نظام' اس کو لے آتے اور جو بھی طریقہ کار ہے' لیکن اس کے متعلق اس

بجٹ میں کوئی ذکر نہیں کیا ہے۔ یہ جو نظام عدل والی بات ہے۔ میں تو یوں سمجھتا ہوں کہ I

wish, I did not have said, لیکن ہماری موجودہ حکومت کا ایک sector عدلیہ کے متعلق

انتہائی تضحیک آمیز گفتگو کرتا ہے۔ جناب نے' ممبران نے' میاں نواز شریف صاحب کی تقریر

سنی ہو گی' جو انہوں نے لاہور میں لانگ مارچ کے آغاز پر کی' جج صاحبان کو کیا کہا کہ یہ بکے

ہوئے جج ہیں' یہ بکاؤ مال ہیں' یہ فوج کے ایجنٹ ہیں' فوج سے یہ پیسے لیتے ہیں' you name it

and every foul word was used by a person who is aspiring to be the head

of the state. جناب والا! بڑے شرم کی بات ہے اور head of the state اگر زرداری صاحب

ایسی زبان استعمال کریں تو ہر کارکن استعمال کرے گا' لیکن جب میاں نواز شریف صاحب یہ

زبان استعمال کریں گے تو ہر (ن) لیگ کا کارکن یہ زبان استعمال کرے گا۔ کہاں گئی عدلیہ کی

عزت' کہاں گیا عدلیہ کا احترام۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

میں آج اس House کو اطلاع دے رہا ہوں کہ لاہور ہائیکورٹ نے اس بات کا notice لیا اور خواہش ظاہر کی کہ اس سے زیادہ عدلیہ کی بے عزتی نہیں ہوسکتی، اور Contempt کیا ہے۔ پھر کہاں ہاتھ روکا جی اٹھارہ تاریخ کو ان کے الیکشن میں حصہ لینے یا نہ لینے کا فیصلہ ہونا ہے، تو شاید یہ کہا جائے گا کہ دیکھیں چونکہ میں مخالف ہوں، میں نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں، لہذا مجھے disqualify کرنے کے لئے میرے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔ میں اپنے ممبران کی وساطت سے یہ کہنا چاہوں گا کہ آپ کے تحفظات اپنی جگہ پر صحیح، لیکن جلسہ گاہ میں اس قسم کی زبان استعمال کرنا، یہ گری ہوئی ذہنیت سے بھی کہیں کم تر ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ ہم اداروں کو مضبوط کریں گے، اداروں کی تضحیک نہیں کی جاتی اور یہ کہنا کہ ہمارا کوئی کیا بگاڑ لے گا، یہ درست نہیں ہے۔ آج میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت وہ ہوتی ہے جو اپنے اداروں کا تحفظ کرے اور مالی کی طرح انہیں پانی دے اور وہ پھلے پھولے، لیکن اگر آپ کو پسند نہیں ہے تو یہ عدالتیں بند کر دیں۔ یہ کہنا کہ ہاں جی! میں نے اپنے جج لے کر آنے ہیں Alright, do it. لیکن یہ جو تقریروں میں، جلسہ گاہوں میں اور جناب والا! آپ تو شاید ادھر بیٹھے ہوتے ہیں آپ نے اس لئے سنا نہیں، اس شاہراہ دستور پر جب جلوس جا رہا تھا تو عدلیہ کے خلاف اس قسم کے نعرے لگے کہ آپ سن نہیں سکتے۔ اس قسم کی زبان استعمال ہوئی جو آپ سن نہیں سکتے تھے، یہ کیوں ہے جب لیڈران یہ زبان استعمال کریں گے تو کارکن اس سے بری زبان استعمال کریں گے۔

میں یہ سمجھتا ہوں I wish in this budget there was something said about the legal system اور اس موقع پر ----

جناب چیئرمین: جی وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: جی ٹھیک ہے۔ میں صرف ایک بات کرنا چاہوں گا کہ لانگ مارچ ہوا، میں اپنی وکلاء برادری کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس طریقے سے انہوں نے نظم وضبط قائم رکھا۔ میں مبارکباد دیتا ہوں حکومت کو بھی اور رحمان ملک صاحب کو بھی، جنہوں

نے اچھے انداز سے اسے رواں کیا۔ اچھی بات ہے کہ وہ اس وقت یہاں پر نہیں بیٹھے ہوئے ہیں ورنہ خوشامد ہو جاتی ۔ اس آدمی نے common sense view لیا ہے ' Rustic common sense کو adopt کرتے ہوئے اس کو حل کیا ہے۔ چونکہ آپ نے کہا ہے کہ وقت کا خیال رکھوں، میں یہ کہنے والا تھا کہ اس وقت اگر آپ بجٹ کی بات کر رہے ہیں کہ یہ بجٹ زراعت کے متعلق ہے تو زراعت میں بھی کوئی ملک رحمان جیسا آدمی لگائیں جس میں وہ rustic common sense ہو' وہ وزیر لگائیں جس نے اپنے ہاتھ سے کسی پکڑی ہوئی ہو ' اپنے ہاتھ سے کبھی پٹھوں والا ٹوکہ چلایا ہوا ہو' کبھی ہل چلایا ہوا ہو' کبھی ٹریکٹر پر بیٹھا ہو۔ اسے پتا ہو کہ کھالہ کیا ہوتا ہے' اسے پتا ہو نہر کیا ہوتی ہے' اسے پتا ہو پانی کیا ہوتا ہے ؛ اسے پتا ہو بندی کیا ہوتی ہے' اسے پتا ہو پانی کی tail کیا ہوتی ہے ؛ ہم میں سے بیشتر یہ نہیں جانتے کہ نہر کی tail کیا ہوتی ہے۔ نہر کی tail وہ حصہ ہے جہاں پانی بہت کم ہوتا ہے اور جس کے متعلق قوانین موجود ہیں کہ یہاں پر کسی بڑے زمیندار کو اضافی پانی نہیں دینا چاہیے' لیکن وہاں جو ایم پی اے ہے' ایم این اے ہے' سینیٹر ہے یا چیئرمین یا وزیر ہے' ان tails پر جن کا رقبہ ہے وہ اضافی پانی کسی بہانے سے لے لیتے ہیں۔ اس سے زراعت مضبوط نہیں ہوسکتی۔ میں آپ کا بڑا مشکور ہوں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: ملک ممتاز احمد محفوظ صاحب------

Senator Saadia Abbasi: Point of clarification Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: ایک منٹ ملک صاحب۔ جی سعدیہ عباسی صاحبہ۔

Senator Saadia Abbasi: Sorry, Mr. Chairman, I would say one word about Mr. Nawaz Sharif. I would just like to say that he has the utmost respect for the Judiciary in this country. He has the utmost respect for the Judicial process in this country and his entire political struggle is for the dignity, the sanctity, and upholding of rule of law in this country. Thank you, Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: ملک ممتاز احمد محفوظ۔

سینیٹر محمد حسین: پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین! ایک منٹ۔

جناب چیئرمین: بجٹ کے دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ اس کے بعد جب سپیکرز بول چکے ہوں گے تو پھر آپ کا نام بلالوں گا۔ یوں کر لیتا ہوں۔

سینیٹر محمد حسین: اچھا ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: جی ملک ممتاز احمد محفوظ۔

سینیٹر ملک ممتاز احمد محفوظ: جناب چیئرمین! بلاشبہ اس وقت وفاقی حکومت کو بہت سے سیاسی اور مالیاتی بحرانوں کا سامنا ہے۔ ان حالات میں جبکہ سابقہ حکومت نے ملک کو تباہی کے دھانے پر چھوڑا اور معیشت تباہ ہے، چیلنج اور بحرانوں کے باوجود یہ بجٹ بہترین بجٹ ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں غریبوں کو ریلیف دینے کا عہد کیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں بھی غریبوں کو ریلیف دیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں کم تنخواہ پانے والے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ پینشن پانے والے ریٹائرڈ ملازمین کی پینشنوں میں اضافہ کیا گیا ہے۔ محنت کشوں کی تنخواہ چار ہزار پانچ سو روپے سے بڑھا کر چھ ہزار کرنے کا بھی اچھا اقدام ہے۔ بجٹ میں ایک تا پندرہ سکیل کے کنٹریکٹ ملازمین کو مستقل کرنے کا جو کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تمام کنٹریکٹ اور ایڈہاک ملازمین کو بھی confirm کیا جائے چاہے ان کا جو بھی سکیل ہو۔

گزشتہ حکومت نے سرکاری ملازمین اور دیگر لوگوں کو جن کی رقم قومی بچتوں میں رکھی ہوئی تھی ان سکیموں پر سات فیصد منافع کم کر دیا تھا اب بچت سکیموں پر دو فیصد اضافہ خوش آئند ہے۔ ان اقدامات سے چاروں صوبوں میں رہنے والے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

پاکستان ایک زرعی ملک ہے لیکن گزشتہ حکومت کی غلط اور دشمن نواز پالیسیوں کی وجہ سے زرعی ملک میں اجناس کی قلت پیدا ہوئی۔ موجودہ بجٹ میں کسانوں کے لئے ریلیف اور زرعی شعبے کے لئے جو مراعات دی گئی ہیں ان سے زراعت کا شعبہ دوبارہ ترقی پائے گا۔ چاول کے بیج کی درآمد پر دس فیصد کسٹم ڈیوٹی کو ختم کرنا، جبکہ ڈی اے پی کھاد پر subsidy دگنی کرنا،

ہزار روپے فی بیگ کھاد کی درآمد پر sales tax ختم کرنا اور فصلوں کی insurance کے premium پر پانچ فیصد excise duty ختم کرنا، یہ اچھے اقدامات ہیں۔

غریب گھرانوں کے لئے ہزار روپے کے بے نظیر سکیم کارڈ کا اجراء کرنا ' Health کے لئے 19 billion رکھنا نہایت ضروری تھا۔ Lady Health Visitors ملازمت پر رکھنے کا عزم اچھا ہے۔ ہمارے صوبے کو بھی اس کی زیادہ ضرورت ہے۔

پینے کے صاف پانی کے لئے 2.2 billion رکھنا اچھا اقدام ہے۔ سرکاری دفتروں کے بیجا اخراجات کم کرنا بہت ضروری تھا۔ موجودہ حالات میں اس سے اچھا بجٹ پیش کرنا کسی بھی حکومت کے لئے ناممکن تھا جو موجودہ حکومت نے کر دکھایا ہے۔

جناب چیئرمین! صوبہ بلوچستان سابقہ حکومت کی ناقص اور غلط پالیسیوں کی وجہ سے آگ و تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔ سابقہ حکومت کے ادوار میں فوجی آپریشن، بمباری ' ناجائز پکڑ دھکڑ اور لوگوں کو غائب کر دینا ایک کھیل تھا۔ یہی نہیں سابقہ حکومت نے حقوق مانگنے پر سیاسی لیڈروں ' قائدین نواب اکبر خان بگٹی اور بالاچ مری کو شہید کردیا۔ احساس محرومی کے شکار صوبے کے افراد اپنے لاپتا افراد کی بازیابی کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ لوگوں کی دوبارہ آباد کاری ' ترقی وتعمیر کے لئے بلوچستان کو رقوم چاہییں۔

صوبہ اس وقت سخت مالی بحران کا شکار ہے۔ صوبہ بلوچستان اس وقت ۱۹ ارب روپے کے overdraft پر چل رہا ہے۔ جبکہ صرف سود کی مد میں ماہانہ تیس کروڑ روپے ادا کر رہا ہے۔ وفاق کے ذمے بلوچستان کے اربوں روپے ہیں۔ اگر وہ دے دیئے جائیں تو بلوچستان مالی بحران سے نکل سکتا ہے۔

سابقہ حکومت نے بلوچستان کے لئے خصوصی گرانٹ دینے کا وعدہ کیا تھا جو آج تک پورا نہیں ہوا ہے۔ موجودہ حکومت سے یہ میری گزارش ہے کہ وہ گرانٹ دی جائے۔ رقبے کے لحاظ سے آدھا پاکستان، انیس ارب روپے overdraft کا مسئلہ ' وفاقی حکومت کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے جس کو وہ آسانی سے طے نہ کرسکے۔ فوری طور پر اس رقم کو ابھی سے soft loan declare کیا جائے۔

صوبائی خود مختاری اور ہمیں اپنے صوبے کے وسائل پر حق ملکیت دینا چاہیے۔ تمام

mega projects کی آمدن صوبہ بلوچستان کو ملنی چاہیے اور تمام mega projects کی ملازمتوں میں پہلا حق گوادر کا، پھر وہاں کے مقامی لوگوں کا، تیسرا مکران کے لوگوں کا اور پھر صوبے کے لوگوں کا ہونا چاہیے۔ سیاسی وجوہات کی بنا پر گرفتار تمام شہریوں کو رہائی دی جائے۔ فوجی آپریشن بند اور اندرون بلوچستان سے فورسز واپس بلائی جانی چاہییں۔ وفاقی ملازمتوں میں بلوچستان کا کوٹہ بڑھایا جائے اور اس پر عملدر آمد کیا جائے۔

ہمیں سکولوں، کالجوں، یونیورسٹی اور ہیلتھ کے لئے رقم کی ضرورت ہے۔ ہمیں فنڈز رقبے کے لحاظ سے ملنے چاہییں۔ میرانی ڈیم کے لئے ۲۶ کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ جبکہ میرانی ڈیم کے سیلاب کی وجہ سے وہاں کے رہنے والے لوگ بیروزگار ہیں۔ وہ ننگے اور کھلے آسمان تلے پڑے ہیں۔ ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ ہمیں ان کے لئے فنڈز چاہییں۔ امن و امان کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں، صوبہ بلوچستان، صوبہ پختونخواہ زیادہ متاثر ہوئے ہیں، انہیں زیادہ رقم کی ضرورت ہے لہٰذا زیادہ رقم دی جائے۔

میں آخر میں، خراج عقیدت پیش کرتا ہوں محترمہ شہید بے نظیر بھٹو کو کہ انہوں نے اپنی جان کا نذرانہ دے کر ملک میں جمہوریت بحال کی۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو، جنہوں نے قربانی دے کر یہ جمہوریت قائم کی۔ میں آخر میں وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی صاحب اور نوید قمر صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے ایک مناسب اور عوامی بجٹ پیش کیا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ اور وقت کی پابندی برقرار رکھنے کا بھی دوبارہ شکریہ۔ Point of order کی rules میں اجازت نہیں ہے۔ اپنی تقریروں میں آپ جو بولنا چاہیں، اس بجٹ کی تقریر میں آپ ہر بات بول سکتے ہیں۔ چونکہ Rules میں گنجائش نہیں ہے۔ اس لئے اگر ہم Rules کی پابندی کریں تو اچھا رہے گا۔ جاوید صاحب، ابھی ساجد صاحب کی باری ہے۔ ان کے بعد میں آپ کو تقریر کے لئے بلا لوں گا-----

(مداخلت)

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: انتہائی اہمیت کا ایک issue ہو گیا ہے جناب

جو پورے ملک کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

جناب چیئرمین: یہ میں مانتا ہوں لیکن rules میں یہ چیز نہیں ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔ یہ کرسکتا ہوں کہ آپ کو میں تقریر کے لئے بلا سکتا ہوں۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری: جناب! تقریر میری بعد میں ہو گی------

جناب چیئرمین: بجٹ کے دوران قواعد میں Point of Order کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن بجٹ کے دوران پھر ہر کوئی اس کے لئے بولے گا پھر speeches رہ جائیں گی۔ یہی اس میں advantage ہے کہ during the speech you can cover anything and speak on anything خواہ relevant ہے یا نہیں ہے۔ تو آپ تقریر میں کرلیں یا اور کوئی تدبیر کرلیں میں اس کے بعد آپ کو بلا لیتا ہوں-------

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اگر اس کے لئے ہاؤس اجازت دے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں انکے بعد آپ کو تقریر کے لئے بلا لیتا ہوں اس میں آپ جو کہنا چاہتے ہیں کہہ دیں۔ جی ڈاکٹر ساعد صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساعد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Mr. Chairman, There are, no doubt, plus points in the budget. These points have been elaborated in the budget speech.

Mr. Chairman, I will confine myself to some concrete suggestions and I would request that these suggestions be incorporated in the budget. Mr. Chairman, I entirely agree with the views of Bhinder Sahib that the one week time is too short. This time should be extented at least to two weeks. I would like to suggest that the annual financial bill should be strictly confined to matters relating to the imposition, evaluation, remission, or regulation of any tax by the Federal

Government and that the Finance Bill should not be used to introduce fresh legislation or making substantive changes prevailing in the country

Mr. Chairman, coming to specific recommendations, I would like to say that the sales tax on essential food items like wheat, atta, rice, pulses, vegetables, meat, poultry, sugar and tea and also on the production of the stationery, should be entirely abolished and fixed at the zero rate.

I would also like to suggest Mr. Chairman that the custom duty on all items relating to essential food items like wheat, atta, rice, pulses, vegetables, meat and poultry, sugar, tea and inputs for industries in getting the production of the stationery items and other educational aids be either zero rated or be subjected to a maximum of 5 per cent duty.

Mr. Chairman, the rate of the return and profit on all national saving schemes should be increased. Two per cent rise is absolutely meaningless in view of the high inflation rate of 11 per cent. It is proposed that this should be increased to a minimum of 4 to 5 per cent.

Mr. Chairman, the fixed tax on the sale of property is also not very fair. Instead of a fixed rate on the sale of property and real estate, there should be a schedule for progressive taxation keeping in view, where the property is located and what is the use of the property.

Also, Mr. Chairman, I would like to say that the income tax level which has been enhanced to one lac and eighty thousand, should be enhanced to three lacs per year. Also I would like to mention that the

income of widow tax payer is covered by this clause. No tax should be charged and if it is taxable, it should not exceed Rs. 4 lacs.

Mr Chairman, I would also like to say that we do appreciate the Government's resolve for simple living. The import duty on cars above 1600 cc be enhanced to hundred per cent; on luxury cars above 2000 cc it should be increased to 200 per cent.

Mr. Chairman, the Benazir Income Support Programme is a welcome step, 34 billion Rupees have been earmarked in the current budget but Benazir card should not be used as a beggars' card. There is a need for a national social security scheme for children, widows and those physically disabled. They need income support and the need is to provide for their involvement in the production process and not making them permanently dependable.

Mr. Chairman, the National Finance Award is a bone of contention among the provinces. The NFC Award must be announced without delay as envisaged in the Article 160 of the Constitution. In the meantime provincial share of the provinces from the Consolidated Fund should be raised to 50 per cent. NWFP's share of the net hydal profit and Balochistan's rightful share in royalty in the gas and other minerals must be made part of this budget.

Mr. Chairman, as we have experienced during the last few years, the Federal Bureau of Statistics has got a reputation for presenting unreliable statistics and concocted data. Therefore, we recommend that the Federal Bureau of Statistics should be made an autonomous

institution to ensure high degree of professional integrity and greater credibility. We would also recommend that this should be done within the next financial year.

Mr. Chairman, we would also recommend austerity and living within the means. It should be ensured and implemented in letter, and spirit. We recommend that the nondevelopment expenditure should be reduced by ten per cent across the board both in the administration and defence.

Mr. Chairman, I would also like to recommend that all international loans and economic agreements including Defence pact regarding the War on Terror, should be brought before the House and ratified by the Parliament.

Mr. Chairman, if you remember and appreciate that we have got a real transport problem in the country, roads are flooded with vehicles and our railways is in shamble. Commuters are in a real trouble. We, therefore, suggest that there should be a comprehensive transport policy for the country and we must get some lessons from India and Singapore. Energy conservation policy needs a substantial improvement in our railways.

Mr. Chaiman, I would also like to mention that in view of what happened with the privatization of Habib Bank (there was a clear decision in this House that the privatization of Habib Bank should be brought for a discussion in the House, which was not done) and in view of what happened with regard to the privatization of Pakistan Steel Mills, we

would therefore, recommend that the process of privatization should be reviewed and rationalized to ensure complete Parliamentary oversight and protection of strategic interests of the country. Mr. Chairman, there is an urgent need to review the whole process from the view point of security, economic sovereignty and national reliance.

Mr Chairman, we appreciate that the expatriates, working overseas is a major source of dollar earning, therefore, there should be a special package for Pakistani expatriates encouraging them to invest in Pakistan and to play a more effective role in the development with greater participation for them and for their next generation.

Mr. Chairman, Defence Budget should be frozen at its revised 2007 and 2008 amount i.e. 277 billion. I would like to mention that during one of the briefings, we were told that 25 billion Rupees were spent on the Swat Operation alone. I am repeating it 25 billion Rupees were spent by the Army and this does not include. Mohmand or North Waziristan Operation. We would like to know sir, as to what is the contribution of the United States to our Defence needs? US contribution has not been mentioned in the budget. Mr. Chairman, I would also like to mention that the pension of the retired Army personnel should be re-merged into the main Defence Budget. It is unfair to throw it to the civilian budget.

Mr. Chairman, I would also like to mention that the budgetary allocation for education is miserably low. it should be increased to three per cent of the GDP. I would like to mention that last year only 2.5 per cent was allocated to education, out of this only 1.5 per cent was

released and utilized. Mr. Chairman, I would like to submit here that the Pakistan Army has got a role to perform and that is the defence of our borders. Therefore, it should concentrate on perfecting professionalism. Even after retirement they should desist from engagement in the industrial, commercial or real estate activities. It has brought a very bad name to the Pakistan army. I would also like to mention, Mr. Chairman, that the allocation for the NAB be reduced by 50% in the budget for 2008-09 and the Bureau should become wound up in the year 2009-10.

Mr. Chairman! I would also like to mention that power shortage has a negative effect on the industry, agriculture, the academic and business life. We should encourage the construction of the hydel projects and the Government should provide 5% tax holiday on the import of the machinery, plants, and equipment relating to the alternate sources of power generation like wind energy, solar energy, biomass and the micro hydel projects.

Mr. Chairman! in the budget speech of the Finance Minister, unfortunately, there was not a single word about the sciences and technology in the country. In the PSDP 2008-09 an allocation of Rs. 2,988 million has been made, which is Rs. 1,135 million less than the 2007-08 budget. Mr. Chairman! if an increase cannot be made in the present budget, at least it should not be less than the allocation that was made in the last year budget. Mr. Chairman, I would like to mention very briefly, that in 2008-09 PSDP budget there is a provision for the construction of 24 cadet colleges. Mr. Chairman, you would be surprised to know that

these cadet colleges are going to cost something like Rs. 6,000 million. Mr. Chairman, you know that these are the colleges for the education of elite class. You will be surprised to know that in the Education For All head, that is (EFA), only Rs. 1000 million has been kept. Mr. Chairman, if you realize that this is a project which involves providing missing facilities like walls in 53,000 schools, drinking water in 46,000 schools, electricity in 81,000 schools, latrines in 57,000 schools and buildings for 97000 schools. Mr. Chairman, literacy rate cannot be increased unless you provide these facilities. The drop-out rate cannot be reduced without providing these facilities. Mr. Chairman, the trend of the opening of the cadet colleges should be discouraged, and the allocation to the Education For All should be at least doubled.

Lastly, Mr. Chairman! Higher Education Commission (HEC) is establishing new engineering universities. It is a quite good proposal. I supported it in the last session of the Senate. It is proposing to establish 4 universities of Engineering Sciences and Technology in collaboration with Italy, Australia, Germany and China. These are going to be established at Karachi, Lahore and Islamabad. Our request is that the backward provinces have been ignored in the establishment of these universities, we, therefore, request that similar universities should also be established in the smaller provinces at Quetta, Peshawar; suitable allocation should be made for them in the current budget. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Kamran Murtaza.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: بجٹ زیر بحث ہے 2008-09 ا اور ہمارا اختیار' جناب کے پاس جو اس ہاؤس کا اختیار ہے' آرٹیکل 73 میں کہ صرف recommendations دے سکتے ہیں اور وہ recommendations بھی within 7 days. اور ان recommendations کا بھی جناب کوئی binding effect نہیں ہے - The National Assembly may consider, the National Assembly may not consider. مگر جناب اس میں ایک چیز تو ہے' جس وقت ہم یہ بجٹ دے رہے ہیں' جس وقت coalition government یہ بجٹ دے رہی ہے' آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں' کہ یہ حالات اچھے نہیں ہیں اور عملی طور پر اس سے اچھا بجٹ دینا بھی شاید ممکن نہیں تھا۔ ان برے حالات کے دو فیکٹرز تو بین الاقوامی ہیں۔ پہلا فیکٹر اس میں oil کا ہے۔ Oil کے ریٹ اس حد تک بڑھ گئے کہ اس سے economy disturbed ہو گئی۔ دوسرا food کا ہے۔ اس کی وجہ سے بھی economy disturbed ہے۔ یہ تو بین الاقوامی فیکٹرز تھے۔ باقی کچھ فیکٹرز قومی ہیں۔

جناب! مارچ ۲۰۰۷ء سے قبل ملک میں disturbance شروع ہوئی۔ بلکہ اس وقت سے شروع ہوئی جب یہ سٹیل ملز کا issue آیا ہے۔ اس سٹیل ملز کے issue کے بعد آہستہ آہستہ ایک disturbance, دوسری disturbance, اور تیسری disturbance, اور پھر ۱۸ فروری کا الیکشن' mean while بے نظیر کو شہید کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ صدارتی الیکشن ان سب باتوں کی وجہ سے اتنی بے یقینیاں اس ملک میں آئیں کہ ان سب کا اثر ہماری معیشت پر پڑ رہا تھا اور پڑ رہا ہے۔ اس دھما چوکڑی میں یہ جو کچھ ہوا ہے یا جو کچھ ہو رہا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے بہتر بجٹ ممکن نہیں تھا۔ بجلی غائب' ان کا قصور نہیں ہے' میرا قصور نہیں ہے' پہلے سے غائب ہونا شروع ہو گئی تھی۔ آٹا اور گیس غائب ہے' روزگار موجود نہیں ہے' لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں۔ مسائل کی زیادتی ہے کہ لوگوں کا صبر ختم ہو گیا ہے۔ زر مبادلہ کے ذخائر ہیں جو کم سے کم ہوتے جا رہے ہیں۔ امن و امان کی صورتحال ہے جو خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے۔ دو صوبوں میں تو اس حد تک خراب ہو گئی ہے کہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہم کسی

بین الاقوامی سازش کے شکار ہو گئے ہیں۔ ان دو صوبوں میں ایک صوبہ پشتونخواہ ہے اور دوسرا میرا صوبہ بلوچستان ہے۔ اس پشتونخواہ فاٹا بھی شامل ہے اور اس کو جب میں پشتونخواہ صوبہ کہتا ہوں تو اس کو ایک طرح سے غیر شعوری طور پر یا شعوری طور پر اس کو اس کا حصہ سمجھ لیتا ہوں۔

جناب! اس بجٹ میں گوکہ لوگوں کو ریلیف دینے کی will نظر آتی ہے مگر چادر ہی اتنی چھوٹی ہے کہ اس میں اگر ہاتھ اندر کرتے ہیں تو پاؤں باہر نکل جاتے ہیں اور اگر پاؤں اس کے اندر ڈالنا چاہتے ہیں تو ہاتھ باہر نکل جاتے ہیں۔ جناب! جو main خرابی مجھے بجٹ میں نظر آئی، چونکہ میرا تعلق legal profession سے ہے وہی خرابی جوکہ بھنڈر صاحب نے پہلے point out کی، اس کے بعد رانجھا صاحب نے point out کی، 26 laws کو اس میں amend کر دیا گیا ہے کہ by this Finance Bill, ایک attempt کی گئی ہے ان 26 laws کو amend کرنے کی اور ان laws میں PPC, CrPC, and Board of Revenue Act بھی شامل ہے، اور ججز کی تعداد کا قانون ۱۹۹۷ء شامل ہے۔ اس میں ان ۲۶ قوانین کو amend کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ آرٹیکل ۷۰ کے روح کے منافی ہے۔ رضا صاحب نے کہا کہ ان ۲۶ میں ۱۲ تو میں سمجھتا ہوں کہ Finance Bill کی definition میں نہیں آتے میری اپنی سمجھ کے مطابق۔ رانجھا صاحب نے کہا کہ ۲۲ اس میں نہیں آتے۔ تو بات ۱۲ یا ۲۲ کی نہیں ہے۔ ایک بات اور کی گئی certification کی کہ اگر National Assembly کی سپیکر صاحبہ certify کر دیں کہ یہ Finance Bill ہے یا Money Bill ہے تو اس کو question نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں پر ٹھہر جائیے اور اس بات کو سوچیئے کہ Finance Bill کی definition اسی آرٹیکل ۷۳ میں دی گئی ہے۔ میں اس کو دوبارہ نہیں پڑھتا۔ رانجھا صاحب پڑھ چکے ہیں۔ اس کو انہوں نے define کیا ہے۔ اب فرض کر لیجیے ایک منٹ کے لئے کہ ہماری recommendations چلی جاتی ہیں، اچھی یا بری اور اس Bill کو certify کرکے National Assembly کی Speaker یہ Bill صدر کو ان کی منظوری کے لیے بھجوا دیتی ہیں اس definition کے خلاف جو Article 70 میں بڑی detail سے دی گئی ہے اور فرض کر لیجیے کہ ایسا موقع آئے کہ صدر کہہ دیں، (میں اس صدر کو صدر نہیں مانتا مگر بہرحال اس وقت وہ de-facto صدر ہیں) اور کہہ دیں کہ یہ آپ کا جو Finance Bill ہے، یہ جو آپ کا بجٹ ہے یہ in violation of Article 70 ہے اور یہ جو

certification ہے یہ صحیح نہیں ہے تو کیا اس سے ایک بہت بڑا بحران نہیں پیدا ہو جائے گا؟

جناب والا! میں اور آپ اگر اس قسم کے کسی بحران سے بچنا چاہتے ہیں، ہمیں اس certification پر انحصار نہیں کرنا چاہیے جو کہ ممکن ہے کہ Speaker National Assembly نے آج تک، ابھی تک اس کو certify نہیں کیا۔ اس certification کا مرحلہ اس کے بہت بعد میں آئے گا۔ مگر اپنے ذہن میں یہ رکھ لیجیے کہ یہ وہ certify کر دیتی ہیں جو ہماری اس coalition کی نمائندہ اور Speaker ہیں گو کہ Speaker independent ہوتا ہے، آپ اس کو grace marks دے دیجیئے اور یہ سمجھ لیجیئے کہ وہ certify کر دیں گی۔

میڈم! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ آپ بیشک آپس میں بات کریں مگر اتنی زور سے نہ کریں کہ میں disturb ہو جاؤں۔ میں disturbance feel کر رہا ہوں۔ (ایک خاتون سینیٹر کو مخاطب کرتے ہوئے) کل اگر اس certification کے بعد صدر نے یہ انکار کر دیا کہ یہ certification غلط ہے اور یہ in violation of Article 70 ہے اس ہاؤس میں admittedly لوگ کہہ رہے ہیں، اس طرف سے بھی اور اس طرف سے بھی کہ اس ہاؤس کا privilege breach ہوا ہے۔ جو میں نے اس میں input دینی تھی وہ نہیں دی اور آپ نے 26 laws by sharp practice or in any manner کو amend کروا لیا ہے۔ گو کہ یہ سابقہ ادوار حکومت میں بھی ہوتا رہا ہے۔ پانچ سال سے تو میں ان کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ اسی طرح سے کرتے تھے اور ہم سب، میں، رضا صاحب اور دوسرے سارے اس پر بات کرتے تھے۔ آج جب صدر ہمارے ساتھ نہیں ہیں اور اگر انہوں نے کر دیا تو کیا یہ ملک پھر اس سے بڑے بحران کا شکار نہیں ہو جائے گا۔ کیا اس بحران کو اس stage پر روکنے کے لیے ابھی تک ہمارے پاس وقت نہیں ہے؟ کیا ہم یہ کوشش نہیں کر سکتے کہ اگر ان rules کو even suspend کروانا پڑے اور ان 26 laws میں ہم strictly ان laws کو جن کو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ Money Bill کی definition میں نہیں آتے، ان کو ہم properly approve کرالیں within the meaning of Article 70.

لہٰذا میری پہلی submission اس point پر ہے کہ بھنڈر صاحب نے جو کچھ کہا، جو کچھ رانجھا صاحب نے کہا وہ بالکل ٹھیک ہے مگر ایک اور بحران جو ہم آگے دیکھ رہے ہیں وہ

آگے چل کر اس طرح سے بھی ہو سکتا ہے' اس سے بچنے کے لیے میرے پاس' رضا صاحب کے پاس' اس coalition Government کے پاس آج وقت ہے۔ اگر یہ وقت چلا گیا تو پھر ممکن ہے کہ ہمیں اس کے بعد پشیمانی اٹھانی پڑے۔

دوسرا problem, جس پر یہ بات نہیں کرتے یہ Article 160 کا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ پچھلی دفعہ جب ہم نے debate open کی تھی' رضا صاحب نے open کی تھی being Leader of the Opposition, تو سب سے پہلا point یہی تھا کہ NFC Award final نہیں ہوا جیسا کہ ہونا چاہیے دستور کے Article 160 کے تحت۔ آج بھی اسی طرح سے وہی دستوری صورتحال ہے۔ ہم Article 160 کو نظرانداز کرکے آگے بڑھ رہے ہیں۔ بھلے ہم آج کہیں' جتنی دفعہ بھی کہیں کہ ہم کو اب take over کیے صرف 70, 75 یا 80 دن ہوئے ہیں۔ مگر دستور کو violate کرنا دستور کو violate کرنا ہی ہے۔ اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ مشرف نے کل دستور violate کیا تھا تو آج یہ دستور ہم خود violate کر رہے ہیں۔ اس دستور کی violation کو ختم کرنا ہوگا۔ ہم کو یہ بتانا ہوگا کہ نہ ہم Article 70 کو violate کر رہے ہیں نہ ہم Article 160 کو violate کر رہے ہیں اور یہ بات بھی نہیں ہے کہ ان کو اچانک اس صورتحال کا سامنا کرنا پڑا ہے یا مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو اس صورتحال کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

جیسا میں نے عرض کیا کہ پچھلی دفعہ خود رضا صاحب نے اس کو point out کیا تھا۔ اس سے پہلے' اسی ہاؤس میں' پچھلے سیشن میں ہم نے point out کر دیا تھا کہ یہ ہونے جا رہا ہے۔ اسحٰق ڈار صاحب اس وقت تھے اور انہوں نے کہا کہ جی ٹھیک ہے میں نے فوری طور پر صوبوں کو خطوط لکھ دیے ہیں کہ جی اپنا اپنا بندہ اس کے لیے nominate کر دیں۔ ہمارے وہ خطوط لکھنے کے بعد کیا ہماری ذمہ داری جو اس سبز کتاب میں لکھی ہے Article 160 کے مطابق وہ ختم ہوگئی؟ کیا یہ بجٹ جس پر ہم آج بحث کر رہے ہیں' دستوری ہو گیا ہے؟ جناب جو چیز آئین کے مطابق نہیں ہے' وہ آئین کے مطابق نہیں ہے اور اگر آپ اس غلط کام کو' غلط طریقوں کو digest کرتے جائیں گے تو ٹھیک نہیں ہوگا۔ جناب والا! آج دو چیزوں کو point out کیا جا رہا ہے' کل تین ہوں گی پھر چار ہوں اور اس کے بعد پانچ ہو جائیں گی۔ اور یہ سب

چیزیں آپ کے گلے پڑتی جائیں گی۔ لہٰذا اس پر ایک سنجیدہ کوشش ہونی چاہیے کہ یہ دو چیزیں جو غیر دستوری ہیں، ان مسئلوں کا حل نکالا جائے۔

جناب والا! میں اس طرف بیٹھا ہوں، ہاؤس کے treasury benches پر بیٹھا ہوں، یہاں پر عام طور پر سب کچھ اچھا نظر آتا ہے۔ اس طرف اپنی غلطیاں کم نظر آتی ہیں اور اس وقت نظر آتی ہیں جب سب کچھ ہاتھ سے نکل جاتا ہے۔ اب تک ہمارے ہاتھ سے کچھ نہیں نکلا۔ اب تک ہاتھ میں ہے۔ اب تک ہمارا یہ argument لوگ accept کر رہے کہ آپ کو دو مہینے، اڑھائی مہینے، تین مہینے، جبکہ تین مہینے ابھی پورے نہیں ہوئے، تو اب تک ہمارا یہ argument accept کیا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے کہ لوگ ہمارے اس argument کو reject کر دیں، لوگ ہم سے تنگ آ جائیں کہ آپ کل والوں سے بھی بد تر ہیں۔ لہٰذا ہمیں ان مسائل کو حل کرنا ہو گا۔

جناب والا! میرے پاس ایک اور خط ہے، ایک اور مسئلہ ہے، جو ہم کو resolve کرنا چاہیے تھا اس بجٹ سے۔ صوبوں کے درمیان اور Federation کے درمیان جو مسائل ہیں ان کو حل ہونا چاہیے تھا۔ اس دن میں نے اس خط کو آپ کے سامنے بھی place کیا تھا اور رضا بھائی کو بھی دے دیا تھا۔ یہ خط لکھا ہوا ہے چیف منسٹر بلوچستان کا اور ہم 22 Senators کے نام پر جن کا تعلق بلوچستان سے ہے۔ اس میں سات، آٹھ مسائل کا انہوں نے احاطہ کیا ہے۔ اس وقت تیس، چالیس سال کے بعد شاید، اس وقت وفاق میں بھی، وفاق میں تو خیر تیس، چالیس کے بعد نہیں لیکن کم از کم صوبے تیس، چالیس سال کے بعد جو وزیراعلیٰ ہے اس کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے۔ وفاق میں بھی پیپلز پارٹی کی حکومت ہے۔ اس کے باوجود وزیراعلیٰ مالی امور کے حوالے سے وہاں پر satisfaction feel نہیں کر رہے ہیں۔ یہ سات، آٹھ امور میں سے کچھ gas field پر royalty کا مسئلہ ہے، royalty پر سوئی گیس پر royalty کا مسئلہ تھا، gas development surcharge کا مسئلہ ہے، distribution کی gas، arrears رہتے ہیں، جو کا مسئلہ ہے۔ NAB نے جو recoveries کی ہیں ان کا مسئلہ ہے، compensation package ہے، وہ جو flood affectees تھے in Balochistan، ان کا مسئلہ ہے۔ Pre-mature retirement of CDL loans کا مسئلہ ہے اور ایک اور مسئلہ ہیں سینیٹ کی recommendations

کی جو 2006 میں آئی تھیں اور جن میں بہت ساری باتیں انہوں نے agree sub-Committee کی تھیں لیکن یہ آٹھ مسائل یہ وزیر اعلیٰ، نواب محمد اسلم رئیسانی نے، ہمیں یہ خط بھجوایا ہے تو یقیناً رضا بھائی کو بھی بھجوایا ہوگا، اپنے وزیراعظم کو بھی دیا ہوگا۔ یہ مسائل صوبوں سے نہیں میرے صوبے سے متعلق ہیں جو کہ حل طلب ہیں اور ان پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین: ذرا وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: میں نے تو ابھی شروع بھی نہیں کیا۔

جناب چیئرمین: تو پھر شروع کرنے سے پہلے ختم کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ : میں اس کو چھوٹا کر لیتا ہوں۔ جناب والا! ایک اچھی effort جو اس بجٹ میں نظر آئی وہ تنخواہیں بڑھانے کے بارے میں ہے۔ بیس فیصد اضافہ انہوں نے propose کیا ہے ۔ جناب والا! ہم اس کو پہلے بھی point out کرتے رہے ہیں، فرض کریں اگر میری تنخواہ میں بیس فیصد اضافہ ہوگا تو مجھے آٹھ ہزار کا فائدہ ملے گا مگر اس نائب قاصد کی تنخواہ میں، سفید وردی والے کی تنخواہ میں اگر کوئی اضافہ ہوگا تو اس کو صرف ڈھائی سو روپے کا فائدہ ملے گا۔ مجھ سے زیادہ اس کو اس increase کی ضرورت ہے۔ ہم اضافہ کرتے ہوئے بھول جاتے ہیں کہ اضافہ تمام کا تمام ایک طرح سے required نہیں ہوتا۔ ہمیں کم آمدنی والے لوگوں کو زیادہ فائدہ دینا ہوتا ہے اور زیادہ آمدنی والے لوگوں کو کم فائدہ دینا ہوتا ہے۔ تنخواہوں میں اضافہ کرنے کا، تنخواہوں کو بڑھانے کا یہ جو طریقہ ہے یہ غلط ہے۔ آپ گریڈ ایک سے پندرہ تک کے ملازمین کی تنخواہوں میں کچھ اور اضافہ کیجیئے ۔ اس کے بعد والے لوگوں کی تنخواہوں میں کچھ اور طرح سے اضافہ کیجیئے۔ اس میں میری تجویز ہے کہ ان کی تنخواہوں میں کم از کم پچاس فیصد اضافہ ہونا چاہیے۔ اب چونکہ بات وسائل اور مسائل کی ہوگی تو کٹ کس پر لگایا جائے، کٹ ان پر لگایا جائے جو بڑے گریڈ میں ہیں۔ میری اگر تنخواہ نہیں بڑھے گی تو میں شاید اس کو afford کر سکوں گا ، بڑے گریڈ والوں کی تنخواہ اگر نہیں بڑھے گی تو ان کو شاید اتنا فرق نہیں پڑے گا۔ ان کی زندگی گزارنا اتنا مشکل نہیں ہوگی جتنا کم تنخواہ والوں کی مشکل ہے۔ جن کو زندگی گزارنا مشکل ہے ان کے اوپر زیادہ توجہ دینی چاہیے۔

جناب والا! ہم پہلے بھی عرض کرتے رہے ہیں کہ وسائل کو پیدا کرنے کے لیے کم از کم ڈیفنس بجٹ کو ایک حد تک freeze کر دیجیئے۔ آپ کے پاس وسائل نہیں آرہے ہیں۔ ملکی حالات اس طرح کے ہیں، بین الاقوامی حالات اس طرح کے ہیں تو کم از کم آپ ڈیفنس بجٹ کو کسی ایک stage پر freeze کر دیجیئے۔ جب اس کو freez کریں گے تو اس میں ایک short practice یہ ہوئی ہے کہ جو defence personnel ہیں ان کی pension کے بھی کئی ارب روپے لگتے ہیں، وہ انہوں نے سول بجٹ میں ڈالے ہوئے ہیں، اس کو ان کے اپنے بجٹ میں دکھائیے ان کے اپنے بجٹ میں ڈالیے اس کے بعد اس کو freeze کر دیجیئے، کسی ایک سال کو pin point کر دیجیئے 2007-08 کو freeze کر دیجیئے، 2006-07 کو freeze کر دیجیئے اور اس کے بعد ایک commitment آپ کی نظر آنی چاہیے کہ آئندہ پانچ سال تک جتنے ان کے اخراجات ہیں وہ freeze رہیں گے۔ جب تک آپ ایسا نہیں کریں گے تب تک آپ کے وسائل نہیں آئیں گے اور لوگوں کے مسائل بڑھتے جائیں گے۔

جناب والا! ایک اور بات کہی گئی کہ ڈیفنس بجٹ اب ایک لائن کا نہیں ہوگا۔ یہ پورا detailed ہوگا۔ بحث شروع ہوگئی، دو دن کا وقفہ آگیا ہے کم از کم میرے علم کے مطابق وہ detail ہم میں سے کسی کے پاس نہیں ہے۔ وہ detail میرے پاس اس وقت آجانی چاہیے جس وقت میں تجاویز دے رہا ہوں۔ وہ وقت کل چھ بجے گزر چکا۔ وہ detail کم از کم میرے پاس اس وقت تک آجانی چاہیے تھی جب میں اپنی تقریر کر رہا ہوں۔ وہ وقت اب گزر چکا اب اس کے اوپر میں نہ زبانی اور نہ تحریری کوئی تجویز دے سکتا ہوں۔ اب اس کے بعد اگر میں کل پرسوں یا اس کے بعد کے دنوں تجویز دوں میں تو اس کا مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور نہ دوسرے لوگوں کو۔ اس بات کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے۔

جناب والا! ایک اور بہت بڑا مسئلہ ہم سارے امیر نہیں ہوسکتے، ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔ ہم اس poverty کو ختم نہیں کرسکتے، ہمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔ مگر ایک کام میں اور آپ کرسکتے ہیں، ہم اس غربت کو اختیار کر کے، ہم اس سادگی کو اختیار کرکے، اس ملک کے بہت سے مسائل کو کم کر سکتے ہیں۔ اگر میں، آپ، ہم سب یہ بڑے بڑے گھر، یہ بڑی بڑی گاڑیاں ان کا استعمال ترک کردیں تو کم از کم معاشرے میں جو دوڑ ان کو حاصل کرنے میں لگی

ہوئی ہے وہ دوڑ ختم ہوجائے گی۔ غربت ختم نہ کیجیئے، مگر غربت کو اختیار تو کر لیجیئے۔ جب ہم اس کو اختیار کر لیں گے تو غریب بھی کسی حد تک satisfy ہو جائے گا کہ چیئرمین صاحب میرے مطابق زندگی گزارتے ہیں۔ ربانی صاحب میرے حساب سے زندگی گزارتے ہیں۔ وہ اس دوڑ سے نکل آئے گا اس کو بھی کسی حد تک satisfaction ہوگی۔ جناب والا! آج سے تیس، چالیس، پچاس سال پہلے چلے جاتے ہیں۔ آپ بڑے زمیندار آدمی ہیں، اور بھی بڑے بڑے زمیندار بیٹھے ہوئے ہیں، بڑے بڑے industrialists بیٹھے ہونگے ان کی زندگی بھی بڑی سادہ ہوا کرتی تھی۔ جب ان کی زندگی بڑی سادہ ہوا کرتی تھی تو معاشرے میں وہ دوڑ نہیں تھی۔ عام آدمی وہ حاصل کرنے میں more اور more کے چکر میں involved نہیں تھا۔ جب وہ اس چکر میں involved نہیں تھا تو بہت سے مسائل پیدا ہی نہیں ہوتے تھے اس لیے ان کو حل کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوا کرتی تھی۔

جناب والا! ایک اور مسئلہ جو مجھے نظر آ رہا ہے۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ . وقت کا خیال رکھ رہا ہوں۔ stop watch رکھ لیجیئے پانچ منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا۔ جناب والا! اگر آپ نے معاملات کو آگے لے کر جانا ہے تو دو چیزیں اس ملک میں بہت ضروری ہیں۔ امن و امان اور سستی توانائی۔ امن و امان پر توجہ دینے کی ضرورت ہے، توانائی کو سستا کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ آپ نے compete کرنا ہے ورنہ چائنا سے چیز آ جائے گی وہ دو روپے کی ملتی ہے۔ آپ جتنی بھی کوشش کر لیں پانچ روپے سے کم میں نہیں بنا سکتے۔ اول تو آپ کی لوڈشیڈنگ سے اور دوسرے مسائل سے جان نہیں چھوٹتی، اگر اس سے نکل جائے تو وہ اتنی مہنگی ہے، وہ وہاں پر شاید مفت میں دے رہے ہوں اور آپ کو یہاں پر اتنی زیادہ مہنگی پڑتی ہے۔ ایک تو ملک میں امن پر properly توجہ دینی چاہیے اور دوسرا توانائی سستی ہونی چاہیے۔ زراعت کے شعبے میں آپ کو بجلی میں بھی subsidy دینی پڑے گی اور ڈیزل میں جو ان کے استعمال کی چیز ہے۔ ڈیزل اگر آپ سستا دیں گے تو اس کا نقصان اتنا نہیں ہوگا۔ دو چیزوں میں خاص طور پر ڈیزل استعمال ہوتا ہے ایک

ٹرانسپورٹ میں اور ایک زراعت میں، اگر آپ کی transportation سستی ہوجائے گی اور دوسرا زراعت میں استعمال سے ان کی cost کم ہو جائے گی اس کا اثر آپ کو باقی چیزوں میں بھی نظر آئے گا۔

جناب والا! ایک اور چیز جو ہم بغیر کسی خرچ کئے ہوئے، بغیر کوئی amount spent کیے ہوئے ہم کو آرٹیکل 97 of the Constitution کو اس کی اصل منشا کے مطابق impose کرنا پڑے گا۔ ہم صوبوں کو ان کی executive authority transfer نہیں کر رہے گو کہ 73 کے آئین میں یہ ان کو transfer ہو جانی چاہیے۔ اگر آپ اس executive authority کو صوبوں کو transfer کر دیتے ہیں تو آپ کے اسلام آباد کے خرچے آدھے سے بھی کم ہو جائیں گے۔ اس executive authority کو ان کے پاس جانے دیجئیے اس کے بعد جو پیسے یہاں سے بچیں گے وہ آپ کے مسائل کو حل کرنے میں مدد گار ہوں گے۔ اس بجٹ میں ایک چیز عجیب سی نظر آئی۔ میں لیڈر آف دی ہاؤس کی توجہ چاہتا ہوں کہ بلوچستان کے لیے اتنے بڑے بجٹ میں آپ کو صرف 34 ارب روپے نظر آئے۔ میرے خیال میں چھانگا مانگا کا بجٹ بھی اس سے زیادہ ہوتا ہوگا۔ 34 ارب روپے میں آپ پاکستان کے 43% کو چلانا چاہتے ہیں۔ آپ ان کا حساب ختم نہیں کرتے، آپ ان کے claims کو settle کرنے کی بھی کوشش نہیں کرتے۔ دوسری طرف آپ نے بلوچستان کو کیا دیا 34 بلین۔ 34 بلین میں وہ development programmes چلا سکیں گے میرے خیال میں وہ تنخواہیں بھی پوری نہیں کر پائیں گے۔ آج انہوں نے آپ کا انیس بلین روپے قرض دینا ہے جس پر پتا نہیں کس ریٹ سے سود دے رہے ہیں۔ کل یہ انیس بلین چوبیس پچیس بلین پر پہنچ جائے گا۔ میں اگر اپنے تمام development programmes کو pack کردوں صرف running معاملات کو چلاؤں تو بھی میں اس کو پورا نہیں کرسکتا۔ اگلے سال اگر ہم اس ہاؤس میں ہوئے تو یہ قرضہ جات جو مجھ پر ہیں، جو بلوچستان پر ہیں، وہ انیس بلین نہیں ہونگے وہ چوبیس پچیس بلین کے قریب پہنچ چکے ہوں گے۔ رویہ اس وقت بھی یہ ہے، یہاں پر وزیراعظم بھی پیپلز پارٹی کا ہے اور وہاں پر وزیراعلیٰ بھی پیپلز پارٹی کا ہے اس کے باوجود یہ معاملات settle نہیں ہو رہے۔ یہ argument اب argument نہیں رہا کہ آپ کو ابھی صرف ستر پچھتر دن ہوئے ہیں۔

جناب والا! ایک اور بات education کے حوالے سے کی گئی اور وسیم سجاد صاحب نے بھی کہا کہ ان دو چیزوں کو fundamental rights میں ڈال لینا چاہیے۔ ایک education کو اور ایک food کو۔ جناب والا! education کو principle of policy میں شامل کیا ہے مگر اس کے ساتھ جب آئین ترتیب دیا گیا ہے تو اس کے ساتھ پتا نہیں غلط فہمی کی وجہ سے یا کیوں، ایک آرٹیکل introduce کر دی گئی تھی، آرٹیکل 2 sub article 30 اس میں education کا ذکر ہے اور آرٹیکل 37 میں اس کا ذکر ہے کہ

the state shall remove illiteracy and provide free and compulsory secondary education within minimum possible period,

مگر اس کے ساتھ ساتھ آرٹیکل 2 sub article 30 انہوں نے اس کو enforce کیا ہے۔ انہوں نے ایک طرح سے گارنٹی تو دی ہے مگر enforce کرنے کا جو طریقہ ہے اس کو ختم کر دیا ہے۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ

the validity of an action or of a law shall not be called in to question on the ground that it is not in accordance with the principle of the policy and no action shall lie against the state, any organ or authority of the state or any person on such ground.

تو اس------

جناب چیئرمین: بہت time لے لیا آپ نے، اب ختم کریں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب، اس کو جب ہم remove کر دیں گے تو یہ enforceable ہو جائے گا education کا مسئلہ۔ ہم state کو compel کر سکیں گے کہ تعلیم میرا حق ہے۔ اس کو میں enforce کروا سکوں گا through court also. Sir, اس کے ساتھ ساتھ، جناب مجھے بالکل احساس ہے کہ وقت ختم ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے lunch break کا وقت گزار دیا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب! ہماری گھڑیاں تو پرانے time پر ہیں۔ ہم دیسی

لوگ ہیں اس لیے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔

جناب چیئرمین: لیکن حقیقت تو اس کے برعکس ہے کیونکہ نماز کا بھی وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: اس پر میں آپ کو بعد میں لطیفہ سناتا ہوں۔ میں ایک منٹ جناب کا اورلوں گا۔ ہمیں اپنی ترجیحات کا تعین کرنا ہوگا۔ آپ جب یہاں سے باہر جاتے ہیں، ہم تو "خشک آبے" کے لوگ ہیں ,Sir دور سے آتے ہیں۔ جب ہم باہر جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ روز یہاں پر تبدیلیاں آ رہی ہوتی ہیں۔ ہر موسم کے ساتھ پودے تک بدل جاتے ہیں۔ کبھی پیلے پھول لگے ہوتے ہیں، کبھی گلابی پھول، کبھی نیلے پھول لگے ہوتے ہیں۔ جوں جوں ہم اسلام آباد میں جاتے ہیں، مزید آگے بڑھتے ہیں تو ہم confuse ہوتے جاتے ہیں۔ ترجیحات کا ہمیں تعین کرنا ہوگا کہ ایک طرف آپ پانی sprinkler سے دیتے ہیں اور دوسری طرف میں جوہڑ کا پانی پیتا ہوں جہاں کتا، بکری، میں اور دوسرے میرے ساتھی پانی پیتے ہیں۔ کیا یہ ہماری ترجیحات ہیں کہ ایک طرف اس طرح سے معاملات چلیں اور دوسری طرف لوگ ----

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جی آپ انصاف کر رہے ہیں مگر وہ انصاف اسلام آباد میں بھی کیجئے، وہ انصاف ان بڑے صوبوں میں بھی کیجئے۔ ترجیحات کا تعین ہونا چاہیے قومی سطح پر اور ان ترجیحات پر صوبوں میں بھی implement کروائیے۔ طے کر لیجیئے کہ پہلے کیا چیز ہوگی، پھر کیا چیز ہوگی۔ یہ جو آپ پہلے کبھی ایک چوک بنا لیتے ہیں اور اس میں ایک میزائل لگا دیتے ہیں پھر اس کو توڑ دیتے ہیں۔ میزائل لگانے کے بھی پیسے لگتے ہیں، میزائل توڑنے کے بھی پیسے لگتے ہیں اور ہمارے ہاں لوگ بھوک سے مر رہے ہوتے ہیں۔ ہمیں صاف پانی بھی نہیں مل رہا ہوتا۔ تو ان ترجیحات کا تعین ہوگا۔ واقعی آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ وقت ختم ہو گیا تو اس لیے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میں نہیں کہہ رہا جو House نے agree کیا اس حساب سے اور آپ کے دوسرے ساتھی جو بولنا چاہ رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں۔ میں ان کی طرف سے کہہ رہا

ہوں۔ We will adjourn for lunch. میں ایک دفعہ پھر عرض کر دوں کہ جو جو ہمارے ساتھی بولنا چاہتے ہیں وہ چار بجے تک مہربانی کر کے اپنے نام یہاں ضرور دے دیں۔ اس کے بعد کوئی نام accept نہیں ہوگا اور وقت کی پابندی ضرور کریں۔ دس منٹ maximum allowed ہیں۔ OK, we will reconvene at 3.15 pm. سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلم علی المرسلین والحمدللہ رب العالمین۔

(The House was then adjourned to reconvene at 3.15 p.m.)

(اجلاس وقفہ کے بعد جناب چیئرمین (محمد میاں سومرو) کی زیر صدارت دوبارہ شروع ہوا)

جناب چیئرمین: ابراہیم صاحب! آپ ابھی بولنا چاہیں گے۔ بسم اللہ! پروفیسر محمد ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: (تلاوت) اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (تلاوت)۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ اس وقت بجٹ پر بات ہو رہی ہے۔ قرآن عظیم الشان میں رزق کا ذکر ہے اور رزق سے مراد صرف کھانے پینے کی چیزیں نہیں ہیں بلکہ دنیا میں استعمال کرنے اور فائدہ اٹھانے کی جتنی بھی چیزیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو رزق قرار دیا ہے۔ بجٹ میں ملک میں تمام رہنے والے شہریوں کے رزق کا تذکرہ ہے۔ جناب چیئرمین! اللہ تعالیٰ کا سورۃ الزاریات کی تین آیات میں ارشاد ہے اور میں نے آیات 56, 57 اور 58 آپ کی خدمت میں تلاوت کی ہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے " میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے کہ وہ میری بندگی کریں، میں ان سے کوئی رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں، اللہ خود ہی رزاق ہے اور بڑی قوت والا اور زبردست ہے"۔ اللہ تعالیٰ نے رزق کا انتظام کچھ ایسا کر رکھا ہے کہ ایک وہ ذات بے نیاز ہے، باقی مخلوقات ایک دوسرے پر دارومدار اور انحصار رکھتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ بعض

لوگوں کا رزق بعض لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیا جاتا ہے اور اس طرح آزمایا جاتا ہے اور امتحان لیا جاتا ہے۔ حکمرانوں کے ہاتھوں میں عوام کا رزق ہوتا ہے' اور یہ امانت ہوتی ہے' اور ان پر یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ اس امانت کو اللہ کے بندوں اور مخلوق تک پہنچائیں۔ قوموں کے زوال اور تباہی کا راز یہ رہا کہ لوگوں نے اللہ کو بھی بھلا دیا اور اس بات کو بھی بھول گئے کہ انھوں نے اللہ کی دربار میں حاضری دینی ہے اور اس دنیا کی زندگی کے بارے میں ان سے پوچھا جائے گا' ان سے سوال کیا جائے گا۔ اس سوال کا صحیح جواب اگر دیا جا سکتا ہے تو انبیاء اکرام علیہ السلام الصلواۃ وتسلیم کا اتباع کرتے ہوئے ہی دیا جا سکتا ہے لیکن جب اس بات کو چھوڑ دیا جاتا ہے اور لوگ بھول جاتے ہیں' اسی دنیا کی زندگی ہی کو سب کچھ قرار دے دیا جاتا ہے تو یہ سب سے بڑی غلطی ہوتی ہے' جس کی وجہ سے لوگ بھوک کا شکار ہو جاتے ہیں جس وجہ سے تباہی سے دوچار ہوتے ہیں۔ جناب چیئرمین! سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (تلاوت)" ہم جب کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے ہیں اور وہ اس میں نافرمانی کرنے لگتے ہیں تب عذاب کا فیصلہ اس بستی پر چسپاں ہو جاتا ہے اور ہم اس کو برباد کر کے رکھتے ہیں"۔ اس آیت میں حکم سے مراد حکم طبعی اور قانون فطری ہے کہ یعنی قدرتی طور پر ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی قوم کی جب شامت آنے والی ہوتی ہے تو اس کے کھاتے پیتے لوگ فاسق ہو جاتے ہیں۔ ہلاک کرنے کے ارادے کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ یونہی بےقصور کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کر لیتا ہے' بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی انسانی آبادی برائی کے راستے پر چل پڑتی ہے اور اللہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ اسے تباہ کرنا ہے تو اس فیصلے کا ظہور اس طریقے سے ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین! درحقیت جس حقیقت پر اس آیت میں متنبہ کیا گیا ہے' وہ یہ ہے کہ ایک معاشرے کو آخر کار جو چیز تباہ کرتی ہے' وہ اس کے کھاتے پیتے' خوشحال لوگ اور اونچے طبقوں کا بگاڑ ہے۔ جب کسی قوم کی شامت آنے کو ہوتی ہے تو اس کے دولت مند اور صاحب اقتدار لوگ فسق و فجور پر اتر آتے ہیں۔ ظلم وستم اور بدکاریاں اور شرارتیں کرنے لگتے ہیں اور آخر یہی فتنہ پوری قوم کو لے ڈوبتا ہے۔ لہذا' جو معاشرہ آپ اپنا دشمن نہ ہو' اسے فکر کرنی چاہیے کہ اس کے ہاں اقتدار کی باگیں ان لوگوں کے ہاتھوں میں تو نہیں چلی گئی ہیں' معاشی دولت کی کنجیاں کم ظرف اور بداخلاق لوگوں کے

ہاتھوں میں تو نہیں چلی گئی ہیں' یہ ان کے دیکھنے کی بات ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں اور قرآن عظیم الشان میں وہ اصول بتا دیے گئے ہیں جن سے ایک معاشرہ خوشحالی کے راستے پر گامزن ہو سکتا ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل تیسرے اور چوتھے رکوع میں تفصیل کے ساتھ وہ اصول بتا دیے گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس تمہید کے ساتھ اس بجٹ کے بارے میں میں عرض کرنا چاہوں گا کہ دو وجوہات ایسی ہیں جس کی وجہ سے ہمارے حکمران عوام کو اور عام آدمی کو کوئی rellief نہیں دے پاتے اور ان کے دکھ اور درد میں وہ شریک نہیں ہو سکتے۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ وقت کے حکمران اپنے لیے comfort level تلاش کر رہے ہیں' وہ اپنے آپ کو آرام اور آسودگی کے ایک مقام پر رکھ کے اپنے عوام کو relief دینا چاہتے ہیں۔ اس طریقے سے ہرگز relief نہیں دیا جا سکتا جب تک حکمران عوام کی سطح پر آ کر ان کے دکھ درد میں شریک نہ ہوں تب تک یہ relief ممکن نہیں ہے' پہلی وجہ یہ ہے۔

دوسری بڑی وجہ یہ ہے کہ وقت کے حکمران جب تاجر اور کاروباری بن جائیں تو عوام کو relief نہیں دیا جا سکتا۔ اس وقت بھی ملک کی پوری تاریخ میں اور آج بھی وہی صورت حال ہے کہ ہمارے حکمران اور وزراء یا تو خود براہ راست کاروبار میں ملوث ہیں اور یا پھر ان کے عزیز و اقارب کاروبار میں ملوث ہیں اور اس کی وجہ سے لوگوں کو relief نہیں دیا جا رہا' حکمران اپنے آپ کو relief دے رہے ہیں اور اس کی وجہ سے لوگوں کو relief نہیں ملتا۔ جناب چیئرمین! Finance Bill پر میرے کئی دوست بولے ہیں اور مجھے ان سب دوستوں سے اتفاق ہے' میں تکرار سے بچتے ہوئے' یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس بات سے اتفاق کیا گیا اور قائد ایوان نے بھی اتفاق کیا کہ اس Finance Bill میں کئی قوانین ایسے ہیں کہ جو Money Bill کی تعریف میں نہیں آتے لیکن اس میں ڈال دیے گئے ہیں۔ اس میں ایک نقصان یہ ہوا کہ اس ایوان کے اختیار پر ڈاکہ ڈالا گیا اور وہ قانون جس میں ترمیم اس ایوان کے ذریعے ہونی چاہیے تھی' اس ایوان کو اس حق سے محروم رکھا گیا۔ میری آپ کی وساطت سے حکومت وقت سے درخواست ہے کہ ایوان بالا کو اپنے اختیار سے اور اپنے حق سے محروم نہ رکھا جائے اور ان تمام بلوں کو نکال دیا جائے۔

جناب چیئرمین! قائد ایوان نے بھی اور برسر اقتدار coalition کے کئی دوستوں نے talk shows میں، کئی channels پر یہ بات کی ہے کہ پہلے سے نظیریں موجود ہیں اور اس کی بنیاد پر ہم بھی یہ کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ اگر کسی نے کوئی غلطی کی ہے تو کیا آپ بھی اسی غلطی کا اتباع کریں گے یا آپ اپنے راستے کو درست کریں گے اور ٹھیک کریں گے۔ ہماری درخواست یہ ہوگی کہ آپ راستہ درست کریں اور ہماری طرف سے قومی اسمبلی میں proposals جانی چاہییں کہ جو جو قوانین Money Bill کی تعریف میں نہیں آتے، ان کو Finance Bill سے نکال دیاجائے اور اگر اس کی ترمیم کی ضرورت ہے تو اس ایوان کو بھی اس ترمیم میں شریک کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میں ایک قانون کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا چاہوں گا جس کا تعلق اس وقت کے بحران یعنی ججوں کی تعداد کے قانون میں ترمیم سے ہے۔ یہ ترمیم صریحاً اس بحران سے آنکھیں بند کرنے کے مترادف ہے، اس وقت حکمران یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طریقے سے اس بحران سے پیچھا چھڑائیں لیکن اس طریقے سے ان کا پیچھا نہیں چھوٹ سکتا۔ وہ سیدھا راستہ اختیار کریں، انشاء اللہ العزیز ہم ان کے ساتھ تعاون کریں گے لیکن وہ اگر یہ ہیر پھیر کے راستے اختیار کریں گے تو ہم نہ صرف ان کی مخالفت کریں گے، ان کو متنبہ بھی کرنا چاہتے ہیں کہ آپ ایک کھائی میں گرنے والے ہیں، خود کو اور قوم کو تباہی سے دوچار کریں گے۔ ججوں کا مسئلہ بڑا گھمبیر مسئلہ ہے، بڑا پیچیدہ مسئلہ ہے، اس پر تمام سیاسی جماعتوں کو بٹھا کر، ان کی رائے لیں اور اس پر ایک قومی موقف اختیار کریں۔ جناب چیئرمین! میں پھر عرض کروں گا کہ 3 نومبر کے اقدام کے بارے میں اگر اس طریقے سے فیصلہ کیا جائے گا تو یہ فیصلہ نہ حکمران اتحاد کے لیے سود مند ہو گا اور نہ ملک اور قوم کے لیے سود مند ہو گا۔ اس لیے میری یہ گزارش ہو گی کہ ججوں کے قانون کو تو لازماً Finance Bill سے نکالنا چاہیے، اسے اس bill کا حصہ نہیں ہونا چاہیے اور ججوں کا مسئلہ الگ سے ہونا چاہیے، اس کو Finance Bill کے ذریعے حل کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

جناب چیئرمین! اس وقت اگر تین چیزیں عوام کو free مہیا ہو جائیں تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ روٹی، کپڑا اور مکان حکمرانوں کو دینے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ تعلیم سب سے

پہلی بنیادی ضرورت ہے۔ آپ تعلیم کے لیے مختص کریں اور یہ دستور کا تقاضا ہے کہ پاکستان کے ہر شہری کے لیے میٹرک تک free اور compulsory education سٹیٹ کی responsibility ہے۔ افسوس کے ساتھ اس کو principle of policy میں رکھا گیا ہے' اس کو mandatory حصہ ہونا چاہیے' اس کو enforceable part ہونا چاہیے اور حکمرانوں کو میٹرک اور secondary level تک free and compulsory education کا مکمل اہتمام کرنا چاہیے۔ اس پر جتنا بھی پیسہ خرچ ہو وہ مکمل طور پر دے دینا چاہیے۔ اگر ہم اپنا پیٹ کاٹ کر بھی یہ کام کریں تو یہ خسارے کا سودا نہیں ہوگا' میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس کا فائدہ ہمیں چند سالوں میں محسوس ہونے لگے گا۔

دوسری چیز علاج ہے' free علاج ہونا چاہیے' علاج پر کسی شہری کو بھی کوئی پیسہ خرچ نہ کرنا پڑے۔ تیسری چیز انصاف ہے۔ اگر مفت انصاف مہیا ہو اور انصاف خریدا نہ جائے اور ہمیں لاکھوں روپے کے وکیل نہ کرنے پڑیں تو ہر شہری کو free انصاف ملے گا۔ یہ تین چیزیں اگر ہمیں free ملیں تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ ہمیں نہ روٹی کی ضرورت ہو گی' نہ کپڑے کی ضرورت ہو گی اور نہ مکان کی ضرورت ہو گی' باقی سب کچھ اللہ ہمیں دے گا اور ملک کا ہر شہری اس چیز کا اہل ہو گا کہ وہ اپنے لیے روٹی بھی پیدا کر سکے' مکان بھی پیدا کر سکے اور کپڑا بھی پیدا کر سکے۔ ان تین چیزوں کی ضرورت ہے کہ انہیں free ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! بجٹ تقریر کے صفحہ 14 پر صنعت اور manufacturing کے عنوان کے تحت پہلا نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ CKD/SKD سلائی مشین کی درآمد پر ڈیوٹی 5% سے 20% کرنے کی تجویز ہے تاکہ مقامی صنعت جو کہ سلائی مشین کے پرزہ جات تیار کرتی ہے اسے تحفظ ملے اور صنعت ترقی کرے۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ صنعت ترقی کرے لیکن سلائی مشین کے بارے میں ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ بیوائیں جن کا اور کچھ نہیں ہوتا وہ ایک سلائی مشین خرید کر کپڑے سیتی ہیں اور اپنے اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتی ہیں' ان کی سرپرستی کرتی ہیں۔ یہ 5% سے 20% کرتے ہوئے آپ نے کیا اس بوجھ پر ڈاکہ نہیں ڈالا؟ آپ صنعت کو ترقی دے رہے ہیں' اس ملک میں بیوگان' غریبوں اور یتیموں کی بڑی تعداد ہے' ان کے بارے میں آپ نے کچھ نہیں سوچا کہ وہ کیا کریں گے اور کیا نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین! بجٹ تقریر کے صفحہ 18 پر یہ نکتہ 22 رومن ہندسوں میں لکھا گیا ہے' اس میں پسماندہ علاقوں کے لیے ایک لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ماضی میں صنعتی ترقی کے لیے tax free zone and industrial state جیسی مراعات میں دیہی اور پسماندہ علاقوں کو نظرانداز کیا گیا' اس لیے تجویز کیا جاتا ہے کہ مخصوص دیہی اور پسماندہ علاقوں میں قائم ہونے والی صنعتوں کو پہلے سال میں 10% فرسودگی الاؤنس کے علاوہ 90% اضافی الاؤنس دیا جائے۔ میں نہیں سمجھا کہ فرسودگی الاؤنس سے بجٹ تیار کرنے والوں کی کیا مراد ہے' اس کی ذرا وضاحت ہو۔ یہ لفظ مجھے درست معلوم نہیں ہوتا' اگر اس کا کوئی متبادل ڈھونڈ لیا جائے تو بہت اچھا ہو گا۔

جناب چیئرمین! صفحہ 21 پر 33 نمبر نکتہ ہے۔ جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ بجلی' گیس' ریلوے اور شاہراہوں جیسے اہم شعبوں میں سامنے آنے والی نمایاں قلت کا اثر شرح نمو میں کمی کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اس میں پھر ان کی ترقی کا ذکر ہے۔ اس میں بجلی' سڑکیں اور مخصوص علاقوں کا ذکر تو ہے لیکن ریلوے کو نظرانداز کیا گیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ریلوے کو ترقی دینا اس ملک کو ترقی دینے کے لیے لازمی ہے۔ سڑکوں کا جو حال ہے اگر ہم اس کو ٹھیک کرنا چاہتے ہیں اور عوام کو سستا ذریعہ نقل و حمل دینا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ریلوے کو ترقی دینا بہت ہی ضروری ہے۔

جناب چیئرمین! صفحہ 23 پر تعلیم کے ضمن میں کہا گیا ہے کہ اس کے لیے 24.6 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں جو کہ PSDP کا 10% ہے' ذرا وزیر خزانہ محترم یہ بھی بتا دیں کہ یہ GDP کا کتنا percentage بنتا ہے۔ ہماری international commitments ہیں کہ GDP کا 4% تعلیم پر خرچ کریں گے' اس کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے اور 24.6 ارب GDP کا 4% نہیں بنتا اس سے بہت ہی کم بنتا ہے۔

جناب چیئرمین! صفحہ 25 پر Benazir Support Programme کا ذکر ہے کہ اس پروگرام کے تحت ہم انتہائی غریب افراد کے لیے ابتدائی طور پر 34 ارب فراہم کر رہے ہیں جنہیں بڑھا کر 50 ارب روپے کیا جائے گا۔ جناب چیئرمین! کھربوں روپے کی subsidy واپس لی جا رہی ہے اور اس کے بدلے میں 34 ارب روپے دیے جا رہے ہیں' یہ کوئی انصاف نہیں۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ گزشتہ سالوں میں بجٹ تقریر میں ایسا لگتا تھا کہ یہ جنرل پرویز مشرف کا

انتخابی منشور ہمیں سنایا جا رہا ہے۔ اس بجٹ تقریر میں دو مرحومین کا نام بار بار لیا گیا ہے' یہ اسلامی روایات ہیں کہ جو لوگ دنیا سے رخصت ہوئے ہیں ان کا ذکر خیر سے کیا جائے لیکن میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی بہت سی پالیسیوں سے ہمیں اتفاق نہیں تھا۔ اس وقت ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے' ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے ہاں پہنچ چکے ہیں' اللہ ان کی مغفرت فرمائے لیکن اگر بار بار ہمارے سامنے یہ باتیں آئیں گی تو پھر ہم بھی مجبور ہوں گے کہ اپنا نکتہ نظر پیش کریں۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ اس بات سے اگر احتراز کیا جائے کہ بجٹ میں افراد کا نام نہ آنے پائے تو یہ بہت ہی بہتر ہو گا۔

جناب چیئرمین! اس وقت یہ بحث ہو رہی ہے کہ پہلے سے یہ چلا آ رہا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ پہلی پالیسیاں اب بھی جاری ہیں' اس بجٹ میں اور گزشتہ سال کے بجٹ میں کوئی فرق نہیں ہے' پالیسیوں کا تسلسل ہے اور اگر آپ انہی پالیسیوں کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو پھر آپ کی کوئی ضرورت نہیں تھی' آپ سے پہلے لوگ بہتر تھے' وہی اس کو چلاتے لیکن وہ پالیسیاں درست نہیں تھیں' اس لیے ان پالیسیوں کو ترک کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! صفحہ 29 پر وزیر اعظم سیکریٹریٹ' قومی اسمبلی اور سینیٹ کے بجٹ میں کمی اور کٹوتی کی بات کی گئی ہے' اس میں ایوان صدر کا ذکر نہیں ہے۔ ہمارے قائد ایوان نے اس کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے لیکن انہوں نے صدر مملکت پر یہ ذمہ داری ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ وفاقی حکومت کی یہ مرضی ہے کہ وہ جتنا کچھ دینا چاہیں وہی صدر لے گا۔ اس لیے اس میں کٹوتی کریں لیکن صرف کٹوتی سے ہی کام نہیں بنے گا۔ جناب چیئرمین! میری یہ گزارش ہے کہ ہم اپنے آپ سے اس کا آغاز کریں۔ پارلیمنٹ کے ممبران' صدر' وزیر اعظم' وفاقی کابینہ کے ارکان سب سے پہلے اپنی تنخواہوں اور مراعات میں 25% کٹوتی کریں۔

(Thumping of desks)

اس کے بعد نچلے درجے کے ملازمین کو چھوڑ کر افسران بالا کے تمام مناصب پر فائز لوگوں کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ ان سے بھی کٹوتی کی جائے گی' اس طرح ہم خسارے سے نکل سکتے ہیں۔ ہم اگر خودسختی برداشت کرنے کے تیار ہو جائیں تو مجھے یقین ہے کہ یہ قوم انشاء اللہ

العزیز پیٹ پر پتھر باندھ کر بھی ہمارے ساتھ گزارا کرنے کے لیے تیار ہو گی۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں صفحہ 35 پر موبائل کی درآمد پر 500 روپے فی سیٹ specific duty لگانے کی تجویز ہے۔ جو موبائل سیٹ ایک یا ڈیڑھ ہزار میں ملتا ہے اس پر ہمارے وزیر خزانہ اور حکومت بھی 500 روپے لی رہی ہے اور جو 20 ہزار' 30 ہزار اور 40 ہزار کا سیٹ خرید رہا ہے' بے شک اس پر لگائیں لیکن جو ہزار اور دو ہزار کا سیٹ خرید رہا ہے اس پر بھی اتنی ہی ڈیوٹی لگا رہے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے۔ جناب چیئرمین! اس کے بعد GST 15% سے بڑھا کر 16% کر دیا گیا ہے' یہ بھی اسی صفحہ 35 پر لکھا ہے۔ یہ تجویز ہے کہ sales tax کی شرح کو 15% سے 16% کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین! یہ اصل میں وہ نکتہ ہے جس کا براہ راست عام آدمی پر بوجھ پڑتا ہے۔ پانچ فیصد سے زیادہ جی ایس ٹی ظلم ہے اور ناانصافی ہے۔ اس کو بڑھانے کا کسی طرح بھی جواز نہیں بنتا۔ جی ایس ٹی کو پندرہ فیصد کی بجائے پانچ فیصد ہونا چاہیے تھا۔ ہماری حکومت نے اس کو بڑھا کر سولہ فیصد کر دیا ' پہلے ہی عوام کی کمر مہنگائی کی وجہ سے ٹوٹ چکی ہے اور اس پر یہ مزید بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جی ایک دو منٹ میں بات ختم کرتا ہوں۔ ٹیلی کام میں سولہ فیصد سے جی ایس ٹی کو بڑھا کر اکیس فیصد کر دیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین صفحہ 39 پر یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ آبادکاروں اور builders کے لیے بالترتیب پلاٹوں پر سو روپیہ فی مربع گز، تعمیر شدہ جائیداد پر پچاس روپے فی مربع فٹ کی شرح سے ٹیکس عائد کیا جائے۔ یہ ٹیکس نہایت ہی ظالمانہ ہے۔ یہ builders اور آبادکار ادا نہیں کریں گے' یہ براہ راست عوام سے وصول کیا جائے گا اور آپ ایک مربع گز اور ایک مربع فٹ پر ٹیکس لگا رہے ہیں اور آپ اعلان یہ کر رہے ہیں کہ ہم لوگوں کو روٹی کپڑا اور مکان دے رہے ہیں آپ لوگوں کو مکان سے محروم کرنے کا بجٹ دے رہے ہیں۔ آپ عوام پر انتہائی شدید بوجھ ڈال رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں خلاصتاً اگر عرض کروں تو یہ بجٹ اور گزشتہ سال کے بجٹ میں مجھے کوئی فرق دکھائی نہیں۔ دینا

اس میں جو اعلانات ہوئے ہیں وہ اعلانات تنخواہوں میں اگر اضافے کا اعلان بھی ہے تو ایک ہاتھ سے دیا جا رہا ہے اور دوسرے ہاتھ سے اس سے زیادہ واپس لیا جا رہا ہے تو اس لیے عام آدمی کو اس بجٹ میں کوئی ریلیف نہیں۔ میرے جو دوست یہ کہہ رہے ہیں کہ پہلے سے اس طرح اور اس طرح تھا بالکل ہمیں یہ بات تسلیم نہیں ہے۔ پہلے کے حالات بلاشبہ درست نہیں تھے اور پہلے لوگوں کا نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ پہلے لوگ آٹھ ، نو سال میں اس مقام پر پہنچے ہیں اور آپ دو تین مہینوں میں اس مقام پر پہنچنا چاہتے ہیں جس پر وہ آٹھ نو سال میں پہنچے۔ آپ کا بھی پھر وہی انجام ہوگا بلکہ اس سے زیادہ اندوہناک اور المناک انجام ہوگا۔ اس وقت آپ سختی برداشت کرنے کے لیے اور اپنے آرام اور سہولت میں تھوڑی سی کمی کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور یہ سارا بوجھ آپ عوام پر ڈال رہے ہیں اور عوام اس بوجھ کو اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ شاید عوام کا ہاتھ ہوگا اور حکمرانوں کا گریبان ہوگا اور پھر کوئی چھڑانے والا نہیں ہوگا۔ اس لیے ہم پہلے سے متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ بجٹ غریبوں کا بجٹ نہیں ، یہ بجٹ ان صنعتکاروں اور تاجروں کا ہے جو کہ حکمران بنے حکومت میں شامل ہیں۔ اس بجٹ کو درست کرنے کی ضرورت ہے اور اس کو عوام کا بجٹ بھی بنانے کی ضرورت ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: رخسانہ زبیری صاحبہ۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری: شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے تو میں آپ کا اور خصوصی طور پر سیکریٹری سینیٹ کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ جن کی intervention سے ایک emergency meeting Petroleum Committee کی ہو سکی اور

within two hours he did manage to talk to the Chairman Petroleum Committee, a sub Committee was made and then we had a meetings. So, I am very very thankful

اس کی ضرورت اس لیے پڑی تھی کہ قائد ایوان نے ایک presentation arrange کی تھی

with Mr. Ishaq Dar and Secretary Finance and Mr. Naveed Qamar, and they informed us on various questions

کہ Oil Pricing کے متعلق ہمارا جو پرانا مطالبہ رہا ہے کہ deem duty ختم کی جائے اس پر ایک package, Economic Coordination Committee کو گیا ہے اور ہم اس کو کافی deal کرتے رہے ہیں اپنی وزارت سے اور ہمارا confidence level ان کے ساتھ ابھی تک بلکہ جتنا ہم deal کر رہے ہیں اتنا ہی کمزور ہوتا جا رہا ہے تو ہمیں یہ خیال تھا کہ پھر کوئی ایسا فارمولا لایا جائے گا جو ہمیں acceptable نہیں ہوگا اور پھر ہمیں ایک اور نئی جدوجہد کرنی پڑے گی۔ Sir آپ جانتے ہیں کہ اسی جدوجہد کے نتیجے میں جب یہاں اس ہاؤس سے اطمینان نہ ہوا کہ یہاں ہم حل کر پائیں گے تو I had to resort to go to the Supreme Court جہاں جانے کے بعد ہمیں دو تین ریلیف ملے۔ ایک ریلیف تو یہ تھا کہ Oil Companies جو price set کرتی تھیں وہ OGRA کو بھیجا گیا کیوں کہ اٹارنی جنرل نے کہا کہ میں اس پر آپ کو protect نہیں کرسکوں گا آپ اس پر عمل کریں۔ دوسرا ریلیف یہ ہوا کہ جناب! وہ کمپنیاں جی ایس ٹی پر بھی کمیشن وصول کرتی تھیں جو عام لوگ دیتے تھے consumers دیتے تھے وہ ختم ہوا۔ پھر ہم نے identify کیا کہ جناب یہ جی ایس ٹی ہی پر کمیشن نہیں لیتے ہیں یہ اس subsidy amount پر بھی لیتے ہیں جو حکومت پٹرول پر لگاتی ہے اور اس concept سے لگاتی ہے کہ پٹرول استعمال کرنے والا ایک امیر آدمی ہے اور وہ subsidies کرے دوسرے border کو اس concept سے ہم agree نہیں کرتے لیکن PDL وہ ہے ہم بہرحال وہاں بھی بیٹھ کر یہاں بھی بیٹھ کر اور وہی بات کرتے ہیں یہ نہیں کہ یہاں کچھ اور وہاں کچھ۔ تو ہم نے ان سے کہا کہ جناب! پٹرول جو لوگ استعمال کرتے تھے وہ تو اب سی این جی استعمال کرتے ہیں۔ پٹرول تو اسکوٹر چلانے والے استعمال کر رہے ہیں۔ آدھے کلوواٹ کے اور ایک کلوواٹ کے چھوٹے جنریٹر' ایک چھوٹی سی دکان میں جو بیٹھا ہے وہ کام نہیں کرسکتا وہ استعمال کر رہا ہے تو یہ نہ کیا جائے تو خیر اس PDL کے اوپر بھی وہ اپنا کمیشن لے رہے تھے۔ یہ کوئی بارہ بلین سال کا extra. Sir, I am very proud to take credit of that my whole Committee really worked for it اس دن بھی ہماری جو میٹنگ ہوئی ہے یہ اجلاس سے پہلے تھی اور پھر people like پروفیسر خورشید صاحب' اعظم سواتی صاحب our Committee members, Shahid Bugti Sahib, Haroon Sahib, Dr. Buledi

Sahib they all had their input and then decided

کہ جی اتنا important issue ہے کہ اس پر فوراً رپورٹ بن کر submit ہو جانی چاہیے اور جہاں جہاں ECC submit ہوئی ہے وہاں پر وہ چلی جائے تو اس دن بھی I am again thankful for that کہ رات کے دو بجے تک

Secretariat help was available and we finished that report , printed it , send it and then Leader of the House

کو کاپی بھیج دی گئی تھی تاکہ وہ وزیراعظم کو اپنے channel سے بھیج سکیں تو

Sir,thank you very much for that.

جناب! حقیقت یہ ہے کہ Energy security ایک issue ہے اور ہمارے لیے بہت بڑا issue ہے اور یہ ہمارے لیے نہیں یہ امریکہ جیسے ملک کے لیے' یہ انگلینڈ جیسے ملک کے لیے سب کے لیے ہے ۔ Energy security, look at their channels ہر جگہ energy security کی بات ہو رہی ہے۔ہمارے ہاں ایک تو price issue ہے کہ بڑھتی گئی ' بڑھتی گئی اور جن وجوہات سے بڑھتی گئی وہ بھی سامنے ہیں۔ Leader of the House کہہ رہے تھے کہ cartels اور cartels کی پھر policies چلیں اور policies میں پھر Ministries میں unfortunately وہ لوگ جو اس ملک کے لوگوں کے ٹیکس سے جن کا چولہا چلتا ہے this House also runs by the tax of the tax payers تو

they have no respect for them , they have been protecting the Refineries and they have been protecting the Marketing Companies.

تو مہنگائی کا ہمارے ہاں double impact پڑا ہے کہ ایک تو international price اور ایک

Sir, can we have order in the House?

Mr . Chairman: The honourable colleague will like everyone to listen to her please

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری : Thank you sir. ہمارے ہاں مسئلہ یہ ہوا کہ جو

آٹھ سال گزرے ایک میگاواٹ بجلی بھی add نہیں ہوئی اور اس کی وجہ سے ہمارے ہاں اس کا impact دگنا ہوا جب کہ آپ جانتے ہیں کہ جو بہت trumpeted ہمارا ایک document ہوتا ہے Public Sector Development Programme اس میں ہرسال ایک خطیر رقم رکھی گئی تھرکول کے لیے لیکن وہ تھرکول کے projects وہ feasibility کی stage سے بھی نہیں گزر سکے۔ جناب! یہ حقیقت ہے کہ جو opportunity آج ہم lose کر رہے ہیں اس کی بھی کوئی cost ہے کیوں کہ جو ذخائر وہاں ہیں

according to the experts, according to the Deputy Chairman Planning Commission and other experts, total

ذخائر سعودی عرب کے جتنے Oil reserves ہیں اسی طرح سے total reserves of Iran are less than the total energy reserves of Balochistan. انرجی کو جب compare کرتے ہیں تو Oil and Coal کی کیسے کریں گے Tons of energy پر تو جتنے Tons of Coal energy یہ پورا تیل دونوں ملکوں کا بنا سکتا ہے اس سے زیادہ ہمارے پاس تھر میں Coal کے ذخائر موجود ہیں۔ تھر میں کول کے ذخائر موجود ہیں and unfortunately ہم imported oil کے اوپر depend بنتی ہے ' quick money کرتے گئے کیونکہ اس میں quick

and we were focussed to the cartels, we were focussed ہیں commissions

جناب چیئرمین! آپ کو حیرت ہو گی کیونکہ یہ یقین to the special interest groups. کرنے والی بات نہیں ہے، لیکن چونکہ یہ حق پر مبنی بات ہے' اس لیے یقین کرنا پڑتا ہے کہ refineries جن کا paid up capital 27 billion تھا ان کا اس وقت سال کا منافع پانچ گنا ہو چکا ہے - That is the state of affairs. ابھی بھی ہماری Finance Committee کی meeting اسی issue پر ہو رہی تھی جس کو ابھی ہم نے pend کیا ہے۔

جناب! ہم کالا باغ ڈیم کی بات کرتے ہیں، چھوٹے صوبوں کے اختلافات ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ہمیں کالا باغ ڈیم پر رک نہیں جانا چاہیے تھا۔ ہم چھوٹے ڈیم بنا سکتے تھے اور فوراً بنانے چاہییں۔ کالا باغ ڈیم honestly speaking, ' ایک technical issue ہے لیکن ہمارے ہاں political issue ہو گیا ہے - As member of the governing board of

Engineers of Pakistan وہاں پر یہ technical issue بھی discuss ہوا اور پنجاب کے Agriculture Secretary Sahib نے جو ex-General ہیں انہوں نے یہ کہا کہ جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں بالکل بوائی کے season میں ایک صاحب جو واٹر کے Incharge تھے انہوں نے یہ proposal دیا کہ سندھ کا پانی تھوڑے دنوں کے لیے بند کر دو۔

The Secretary resisted to it but since the person proposing was the Brigadier having direct access to the General , he straigtaway went and got approval and the water was stopped and Sindh did suffer.

ان کا سارا session delay ہوا اور پھر یہ crisis of confidence create ہوا۔ اس میں ایک اور چیز add ہو گئی لیکن وہاں پر ابھی بھی یہ بات ہوتی ہے کہ یہ ایک technical issue ہے let's deal it technically اور پھر اس میں دیکھیں کہ کس طرح guarantees ہو سکتی ہیں، یہ کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ہاں technical فیصلے بھی سیاسی لوگ بیٹھ کر، کر لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر آپ کو یاد ہو گا کہ Pakistan International Airline, complete fokker کا وہ شوکت عزیز کی سربراہی میں ایک مسلم لیگ کا اجلاس ہوا، انہوں نے اس کو discard کر دیا، انہوں کہا، نہیں جناب! یہ فوکر اب نہیں چلیں گے۔ ساری دنیا میں چل رہے ہیں۔ ساری دنیا میں between states use ہو رہے ہیں، یورپ میں interstate use ہو رہے ہیں Why cannot we use it? How can we be that richer country? Civil Aviation Aurthority is the right place جو کہیں کہ ہاں جی آپ اس کو reject کر سکتے ہیں۔ ہماری خوش نصیبی یہ ہے کہ ہمارے ہاں قدرتی گیس کے ذخائر ہیں لیکن ہم اس میں بھی natural resources کو اس طرح دے رہے ہیں، اس میں بھی discretions use کر رہے ہیں، اس میں بھی ہم لوگوں کو undue advantages دے رہے ہیں which is disadvantage to the country itself. اس بجٹ میں energy savers کو duty سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے لیکن ہمیں امید ہے کہ جیسے ڈاکٹر ساعد صاحب نے کہا تھا کہ وہ تمام مشین اور components جو کہ renewable energy, wind mills, small dams, hydraulic dams اس میں سب سے سستی بجلی ہم hydraulic dams سے

پیدا کر سکتے ہیں، solar energy, anything to do with energy production اور
conservation we should make it duty free, tax free so that لوگوں کی زندگی ذرا
بہتر ہو سکے۔

جناب! جب energy کی بات ہو رہی ہے تو it would not be out of place to
mention خاص طور پر میں اپنی بہنوں کی اس طرف توجہ چاہتی ہوں کہ جو development
budget ان کو ملا ہے وہ اسے bio gas, solar, wind mill کے لیے دے سکتی ہیں۔ جناب
چیئرمین! گاؤں میں جہاں بجلی کے تار نہیں پہنچے ہیں، پہلے اپنے وہ funds بجلی اور گیس
پہنچانے کے لیے دے دیتی تھیں لیکن جب بجلی نہیں تو پھر وہ کیسے دیں گی، بہتر یہ ہو گا کہ
اس گاؤں میں جو cattle کا waste and dung ہے وہ بجائے اس کے کہ وہاں پڑا ہو اور
عورتوں کے ہاتھ بھی اپلے بناتے ہوئے گندے ہوتے ہیں، دیواروں پر وہ اپلے بنتے ہیں، وہ
سوکھتے ہیں، پھر جلتے ہیں اور پھر باورچی خانے میں دھواں ہوتا ہے، وہ سب ختم ہو جائے گا۔
تقریباً پانچ سو گھر، صاف باورچی خانہ، صاف ماحول، مکھی مچھر نہیں اور free سب سے بڑی بات،
بہت کم expense پر وہ خود maintain کر سکتے ہیں۔ میری سب سے التجا ہے کہ مہربانی کریں
اور اس پر focus کریں، کم از کم پانچ سو گھروں کی زندگی بہتر کرنے میں اگر directly مدد مل
سکتی ہے to have the pleasure of it. میں اس سلسلے میں وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی
صاحب کی بہت مشکور ہوں کہ جنہوں نے out of the way جا کر اس
proposal کو allow کیا۔ جناب! as newly elected chairperson of SAARC
Women and Energy میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے share کرنا چاہوں گی کہ بنگلا
دیش میں 70 فیصد دیہات بائیو گیس پر چل رہے ہیں، ان کو بجلی مل رہی ہے اور ہندوستان میں
بہت سے گاؤں ہر stateمیں ایسے ہیں جہاں پر solar کیونکہ ہمارے پاس sun کی energy کی
کوئی کمی نہیں ہے تو

we should use this energy and it is very cheap, very economical and easy to maintain. We don't have to look for or wait for mega dam

جن کا gestation period بھی 15 سال ہوتا ہے۔ I don't say that we should not go

for it لیکن we should immediately go for these kinds of alternatives, wind mill کے لیے ابھی اڑھائی ہزار sites ایسی ملی ہیں including South Punjab, Sindh میں بے حساب۔ بلوچستان میں جہاں پر ہم wind mill لگا سکتے ہیں اور wind mill کی energy ہم آرام سے استعمال کر سکتے ہیں اور اس کا کوئی بجلی کا بل نہیں آئے گا' سب سے بڑی بات تو یہ ہے۔

Having said this sir, I would like to touch upon briefly on couple of issues raised by honourable Bhinder Sahib. I have a lot of respect for him because he is a true professional,

لیکن ان کی figures سے مجھے تھوڑی سی تکلیف ہوئی۔ PSDP کے متعلق انہوں نے فرمایا کہ 1998-99 میں 308 billion کا تھا اور اس کے بعد 847 billion کا ہو گیا۔ جناب! ہمیں پتا ہے کہ پھر GST لگنے کے بعد اس کا بوجھ کس طرح across the board عام آدمی کی زندگی پر پڑا ہے۔

دوسری بات یہ ہے جو بھنڈر صاحب سوال دیتے ہیں' ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ PSDP کے کتنے projects پر اتنا خرچ ہوا جتنا کہا۔ ہم سب نے دیکھا ہے کہ چاہے گومل ڈیم ہو یا کوئی اور' وہ دس سال سے چل رہا ہے اور کچھ بھی وہاں پر نہیں ہو رہا' بس تھوڑے سے پیسے دے دیے جاتے ہیں کہ maintenance کرو اور وہاں کی maintenance کے ساتھ staff کے خرچے پورے کرو اور چیزیں وہیں کی وہیں ہیں۔ پھر Bureau of Statistics کی بات ہوئی We all know how it was working under Ministry of Finance کہ کس طرح وہ consumer price index بناتے تھے non food, non energy items نکال کر طرح طرح سے بنتا تھا اور صرف average GDP جو 7% ہے we all know that it was, I don't want to use that word, people have very sense about it. جناب چیئرمین!
حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک important forum ہے اور اس پر جب ہم بات کرتے ہیں تو چاہے وہاں بات کریں' چاہے یہاں بات کریں it should be based on facts ۔ اگر وہی باتیں جو آج honourable Wasim Sajjad Sahib نے کہیں اگر وہ یہاں بیٹھ کر ان میں سے آدھی

باتیں بھی کر لیتے تو آج ہم اس situation میں نہ ہوتے۔ وہ باتیں جو بھنڈر صاحب نے کیں وہ ہر سال آنے والے Finance Bill میں کرتے رہتے۔ جناب! یہ حقیقت ہے کہ

we have to think above party politics. Senate is basically a House which represents provinces and we should represent our province very judiciously. And one thing I would like to say that today it was not the situation of five years back but today I feel that in Balochistan

جس طرح وہاں سے آپ کو protest ملتا ہے، جس طرح problems آپ کے سامنے آتے ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ اب سندھ کے بھی شروع ہو جائیں گے۔ چونکہ اتنا زیادہ فرق پڑ گیا اور basic چیزیں ہیں، basic formulas ہیں basic disadvantages ان کو دی گئیں ہیں۔ گیس وہاں کی نکل رہی ہے، higher price پر وہ لے رہے ہیں، بجلی ان کو higher price پر مل رہی ہے there are so many wrongs which have to be done right. Thank you very much.

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب۔ یہ میرا چھٹا بجٹ ہے اس ایوان میں اور میں نے معزز اراکین کو دھواں دار تقریریں کرتے ہوئے پانچ سال تک سنا ہے لیکن ہوا کچھ بھی نہیں۔ میں بھی صرف بولنے کے لیے بول رہی ہوں، مجھے پتا ہے کہ اب بھی کچھ نہیں ہو گا۔

نوید قمر صاحب نے بالکل چھوٹے بچے کی طرح منہ بسورتے ہوئے کہا ہے کہ ہمارے لیے کچھ بھی نہیں بچا۔ حکومت پلیٹ میں لوازمات رکھ کر ہمیں دیتی تو بات تھی۔ حالانکہ یہ اچھی طرح سے واقف تھے کہ وطن عزیز کے حالات کیا ہیں اور ان کو ہی بنیاد بنا کر انہوں نے عوام سے ووٹ مانگا تھا اور اب ان کو چاہیے کہ اپنی مجبوریاں بیان کرنے کی بجائے یہ اپنے وعدے پورے کریں۔

ہمیں " تو تو" "میں میں" چھوڑ دینی چاہیے کیونکہ تو بھی پاکستان ہے اور میں بھی پاکستان ہوں۔ سب کو مل کر پاکستان کو سنوارنا ہے۔ یہ جو بے نظیر کارڈ ہے، ہمیں یقین ہے کہ

صرف جیالوں کے لیے ہوگا۔ یہ زرداری صاحب اپنی جیب سے ادا کریں تو اچھا ہے' ماشاء اللہ اب تو بہت مالدار ہوگئے ہیں۔ میں تو پہلے بھی کہتی رہی ہوں کہ گندم افغانستان کو export نہ کریں۔ اگر بہت ہی مجبوری ہے تو limited export ہونی چاہیے تاکہ دوبارہ اس کو import نہ کرنا پڑے جب کہ ہمارے پاکستانی خود بھوکے مر رہے ہیں۔

پانی اور بجلی کے لیے ٹھیک ٹھاک رقم رکھی گئی ہے بشرطیکہ صحیح استعمال کی جائے۔ کالا باغ ڈیم پر نظر ثانی کریں نہیں تو پانی کی کمی سے کھیت کھلیان سب سوکھ جائیں گے۔ وقت ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ انڈیا کا ایٹم بم بے کار ہوجائے گا' ہم پانی کی کمی سے' کھانے پینے کی کمی سے خود ہی مر جائیں گے۔ اس کو political issue نہ بنائیں۔

اللہ تعالٰی نے ہمیں اتنی نعمتوں سے نوازا ہے' اگر ان میں ہم سورج اور ہوا کو ہی استعمال کر لیں تو کافی energy پیدا ہوسکتی ہے۔ ابھی رخسانہ بھی یہی کہہ رہی تھیں کہ wind mills اور solar energy وغیرہ کو استعمال کریں تو ہم کافی حد تک اپنی بجلی کی کمی پر قابو پاسکتے ہیں۔ آپ Holland یا Germany جاکر دیکھیں وہاں ہزاروں wind mills ہر وقت چل رہی ہوتی ہیں۔ ہمیں بھی اللہ تعالٰی نے بہت سی ہوا دے رکھی ہے' صرف ڈھونڈنے کی بات ہے اور رخسانہ تو کہتی ہیں کہ یہ لوگ ڈھونڈ بھی چکے ہیں۔

بینکوں پر ban لگایا جائے کہ وہ سیاستدانوں کو loan دینے کی بجائے' صنعت و زراعت کے لیے چھوٹے چھوٹے قرضے دیں تاکہ ہم اپنی گرتی ہوئی معیشت کو سہارا دے سکیں۔ میں دوبارہ کہوں گی کہ ابھی سنبھل جانے کا وقت ہے' نہیں تو تباہ ہو جائیں گے۔ ابھی یہ جو taxes لگائے گئے ہیں auto rickshaws پر 15%' baby care centres پر 15%' sports centres پر 15%' یہ کتنے غلط ہیں۔ یہ سب نچلے طبقے کے لوگوں کے معاملات ہیں۔ UAE اور قطر کے اوپر 2003 سے انہوں نے جو facilities دے رکھی ہیں بادشاہوں کی طرح کی ان سے ہمیں کیا ملتا ہے' ان کو اگر ہٹا بھی دیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا' وہ تو مالدار لوگ ہیں۔

بنیادی ضرورتوں پر tax آٹا' دال' چاول پر لینے کے بعد بھی ان سے بنی ہوئی چیزوں پر یعنی بیکری کے سامان وغیرہ پر دوبارہ tax لیا جاتا ہے' یہ غلط ہے۔ جب ایک دفعہ آٹا' دال' چاول پر tax لے لیا تو پھر اس کی بنی ہوئی چیزوں پر tax معاف ہونا چاہیے۔

اس نئے بجٹ نے trading state بنا دیا ہے ملک کو، کپڑا سستا کیا ہے، imported garments سستے کیے ہیں، کیا ان کے بغیر پاکستان میں گزارا نہیں ہے؟ سلائی مشینوں پر tax لگا دیا ہے جو آج کل صرف غریب خواتین استعمال کرتی ہیں۔ اور اگر درزی کرتے ہیں تو وہ بھی امیر نہیں ہوتے، وہ بے چارے بھی غریب ہی ہوتے ہیں۔

تیل پر 10% deem duty لگادی گئی۔ دنیا میں تیل مہنگا ہے، مانتی ہوں، لیکن ہمارے ہاں ساری دنیا سے مہنگا ہے کیونکہ آپس کی ملی بھگت سے قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اوپر سے نیچے تک سب پیسہ بنانے کے چکر میں ہیں، وطن عزیز کی کسی کو پروا نہیں ہے۔

صحت پر 6 بلین رکھا ہے جو بہت کم ہے کیونکہ جان ہے تو جہان ہے۔ جب آپ laboratories پر federal excise duty لگادیں گے تو وہ خرچہ بھی غریب خود ہی ادا کرے گا۔ ایک تو غربت، دوسرا بیماری، تیسرا خرچہ۔ یہ بہت زیادتی ہے۔ Heart diseases پر آپ نے توجہ دی ہے اور ان پر tax کم کیا ہے لیکن یہ تو سوچیے کہ heart diseases کی وجہ کون سی بیماریاں بنتی ہیں diabetes اور hypertension وغیرہ۔ ان چیزوں کے اوپر بھی دھیان دینا لازمی ہے۔

ایک تو میں چھ سالوں سے اسی سینیٹ میں چلّا رہی ہوں کہ ایک ہمارے ہاں protein کی کمی سے مر رہا ہے تو دوسرا protein کی زیادتی سے مر رہا ہے۔ خدا کے لیے اس gap کو fill کیجیے۔ اگر ہم اسلامی اصولوں پر عمل کریں تو کوئی food کی زیادتی سے مرے گا نہ کوئی بھوکا سوئے گا۔ صرف کم آمدنی والے لوگوں کی تنخواہوں میں اضافہ ہونا چاہیے۔ امیروں سے تو پہلے ہی محلوں جیسے گھر، ٹرکوں جیسی بڑی گاڑیاں اور ہیرے جواہرات سنبھالے نہیں جارہے ہیں۔ چائنا سے سبق لیں جو ترقی کی دوڑ میں سب سے آگے ہے، وہاں وزیر بھی بسوں سے سفر کرتے ہیں۔ یہاں تو transport بھی مہنگی ہوگئی ہے۔ غریب لوگ اپنے کام پر جائیں گے تو آدھی تنخواہ تو آتے جاتے ہی ضائع ہوجائے گی، کھائیں گے کیا۔

اگر آپ ابراہیم صاحب کی بات پر عمل کرتے ہیں، تعلیم، صحت اور انصاف free ہوجائے تو پاکستان تو utopia بن جائے گا، جس کا میں تصور بھی نہیں کرسکتی ہوں۔ نظام سقہ نے اپنی تین دن کی حکومت میں مشک کاٹ کر سکہ چلایا تھا، اسی طرح یہ بھی اپنی بے نظیر کا

کارڈ چلا رہے ہیں۔ شاید ان کو بھی احساس ہے کہ یہ حکومت جز وقتی ہے۔ آخر میں میں یہ کہوں گی

بدلنا ہے تو مے بدلو' نظام مے کدہ بدلو
وگرنہ ساغر و مینا بدل جانے سے کیا ہو گا

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سردار محمد لطیف خان کھوسہ۔

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Mr. Chairman! budget is the lifeline of the nation for the ensuing financial year. Sir, Senate is the custodian of the federation's rights. Federating units' rights are to be preserved by the Senate of Pakistan which are equally represented. It is indeed lamentable that we are here only to discuss the budget like a debating society. Our recommendations are thrown in the waste paper basket for the last couple of years and unless we have that power also of directly affecting the budget, I don't think we are doing any useful purpose and discussing and debating and going through all this plethora of documents.

We have been clamouring here for the rights of the federating units of Pakistan. As a Senate, we want to be empowered as equally as the National Assembly of Pakistan is in the formation of budget and in the passage of the budget. The Senate has no authority to pass the budget or make any cuts or give any cut motions. So we would again say with all the vehemence at our command that if you want to protect the rights of the federation of Pakistan, then the Senate should be empowered to not only discuss and debate the proposals of the Senate which are

stretched over a voluminous document but we should also be empowered to pass the budget and to give a meaningful effect to the budget so that the federating units are satisfied and so that we have a prosperous Pakistan where the federating units are as much satisfied because we know it as a fact that the National Assembly has an overwhelming majority of one province which can over rule all the three provinces of Pakistan. A federation cannot subsist, a federation cannot survive unless the federating unites have the say in the formation of budget, in the monetary and the fiscal affairs of the country.

So, I would say sir, that if you want to make it a useless debating society, then for God's sake, don't have this excerise from the next year. But if you want meaningful effect to the budget and you want a strong federation and a federating unit which has a say in the monetary effects and monetary matters of the country, then for God's sake give meaningful and purposeful power to the Senate also.

What is a Parliament? National Assembly alone is not the parliament. Time and again, we say about the sovereignty of the parliament. Does the sovereignty of the Parliament mean the National Assembly alone? Do you want to exclude the Senate? Sir, here we have a plethora of laws which will be amended in the Finance Bill, over-passing and over-ruling the Senate of Pakistan. Is that even not an encroachment on the Senate of Pakistan? Is that not usurpation of the powers of the units of the federation of Pakistan? Have we not enough of problems of the units which are clamouring for their rights ever since the creation or

ever since this 1973 Constitution has come into vogue and is effective? Sir, is it a Parliamentary federal form of the government that we are exercising and we are operating this country and we are functional? I don't think so sir, unless we have this powers with the Senate of Pakistan that we must have these powers also of finances over this country. Sir, as I said the budget is a life-line of the people of Pakistan for the next fiscal year; I am conscious that we have had the worst of economic year during the preceding financial year; I am also conscious of the difficulties that were being faced during the interregnum; I am also conscious with the price hike the world over. The oil shot up to $ 130 a barrel which is likely to go up to $ 150 a barrel, which again would see a price spiral which is not within your prowess at all. I am also conscious with the food stuff items which have also gone up world wide. But, sir, the question is was it that fragile a government that from October 1999, they had all the powers in the world to frame the budget and they were clamouring that we have 16 billion of reserves in the State Bank of Pakistan, they said they had with them? Was it that fragile that with these items which were claimed could they not foresee this? Did they have no contingency plan to fall back upon?

I think sir, it was all mismanaged during the interregnum because they were more concerned with the elections. They were more concerned to see that in the elections they get the maximum out of it. They over-spent and left nothing for us. Sir, what now today we have is a trillion throw-over expenses from the last year which have fallen back on

this government. What will be expected from us? We don't have a magic wand whereby we can just swing it off and bring about everything. First of all we have to bridge whatever..... Sir, the Leader of the House and the Leader of the Opposition seem not to be interested in my speech then I sit down....

Mr. Chairman: No, no, Khosa Sahib, everybody is interested. Agha Sahib! Raza Sahib! Khosa Sahib would like you to hear him. He is giving a very good speech.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, the Leader of the House and the Leader of the Opposition are also engulfed .....

(Interruption)

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ: میں اردو میں بھی آ جاؤں گا۔

(مداخلت)

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, Quaid-e-Azam used to speak in English and I am a follower of the Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah who was a barrister. I am in the same profession and therefore, allow me to speak in english, it's also the language of this House.

(Interruption)

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب والا! آئین میں صاف صاف لکھا ہوا ہے کہ اردو میں تقریر کریں گے----

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ: ادھر سے انگریزی میں بولے' ان پر تو آپ

نے کوئی اعتراض نہیں کیا ہے۔

جناب چیئرمین: کھوسہ صاحب آپ اچھا بول رہے ہیں' اس لئے بولتے رہیں' بولنے دیں ان کو یہ بڑی اچھی باتیں کر رہے ہیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب یہ کام کی بات کر رہے ہیں لیکن اردو میں کریں تاکہ ہمیں بھی سمجھ آئے۔

جناب چیئرمین: آپ کانوں میں وہ headphone لگا لیں۔

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Sir, what I am submitting is before I go to the knitty gritties of the present document which we have presented before this House, let me dilate upon one thing. Sir, the crisis which erupted and which broke the whole back-bone of the economy of this country, one of the crisis was the judicial issue which emerged from the 9th March, 2007. Sir, we are committed. I say on the floor of this House that the Pakistan People's Party is committed to the restoration of all the democratic norms which have been undone from the 12th October, 1999 onward. Whether, they were in the shape of LFO, whether, they were in the shape of the 17th Amendment or they were in the shape of the P.C.O of 3rd November, 2007.

(Thumping of Desks)

We are committed to that sir, and kindly see we are not taking them in piecemeal, we are not taking the judicial issue out of the context of empowering the people of Pakistan and getting back 118 million people their right of governance in this country. Therefore, we have started the

constitutional amendments through a package whereby the people of Pakistan are sought to be empowered and the Prime Minister's and this Parliament's sovereignty is sought to be enforced. The real ethos and spirit of the Constitution of 1973 as envisaged by the founders of the constitution is sought to be rehabilitated, reinforced, and brought back into. Sir, we have therefore, sought immediate dispensation of 58 (2)(b), we have therefore, sought undoing of all the draconian powers which have been usurped by the President of Pakistan in the nature of appointment of Chiefs of the Armed Forces the appointment of all governors, the appointment of the Chief Justice and Judges of the Superior Courts of Pakistan, the appointment of the Chief Election Commissioner, the appointment of the Auditor General of Pakistan and all the important assignments and postings which are provided in the consitution which were undone in the 13th Amendment unanimously by the people of Pakistan up through a unanimous amendment in the Constitution, which have been taken away under the LFO, which have been taken away under the 17th Amendment, which have been taken away under the PCO of the 3rd November, 2007. We have sought in the constitutional package to be brought back to the Parliament sovereignty of the Parliament and to the Prime Minister, the advice of the Prime Minister would be binding on the President of Pakistan. And then sir, we have also sought the restoration of the Judges. Look at our bonafide steps. Sir, we have taken three steps in that direction and the fourth step is in the offing which is the final step. The first step was when Yousaf

Raza Gilani was elected as the Prime Minister of Pakistan, even before entering upon the office, even before taking oath as the Prime Minister of Pakistan, he not only said that all the Police Force will be removed and all the Judges shall to be immediately released. And they were released and their children were free. After about five months of detention they were immediately released.

(Thumping of Desk)

Sir, that was the first step towards the independence of judiciary which was taken by the present government. At that time we were not in coalition as yet but the coalition were also with us. Sir, the second step that the People's Party government took, that we said, give immediately the salaries to all the Judges for the last five and a half months, which had been denied to them, as some of them were in very dire financial constraints. So, all the payments from 3rd October onwards continuously, the salaries and everything, has been paid to them. This is the second step taken towards the restoration of the Judges who were dispensed with from the 3rd November, 2007.

The third step sir, is the Financial Bill which is before this august House today, although only for discussion and debate, but here also we have provided for 29 Judges from the 16. We have increased the strength of the Supreme Court Judges to 29 plus the Chief Justice which will make it 30. Thereby restoring the Judges because without financial budgeting for the Judges they could not be restored. Now, unfortunately, one of our ally would not understand that. You see, we were not paying them

from our pocket. Here an exegency has been created from the Prime Minister's funds. The previous salaries from the 3rd October 2007 onwards have been paid to them. Now this could not be done indefinitely so, we had to make a provision in the budget for paying their salaries and that could not be done through an executive order, or through a resolution in the National Assembly. So, therefore, this is the third positive step which we have taken and we have amended, although wrongly I would say because it's a wrong precedent created since years together we cannot just undo and throw away everything. I still stand for the fact that you cannot amend the laws through a finance bill bypassing and over-ruling the Senate of Pakistan because the basic thing in the constitution is that a bill, a law has to be passed from the National Assembly and also from the Senate of Pakistan without which it cannot be a legal and legislative instrument. I still stand by that, but since this, whatever you call it a misnomer or whatever you call it, is a practice which is rampant and continuing since years and years so, we have amended the laws through the finance bill. We have amended the 1997 Act and we have made the strength of Judges to 30 and thereby provided allocation of funds for their salaries etc. which is a positive and a bonafide step on our part to show.

Fourthly, sir, we have also provided in the Constitutional Package for their restoration. So let me make it very clear that we have neither done it in pursuance or in sequel to the long march of the lawyers. I am a member of the Pakistan Bar Council myself. We respect all

peaceful protests, all marches which are within the domain of law and which are peaceful, are respected by us. We have infact facilitated the lawyers, long march by providing everything to them. We have provided the space, we provided them the stage, we even went to the extent of providing them food and etc. and everything and sir, we said, fine! please go ahead but we are already committed we are already restoring the Judges, we are already undergoing the Constitutional Package. So, let nobody take a political dividend out of it. Let there be no heroic on this account. Let it be no point scoring, it is only Pakistan Peoples Party which alone is committed to the independence of judiciary because we are the maximum sufferers out of the judiciary The White Paper which the Pakistan Bar Council published is that the Generals and Judges are as much responsible for the destruction of this country and we have said that just starting from Justice Munir's judgement, they are collaborators with the dictators and they have mutilated the Constitution of this country and time and again they have ruthlessly violated the peoples' rights of this country. So we have suffered. Zulfiqar Ali Bhutto Shaheed was not only a victim of General Zia-ul-Haq alone, he was a victim also of the judicial tyranny of this country, and the highest court hanged him sir with the connivance of courts of General Zia-ul-Haq. We have also seen Asif Zardari, the Co-Chairperson languishing in the jail for eight years without any court coming to his rescue. We have seen hundreds of Peoples Party lawyers and including now the Prime Minister of Pakistan, Syed Yousuf Raza Gillani also suffering for more than five years. Even

Javed Hashmi suffered for more than five years and most of the Peoples Party leaders and Peoples Party workers have suffered at the hands of the administrative tyranny and the Judicial tyranny equally. So we are more interested than any other party can be for the independence of judiciary. We want a strong solid judiciary. Therefore, we have come up sir, with a solid base in the Constitutional Package for the restoration of Judges and for independence of judiciary and also for their continuous accountability, not by their peers who protected them but by independent commission which would be high-powered and which will also look into them that whenever they are on the erring side they would be taken to task. So therefore, sir, having said this on judicial side, I pay tribute to the lawyers, long march. It was so peaceful that only the lawyers could have done it. But the only exception I have is, it should not have been made political, it should not have been politicized at all. There was no reason for politicians to go and make speeches and take over and try to highjack the show beacuase Peoples Party is already committed, Peoples Party is already doing it. We will do it whether we have allies on our side or we don't have allies on our side because this is a commitment of the Pakistan Peoples Party with the People of Pakistan whether Peoples Party remains in power or not, we want to give to the People of Pakistan, to our generation and the furture generation, a judiciary which is independent to administer justice and which can maintain the country in a uniform manner and make it run on the rails of justice and in accordance with the Constitution and law.

Sir, having said this about the judicial system, let me talk about the budget which we have prepared and where it was being said, sir, the greatest emphasis which the Pakistan Peoples Party has always given and from a manifesto it is very clear, the five 'es' which were the continuation of *Roti, Kapra aur Makan* which was supplemented by energy and by education because every Pakistani has to be educated and I would agree, I would not agree less than what the Leader of the Opposition said that yes! it should be made a compulsory constitutional, fundamental right that the education should be provided to all people of Pakistan free of cost. Sir, we are going towards that direction. We will *Inshah Allah* do that. We have the will to do it, we have the determination to do it. There is a manifesto given by Mohtarma Benazir Bhutto Shaheed. We are committed to follow whatever her policy has been and we stand by it and it is a continuation. Sir, therefore on that account we have facilitated and it will be a war against illiteracy because as I say there is always a time for war and there is a time for peace, there is a time for strife and there is a time for love and we are going to go for love, we are going to go for amicable settlement, we are going for reconciliation, we are going for a national cohesion. All of us will get together and identify the problems of Pakistan and try to resolve them and make this country a citadel of Islam, make this country a heaven of peace and make this country progressive and prosper.

Sir, on this account, much was being said about Benazir Income Support programme. Sir, I don't understand how they say that this is

going to be Peoples Party or Zardari Programme or something like that because we have made it very clear, the Finance Minister in his speech has made it very clear that the poor of the poorest will benefit out of it. It is through NADRA that the distribution will take place. It is not just the cash of 1000/- . I am concious

ہم کسی کی روح کو مجروح نہیں کریں گے ہزار روپے کا اس طرح cash دے کر یا پیسے دے کر کسی کو ذلیل کرنا مقصود نہیں ہے۔

But the poor out of the poorest would be identified by NADRA through an exercise which has not been taken by us, it has been taken by NADRA according to the rules in which we would not be at the helm of affairs, we have not prepared these computerized national identity cards, it is they who have prepared it. So the poor of the poorest would be identified by NADRA, an independent agency which has no control and prowess with the Peoples Party at all.

Mr. Chairman: Please keep the timing in mind.

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: Yes Sir, so therefore there should be no ambiguity that this money would be spent and the support would be given to the poor amongst the poorest only through the official source of NADRA and they will be identified by NADRA itself, not by the Pakistan Peoples Party or by its functionary.

Sir, I would say that apart from that we have also given importance to human resource. Human resource is the biggest wealth that Pakistan has at present. Hundred and eighty million people of

Pakistan and out of this sir, more than half are between the age of 18 to 25. We have energetic youth. We have the best men force anywhere in the world. We have to energize them. Now I will come to the energy itself... Sir, when Peoples Party in 1996 was absolved and dissolved of its powers, Pakistan Peoples Party had made energy surplus although IPPs were attacked and taken to the Supreme Court and they were humiliated literally but sir, the fact is that there was no load shedding at all. We were infact contemplating to export electricity to India and our neighbouring countries. So therefore, now we also have another plan within one year, sir, we are committed to 25 hundred mega watts production of electricity and although we are short by 45 hundred and we will try to abridge to the maximum extent because presently sir, the industry is completely paralyzed and completely at a standstill because of the energy shortage. But what we will do is, the taxtile energy we will completely energize within the next year. As for the rest of 80% we will try to energize it. Now if we energize our manufacturing industry, the household suffers and if we give it to the household, the manufacturing industry comes to a stand still. So we have been reduced to the brink of disaster by the mis-governance of the other side. But I am not entering into the blame game. We have accepted the challenge, we will *Inshah Allah* fulfil the challenge, we will take the mission of Pakistan Peoples Party and Mohtarma Benazir Bhutto forward. We will make Pakistan peaceful and a country of heaven where we can stand with dignity amongst the comity of Nations. Thank you.

جناب چیئرمین: مولانا گل نصیب خان۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ---(عربی---

شکریہ جناب چیئرمین! میں بے حد شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ جیسی اہم دستاویز پر اس ایوان میں بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ جناب چیئرمین! بجٹ کسی قوم کے اس سالانہ میزانیے کا نام ہےجو خرچ اور آمدن کے ایک ایسے توازن کو برقرار رکھ سکے جو پوری قوم کی معاشی، سیاسی، اور تعلیمی زندگی میں ایک موثر استحکام پیدا کر سکے۔

جناب چیئرمین! اس موقع پر میں یہ بھی عرض کروں کہ آزادی کی طویل جدوجہد کے بعد ہم اس ملک کو حاصل کر سکے اور اس وقت سب سے اہم نکتہ یہی تھا کہ ہم ایک ایسی سرزمین حاصل کریں جہاں پر قرآن اور سنت کے مطابق اللہ تبارک و تعالیٰ کے مقدس نظام کو دنیا کے سامنے اس انداز سے پیش کریں تاکہ دنیا کے اندر ظالمانہ اور جبر پر مبنی نظام کے قوانین کو ختم کیا جا سکے اور عدل و انصاف پر مبنی ایک جامع نظام قوم کو دے سکیں۔ جناب چیئرمین! ساٹھ سال گزرنے کے باوجود ہم اپنے وہ مقاصد تو کماحقہ حاصل نہ کر سکے بلکہ معاشی طور پر بھی ہم وہ اہداف حاصل نہ کر سکے کہ قوموں کی برادری میں عزت و احترام سے زندگی گزارنے کے قابل ہوسکیں۔

جناب چیئرمین! بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں عرض کروں گا کہ اگر ہم ان کمزوریوں کو نکال نہ سکے جو بجٹ کے لیے سب سے بڑی رکاوٹ ہوتی ہے تو ظاہر ہے ایک متوزان بجٹ پیش کرنا پھر ہمارے بس کی بات نہیں ہوگی۔ جناب چیئرمین! آپ کو معلوم ہے کہ جاگیردارانہ نظام اب بھی پوری قوت سے' اس ملک میں جاری و ساری ہے اور انگریزوں کو یہاں پر دو سو سال حکومت کرنے کے موقع پر انہوں نے اپنی خدمت کے صلے میں جن لوگوں کو جاگیریں دیں' پاکستان آزاد ہونے کے بعد ان لوگوں سے وہ جاگیریں واپس نہیں لی گئیں۔ ظاہر ہے' جب زمینوں کا عدم توازن موجود ہو' جاگیردارانہ نظام موجود ہو' پورے ملک کے اندر ایسے لوگ بھی ہیں جن کی جائیدادوں میں ریل گاڑی میلوں کے حساب سے سفر کرتی ہے اور ان کی جائیدادیں ختم نہیں ہوتیں۔ اور ایسے لوگ بھی کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں جن کے

پاس سر چھپانے کے لیے گھر تک حاصل نہیں ہے۔ لہٰذا جناب چیئرمین! کروڑوں کی تعداد میں یہاں ایسے لوگ ہیں جن کے پاس گھر تک کے لیے زمین مہیا نہیں ہے اور سالہا سال سے اپنے گھر کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے بھی ان کو کامیابی نہیں ہوئی۔ لہٰذا ظاہر ہے بجٹ میں وہ توازن نہیں آسکتا جو توازن آنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ جب تک زمینوں کی منصفانہ تقسیم نہ ہو اور پورے ملک کے اندر وہ جائیدادیں جو فرنگیوں اور انگریزوں نے حق الخدمت کے طور پر لوگوں میں تقسیم کی تھیں وہ واپس نہ لی جائیں تو ظاہر ہے اس بجٹ سے غریبوں کو وہ فائدہ نہیں پہنچ سکے گا، جو پہنچنا چاہیے تھا۔ جناب چیئرمین! یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ یہاں پر سرمایہ دارانہ نظام ہے، غریب، غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور امیر، امیرتر ہوتا جا رہا ہے لہٰذا جب تک یہاں سرمایہ دارانہ نظام ہے ہم ایک متوازن بجٹ نہیں دے سکتے۔ اس لیے یہاں پر ایک ایسا معاشی اور اقتصادی نظام جب تک ہم نہ لائیں کہ جہاں پر پوری قوم کے اندر دولت کی تقسیم منصفانہ ہو اور جناب چیئرمین! دولت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی گردش کے ہیں اگر دولت پوری قوم کے اندر گردش نہیں کرتی تو ظاہر ہے یہاں پر سرمایہ دارانہ نظام پروان چڑھے گا اور جب سرمایہ دارانہ نظام پروان چڑھے گا تو پھر ہم قوم کو ایک متوازن بجٹ دینے میں کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ یہ ایک انتہائی اہم موقع ہے کہ اس پر ایوان یہ فیصلہ کرے، ملک کی مقتدر شخصیتیں اور مقتدر ادارے یہ فیصلے کریں کہ سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام اس ملک کے اندر ایک ناسور بن گیا ہے جس کی وجہ سے ہم غریب، مجبور اور بے کس طبقات کو کوئی relief دینے کے قابل نہیں ہوتے لہٰذا گزارش ہے کہ اگر ہم منصفانہ طور پر پورے پاکستان کے اندر ان جائیدادوں کو تقسیم کریں اور سرمایہ دارانہ نظام کو ختم کریں اور یہاں پر عادلانہ اقتصادی نظام نافذ کریں تب ہم ایک متوازن بجٹ دینے میں کامیاب ہوسکیں گے۔

جناب چیئرمین! ساٹھ سال گزرنے کے بعد اس وقت ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ ہمارے ملک کے ادارے استحکام کی طرف رواں دواں ہوں۔ ہم سوچتے ہیں کہ اس ملک میں وفاقی جمہوری نظام ہے لیکن جو اختیارات پارلیمنٹ کے پاس ہونے چاہئیں، جو اختیارات سینیٹ کے پاس ہونے چاہئیں، ایک آزاد عدلیہ کو جو اختیارات دینے چاہئیں اور آزاد پریس کو جو اختیارات

دینے چاہئیں، وہ ان کو حاصل نہیں ہیں۔ جناب والا! ہم اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ ہم اس ملک کو طاقتور اداروں کے ذریعے سے ایک معتدل نظام دے سکیں۔ لہذا اگر ہم اس موقع پر اتفاق و اتحاد کریں کہ ملک کے اداروں کو مستحکم کریں، اور ملک کے اداروں کو تصادم سے بچائیں، اور پارلیمنٹ کو بااختیار بنائیں، اور 1973 کے آئین کے مطابق پارلیمنٹ کو وہ اختیارات حاصل ہو جائیں جو آئین میں دیے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارے ملک کے اندر طبقاتی نظام تعلیم ہے، اس طبقاتی نظام تعلیم کے پیش نظر ہم خود پوری قوم کو چار حصوں میں تقسیم کر رہے ہیں اور پھر وہی لوگ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم قوم اور ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے سوچیں ہم آپس میں ایک دوسرے کے نظریات کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر ہم تعلیم کو ترقی دینا چاہتے ہیں اور اس قوم کو تعلیم دینا چاہتے ہیں اور تعلیم کے میدان میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو بجٹ میں تعلیم کے لیے پیسے رکھنا اچھی بات ہے اور بجٹ میں تعلیم کے شعبہ کو اچھی خاصی رقم دینا یہ بھی اہم کام ہے، لیکن جب تک ہم طبقاتی نظام تعلیم کو ختم نہیں کریں گے اس وقت تک ہم حقیقی طور پر اس قوم کو تعلیم دینے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

جناب چیئرمین! سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے بچے جہاں پڑھتے ہیں وہاں غریبوں کے بچے پڑھنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اور یہاں پر ظاہر ہے کہ کسی کامیاب قوم کی سب سے کامیاب پالیسی یہی ہوتی ہے کہ ایجوکیشن دینا ریاست کا کام ہے اور حکومت کا کام ہے اور free education دینا ان کی ذمہ داریوں میں ہے۔ آج ایجوکیشن اتنی مہنگی کر دی گئی ہے کہ جناب چیئرمین! ان پرائیوٹ تعلیمی اداروں میں تو غریب کا بچہ پڑھنا تو کیا، ان کی بلڈنگ کو دیکھنا بھی ان کے لئے ایک تاریخی موقع ہوگا۔ جناب چیئرمین! اگر ہم ایجوکیشن میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے طبقاتی نظام تعلیم کو ختم کرنا ہوگا۔ یہاں پر پرائیوٹ تعلیمی ادارے، آرمی پبلک سکولز، سرکاری تعلیمی ادارے اور دینی مدارس یہ مختلف الخیال لوگ پیدا کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہم ایک منظم نصاب دینے میں اب تک ناکام ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک مسلمان قوم کے نصاب تعلیم کو دو ہی نکتوں پر مشتمل ہونا چاہیے کہ وہ جدید سائنس اور

ٹیکنالوجی جو انسان کی ضرورت ہے اور اس کی ترقی میں ترقی کا راز ہے۔ ظاہر ہے اس کے بغیر تو چارہ نہیں ہے لیکن ایک مسلمان قوم ہونے کے ناتے اگر ہم اپنے روحانی اور آسمانی علوم کو نصاب میں جگہ نہیں دیتے، قرآن کو نصاب میں جگہ نہیں دیتے، احادیث مبارکہ کو نصاب میں جگہ نہیں دیتے تو جناب چیئرمین! ضرور یہ قوم قرآن اور سنت پر مبنی تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے گی اور اس کے نتیجے میں مدارس وجود میں آئیں گے۔ جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ ہم اس قوم کو اگر ایک منظم نصاب تعلیم اور نظام تعلیم دیں تو یہی سب سے بڑی ترقی ہے اور یہی سب سے بڑی ایجوکیشن ہے۔

جناب چیئرمین! دوسری بات۔ اس پورے ملک کے اندر صحت کی صورتحال اور صحت کے شعبے کی صورتحال خراب ہے۔ جناب چیئرمین! آپ حیران رہ جائیں گے کہ مختلف نشریاتی اداروں اور صحت کے اداروں کی رپورٹ کے مطابق اس ملک میں ۳۰ فیصد لوگ جو مر رہے ہیں، وہ ناقص ادویات کے استعمال سے مر رہے ہیں اور ناقص ڈاکٹروں کی وجہ سے۔ لہٰذا، جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو صحت کے شعبے کو ترقی دینی ہے تو دوسری بات ہے۔ صحت کے شعبے کو منظم کرنا، جعلی ادویات کا خاتمہ کرنا، جعلی ڈاکٹروں اور عطائی ڈاکٹروں کا خاتمہ کرنا اور صحت کے شعبے کو اس شعبے کی حیثیت سے دیکھنا، یہ سب سے بڑی ترقی ہے۔ ہم اگر صحت کے شعبے کو پیسے دیتے ہیں تو یہ بھی بہت بڑی کامیابی ہے اور ترقی ہے لیکن جناب چیئرمین! جعلی دوائیوں کی بھرمار ہے جو ہم کنٹرول کرنے میں اب تک ناکام رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! وقت آیا ہوا ہے کہ ہم ترقی کی منازل طے کریں اور ہم اپنی قوم کو ایک صحت مند قوم بنانے کے لئے کوشش کریں اور اس کے لئے ہم لائینیں متعین کریں۔ یہاں پر ۳۰ فیصد لوگ جعلی ادویات اور جعلی ڈاکٹروں کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں ایسے ہی ۲۵ فیصد لوگ ملاوٹ کی وجہ سے اور ناقص غذائی خوراک کی وجہ سے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔ لہٰذا، جناب چیئرمین! جب تک ہم اس ملک کے نظام کو ایسے manage نہ کریں کہ جہاں پر لوگوں کو انسانوں کی صحت سے کھیلنے کا موقع ہاتھ میں نہ دیا جائے۔ جناب چیئرمین! ہم صحت کے شعبے میں ترقی نہیں کر پائیں گے۔ جناب چیئرمین! ایسا ہی صحت اور تعلیم دو ایسے شعبے ہیں جہاں پر خرچ کرنا ہے، آمدن بنانا نہیں ہے۔ جہاں پر منظم قوم کو تشکیل کرنا ہے، جہاں پر ایک ایسی قوم کو

تشکیل کرنا ہے جس کے لئے نصاب کی ضرورت ہے اور جس کے لئے صحت مند اداروں کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا سب سے اہم مسئلہ ہمارے ملک کے اندر انصاف کا ہے۔ ہم انصاف کے لیے دنیا کے ممالک میں جاکر ان کا انصاف جب دیکھ جاتے ہیں، مثلاً ہمارے ملک کے باشندگان دنیا بھر کے ممالک میں جاتے ہیں، محنت مزدوری کرتے ہیں لیکن وہاں جاکر وہ جب واپس آ جاتے ہیں سعودی عرب کی مثال دیتے ہیں، عرب امارات کی مثال دیتے ہیں اور برطانیہ اور امریکہ کی مثال دیتے ہیں کہ وہاں جس کسی کے ساتھ بھی جو بھی مسئلہ پیش آ جاتا ہے اس کو فوری انصاف مل جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! ہمارے ملک کے اندر ہم پیسوں سے، دولت سے اور قوت سے بھی انصاف خریدنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ ہم نے اپنی قوم کی وہ تربیت نہیں کی۔ انصاف کی بنیاد گواہی اور شہادت ہوتے ہیں۔ ہم اپنی تعلیم اور ایجوکیشن کے ذریعے سے قوم کو وہ دیانتداری نہ سکھا سکے کہ جس کے ذریعے سے وہ ایک دیانتدار مسلمان کی حیثیت سے گواہی دیں۔ عدالتوں میں انصاف ہمیں نہیں مل رہا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ دنیا کا قاعدہ کلیہ ہے کہ جس قوم کو انصاف نہ مل رہا ہو اس قوم کو معاشی، اقتصادی، تعلیمی اور صحت کے شعبوں میں ترقی کا نام لینا بھی ان کے لئے ممکن نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! موقع آیا ہے کہ ہم اپنے عدالتی نظام کو ایسے بنائیں کہ جہاں پر لوگ انصاف کے لئے جائیں اور انصاف ملے۔ جہاں پر غریب، مجبور، بے کس اور بے بس کو بغیر پیسوں اور دولت کے انصاف مل جائے۔

جناب چیئرمین! ہم تقریباً ۶۰ سال سے اس ملک میں صوبائی خود مختاری کے لیے لڑ رہے ہیں۔ مختلف جماعتیں اور تنظیمیں بنی ہوئی ہیں جو صوبائی خود مختاری کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین نے صوبائی خود مختاری کے بارے میں واضح فیصلہ دیا ہے لیکن جناب چیئرمین! صوبائی خود مختاری کی اس بجٹ میں بھی ہمیں وہ جھلک نظر نہیں آ رہی جس کے ذریعے سے صوبائی حکومتوں کو اپنے وسائل پر اختیار دیا گیا ہو۔ جناب چیئرمین! یہ بھی موقع ہے کہ صوبائی خود مختاری کا اعلان کیا جائے اور صوبوں کو اپنے وسائل پر باقاعدہ اختیار دیا جائے۔ جب تک صوبوں میں اعتماد نہیں بڑھے گا، قوموں میں مظلوم اور محکوم قوموں میں یہ اعتماد نہ آ جائے کہ ہمارے وسائل پر ہمارا اپنا اختیار ہے، اس وقت تک وفاق حقیقی ترقی نہیں کر پائے گا۔

جناب چیئرمین! اس وقت یہ بھی ضروری ہے کہ پوری قوم امن و امان کے حوالے سے انتہائی دگرگوں حالات سے دوچار ہے۔ لوگ امن و امان کے لئے ترس رہے ہیں اور خاص کر صوبہ پشتونخواہ اور صوبہ بلوچستان تو یقیناً انتہائی خطرناک صورتحال سے گزر رہے ہیں۔ لہذا، جناب چیئرمین! امن و امان بغیر انصاف کے ممکن نہیں ہے اور جب صوبائی خود مختاری آپ نہیں دیں گے۔ عدالتیں انصاف نہیں دیں گی تو امن و امان ہم لانے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

جناب چیئرمین! میرا جس علاقے سے تعلق ہے اس کا نام ہے مالاکنڈ ڈویژن ہے۔ یہ قدرتی وسائل سے مالا مال ہے۔ پاک اور شفاف پانی اور دریا بہتے ہیں اور قدرتی جنگلات ہیں لیکن جناب چیئرمین! قدرتی جنگلات کو محفوظ کرنے میں بھی اب تک ہم ناکام رہے ہیں۔ اور ان قدرتی دریاؤں سے ہم نے اب تک وہ فائدہ نہیں لیا جو فائدہ لینا چاہیے۔ میری تجویز ہے کہ دریائے سوات اور پنجگوڑا جو دیر کے دریا ہیں ان کے دونوں پشتے تعمیر کئے جائیں اور دونوں اطراف پر روڈ بنائے جائیں۔ سائید پر پارک بنایا جائے اور ہوٹل بنایا جائے تو جناب چیئرمین! یہ پورے صوبے کے بجٹ کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے ایسے ہی، انہی پانیوں پر اور انہی دریاؤں پر small dams بنائے جائیں اور بجلی کی ترسیل کے لیے انتظامات کیے جائیں، تب ہی جناب چیئرمین! ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم ترقی کی منازل طے کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

جناب چیئرمین! کوہستان، سوات کوہستان، دیر کوہستان" اور ہزارہ کوہستان، جو قدرتی جنگلات سے بھرے ہوئے ہیں، لوگ ان کو بے دردی سے کاٹ رہے ہیں۔ اگر ہم یہاں گیس کے منصوبوں کا اعلان کریں تو ہم قدرتی جنگلات کو بچانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ گزشتہ حکومت کے وفاقی وزیر نے دیر کے لیے گیس فراہم کرنے کا اعلان کیا تھا اور اس کا افتتاح بھی کیا تھا، جس کا ابھی بھی بورڈ لگا ہوا ہے لیکن میں نے خود جا کر جب محکمہ گیس سے معلومات حاصل کیں تو کسی قسم کی وہاں پر کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ لہذا جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ مالاکنڈ ڈویژن کے تمام اضلاع کو گیس کی فراہمی کا باقاعدہ اعلان کیا جائے۔

جناب چیئرمین! زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے، اگر ہم حقیقی ترقی کرنا چاہتے ہیں تو پھر زراعت کو ترقی دینی ہوگی، زمینوں کی حفاظت کرنی ہوگی اور زمینداروں کی حوصلہ

افزائی کرنی ہو گی اور تب ہی جناب چیئرمین! ہم آسانی سے ترقی کی منازل طے کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین' رشوت خوری' ,corruption اور اقرباء پروری یہ ایسی بیماریاں ہیں جو مجموعی طور پر ہماری قوم کو لگی ہوئی ہیں اور اگر ہمارے حکمران اور ہمارا برسر اقتدار طبقہ رشوت خوری' اقرباء پروری اور corruption کا راستہ نہیں روکے گا تو پھر جناب چیئرمین! اس سے ہمارا پورا بجٹ تباہی اور بربادی کے راستے پر لگ جائے گا۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکرگزار ہوں اور اس بجٹ کو مجموعی طور پر' حالات کے تناظر کو دیکھتے ہوئے اور آگے پیچھے کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے' ایک متوازن بجٹ تو قرار دیتا ہوں لیکن بہت ساری ایسی مشکلات جو ہمارے سامنے ہیں ان کو حل کرنے کے لیے منصوبہ بندی کی ضرورت ہو گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حافظ رشید احمد۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین! کہ آپ نے مجھے 2008-09 کے بجٹ پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب چیئرمین! اس وقت تو میرا mood بولنے کا اور speech کرنے کا نہیں تھا لیکن اکابرین کے کہنے پر آپ کے سامنے تھوڑی بہت تجاویز ہیں جو میں پیش کروں گا۔ جس طرح سینیٹر گل نصیب خان صاحب نے فرمایا آگے پیچھے کے حالات کو دیکھتے ہوئے اچھا ہی کہہ سکتے ہیں۔ جناب نوید قمر وزیر صاحب کی کاوشوں اور انتھک محنت کی وجہ سے انہوں نے یہ ترتیب دیا ہے۔ وہ قابل' ذھین و فطین انسان ہیں۔ ظاہر ہے انہوں نے اچھا بجٹ انشاء اللہ العزیز پیش کیا ہوگا۔ جناب چیئرمین! مجھ سے پہلے فاضل اراکین نے بہت اچھی اچھی تجاویز اورمشورے دے دیئے' میں بھی کچھ تجاویز آپ کے سامنے پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! تقریر کرنے سے پہلے تقریباً دس گیارہ بجے میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت مانگی تھی لیکن شاید آپ نے کسی مجبوری کی وجہ سے مجھے موقع نہیں دیا۔ جناب والا! وہ مسئلہ یہ تھا کہ پارلیمنٹ ہاؤس میں نادرا والوں نے ایک دفتر کھولا تھا اور وہ پارلیمنٹرین کو ان کے بچوں اور دوسرے پارلیمنٹ سٹاف کو سہولیات دیتے تھے' وہ اچانک ختم ہو گیا ہے۔ پارلیمنٹ ہاؤس میں پارلیمنٹرین اور دوسرے لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا

ہوں کہ اس کو جلد از جلد دوبارہ کھولا جائے۔

جناب چیئرمین! لطیف کھوسہ صاحب کی تقریر میں ایک بات آگئی اور وہ یہ ہے کہ 1947 میں محترم جناب قائد اعظم محمد علی جناح کا قول ہے کہ ہمارے پاکستان' اس ٹکڑے' وطن عزیز کی قومی زبان اردو ہوگی۔ قائد اعظم کا قول ہے۔ جناب چیئرمین! اکیلے یہی نہیں بلکہ ہمارے اکابرین کی کوششوں سے' ہمارے اکابرین کی انتھک محنتوں کی وجہ سے یہ آئین میں بھی باقاعدہ ایک دفعہ کے ذریعے لکھا ہوا ہے' مجھے وہ پورا یاد نہیں ہے لیکن اتنا یاد ہے کہ اس میں کوئی limit دیا ہوا ہے کہ اتنے سالوں میں عدالتی زبان' پارلیمنٹ کی زبان' دفتری زبان اردو ہوگی۔ باقاعدہ آئین میں لکھا ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! اس کو دیکھیں یہ کتنی بھاری بھاری چیزیں ہیں یہ ساری انگریزی میں لکھی ہوئی ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ کو صاف بتاتا ہوں کہ کوئی بھی اس کو نہیں پڑھتا۔ سب کے سب ادھر ہی چھوڑ دیتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس پر کتنا خرچہ آیا ہے۔ ایک ایک سیٹ پر ہزاروں روپیہ خرچ ہو گیا ہے۔ اس کا بندوبست یہ ہونا چاہیے تھا کہ یہ آسان فہم ہو تاکہ ہر کوئی ممبر' ہر کوئی ایم این اے اس کو سمجھ پائے وہ بہتر ہوتا۔ اتنی بڑی بڑی کتابوں کو کوئی کیا کرتا' اپنے لاجز تک بھی نہیں لے کر جاتا۔ جناب چیئرمین! اس پر بھی خرچہ آیا ہے۔ یہ بھی پاکستان کے پیسے ہیں' یہ بھی ہمارے وطن کے پیسے ہیں۔ غریبوں کی کمائی سے آیا ہوا ایک ایک پیسہ ہم اس طرح بڑی بڑی کتابوں پر خرچ کریں۔ میری باتوں پر توجہ دیں

جناب چیئرمین: دے رہا ہوں' بالکل دے رہا ہوں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد : جناب چیئرمین! اس پر بھی کافی خرچہ آیا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ یہ عام فہم' آسان فہم اور چھوٹی کتاب میں اور کوشش یہ کی جائے کہ اس کو اردو میں لکھا جائے۔ ٹھیک ہے ہمارے لیے تو ائرفون کا بندوبست ہو گیا ہے لیکن جو اصل زبان ہوتی ہے اس کا الگ مزہ ہوتا ہے جو ترجمانی ہوتی ہے اس کا الگ مزہ ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین! میں فاضل اراکین سے درخواست کرتا ہوں کہ کوشش کریں' چلو جو صحیح اردو نہیں بول سکتے تو ٹھیک ہے ورنہ فاضل اراکین کوشش کریں کہ اردو میں تقریر کریں۔ یہ قومی زبان ہے' یہ رابطے کی زبان

ہے، یہ مسلمانوں کی زبان ہے اس کی سب کو سمجھ آتی ہے۔ جناب چیئرمین! آپ سے بھی میری بھی درخواست ہے کہ جتنا ہو سکے ruling دے دیں، حتی الوسع جتنا ہو سکے آپ فاضل اراکین کو درخواست کریں کہ اردو میں بحث و مباحثہ کریں۔

جناب چیئرمین! آغا محترم کہتا ہے کہ چیئرمین صاحب بھی اکثر انگریزی میں بولتے ہیں تو آپ سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ آپ بھی پلیز اردو میں بات کریں۔

جناب چیئرمین: اردو انگریزی دونوں میں بولتا ہوں تاکہ دونوں ساتھی ہمارے مستفید رہیں اور میں بھی ان سے مستفید رہوں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! اب میں تھوڑا بہت بجٹ کے مندرجات کی طرف آتا ہوں۔ جناب چیئرمین! جس طرح میں نے پہلے عرض کیا کہ بحیثیت مجموعی اچھا بجٹ ہے، صحیح ہے لیکن یہ ہے کہ جس طرح مولانا گل نصیب خان صاحب نے فرمایا کہ ہم اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے، ہم اس وقت تک ترقی نہیں کرسکتے جب تک ہم صوبوں کو ترقی نہ دیں۔ ترقی کے لیے ضروری ہے کہ وسائل کی تقسیم غربت اور پسماندگی کی بنیاد پر کی جائے نہ کہ وسائل کی تقسیم آبادی کی بنیاد پر کی جائے۔ جناب چیئرمین! اگر پسماندگی کی بنیاد پر اور غربت کی بنیاد پر وسائل کی فراہمی نہ ہو اور آبادی کی بنیاد پر ہو تو ظاہر ہے پھر چھوٹے صوبے احساس کمتری اور مسائل سے دوچار ہونگے۔ جناب چیئرمین! اسی طرح صوبائی خودمختاری کے لیے ضروری ہے کہ مرکز پچاس فیصد وسائل اپنے پاس رکھے باقی پچاس فیصد وسائل صوبوں کو دے دیں۔ بجٹ میں جو یہ لکھا گیا ہے کہ باسٹھ فیصد مرکز کے پاس اور 37% صوبوں کو یہ میرے خیال میں ناانصافی ہے اور صوبوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ پچاس فیصد مرکز اپنے پاس رکھے اور باقی صوبوں کے حوالے کرے۔

جناب چیئرمین! اشیائے خورد و نوش کی قیمتیں تو آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ میں بلا خوف و خطر آج یہ کہتا ہوں، صاف صاف میں clear بتا دیتا ہوں کہ پچھلے پانچ، چھ سات مہینوں میں جو اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں اضافہ دیکھنے میں آیا ہے وہ پانچ سال میں بھی

دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ فرض کریں دال فی کلو کی قیمت اس وقت پچاس روپے تھی' آج کل اس کی قیمت 120 روپے ہے۔ اسی طرح چینی لے لیں اور آٹا تو نایاب ہے۔ جناب چیئرمین! میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اشیائے خورد و نوش پر کوئی ٹیکس لاگو نہ کریں اور عوام کو سستی سے سستی مہیا کی جائیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے گوش گزار یہ بھی کروں کہ آٹے اور چینی کی سمگلنگ ہمارے فاٹا کے ذریعے سے بہت زیادہ ہو رہی ہے اور یہ میں نے ٹی وی کے مختلف چینلوں پر بھی دیکھا ہے۔ میں نے خود بھی دیکھا ہے کہ اونٹوں پر' گدھوں پر بڑی بڑی گاڑیوں کے ذریعے آٹا باہرمنتقل کیا جا رہا ہے' سمگلنگ ہو رہی ہے' غیر قانونی کام ہو رہا ہے حکومت اس پر خصوصی توجہ دے۔ آج کل یونائیٹیڈ نیشن کی جو گاڑیاں افغانستان جاتی ہیں اس کے اندر چیزیں چھپی ہوتی ہیں اور پھر وہ افغانستان سمگل ہوتی ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کی روک تھام کے لیے ضروری اور فوری اقدامات کئے جائیں۔

جناب چیئرمین! بجٹ کے حوالے سے میں آپ کو یہ بھی بتاؤں کہ ملک کی ترقی کے لیے امن و امان ضروری ہے۔ امن و امان جہاں پر ہو وہاں لوگ آئیں گے' وہاں پر سیر و تفریح ہوگی' invester آئیں گے۔ Invester حضرات investment کریں گے اگر ملک میں امن و امان ہوگا۔ جب آپ کے ملک میں امن و امان نہ ہو اور اسی طرح دگرگوں حالات ہوں' حالات کی خرابی کی وجہ سے پھر کون آئے گا؟ آپ کے اپنے ملک کا باشندہ ' آپ کا اپنا بندہ دوسرے ملکوں میں جاتا ہے اور وہاں پر investment کرتا ہے۔ جناب چیئرمین! یہ ہمارے لیے بڑی شرم کی بات ہے کہ ہم دوسرے ملکوں کے لیے سوچیں اور اپنا پیسہ دوسرے ملکوں میں لگائیں۔ دوسرے بنکوں میں ہمارا پیسہ جائے جناب چیئرمین! یہ ہمارے لیے بڑے شرم کی بات ہے۔ آپ سے میں درخواست کرتا ہوں اور خاص طور پر باشندگان پاکستان سے میں درخواست کرتا ہوں کہ بے شک امن و امان کے حالات بہت زیادہ خراب ہیں' لیکن اپنا پیسہ اپنے ملک کے باشندگان پر خرچ ہوجائے اور اپنے بنکوں میں جائے اور اس طرح investment یہاں پر ہوجائے۔ جناب چیئرمین! امن و امان کی میں بات کر رہا تھا کہ اتنی خراب صورتحال ہے کہ کوئی وزیر' کوئی ممبر' حتیٰ کہ صدر اور وزیراعظم بھی اس ملک میں محفوظ نہیں ہیں ہم لوگوں کا کیا پوچھتے ہیں۔ میں

حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ سب سے زیادہ توجہ امن و امان پر مرکوز رکھی جائے۔ ہمارا ملک اگر امن کا گہوارہ بن جائے تو سارے حالات خود بخود ٹھیک ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین! آخر میں، میں آپ سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمارے فاٹا میں بہت زیادہ حالات خراب ہیں تو میں حکومت سے، آپ کی وساطت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہاں امن و امان پر بالخصوص اور بالعموم سارے پاکستان کے حالات پر focus رکھیں اور توجہ دی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: محمد اعظم سواتی۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کا نہایت مشکور ہوں اور اپنے قائد ایوان کا بھی مشکور ہوں کہ مجھے میں ہمارا کردار ۔بجٹ اور جو ہماری oversight ہے جو ایک ہماری آئینی ضرورت ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس قدر ملک کے گھمبیر حالات میں آج ہمیں یہ موقع میسر ہے کہ جناب قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان اور ہم اراکین سینٹ اپنے اس آئینی فریضے کے لیے یہاں پر اپنی بات ارباب اختیار کو پہنچا رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! بجٹ یا اس پر تقاریر اور پھر یہ قیمتی دستاویز صرف آمدن اور خرچ کی دستاویز ہی نہیں، اس کا تخمینہ ہی نہیں بلکہ ہمارے تمام معاشی، معاشرتی، علمی اور ادبی فکر کی ترجمان ہے اس کو پڑھ کر ہم اندازہ لگاتے ہیں کہ آج پاکستان ہمارا یہ ملک کہاں کھڑا ہے اور اسے ہم کس سمت لے جانے کی پیش بندی کر رہے ہیں۔ اس میں وہ تمام عوامل ایک طرف ہماری پستی کی نشاندہی کرتے ہیں، ہماری سکت کی نشاندہی کرتے ہیں دوسری طرف ہماری بلندی اور ہماری عظمت، خوشحالی اور ترقی کی پیش بینی بھی کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہم نے حکومت کو صرف دولت کا حصول، کا ذریعہ سمجھ رکھا ہے حالانکہ حکومت کا کام وہ ماحول پیدا کرنا ہے، وہ عوامل پیدا کرنے ہیں جن کے ذریعے سے اس کے رہنے والے شہری، ان عوامل کے ذریعے سے، اس ماحول کے ذریعے سے اپنی صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہوئے، اپنے ملک میں، اپنی صلاحیتوں کے مطابق اور اپنی صلاحیت سے بڑھ چڑھ کر اپنا کردار ادا کرسکیں۔ بدقسمتی سے ساٹھ سال گزرنے کے باوجود آج تک وہ اپنے عام شہریوں کو ہم وہ ماحول مہیا نہیں کرسکے۔

جناب چیئرمین! مجھے کہنے دیجئے کہ آج کے بجٹ میں کافی خامیاں، نقائص، مشکلات ہیں جو جناب شوکت عزیز صاحب، عشرت حسین صاحب اور سلمان شاہ صاحب کی کارستانیوں کا نتیجہ ہیں۔ وہ ہمیں اس ایوان کے اندر بلند وبالا نعروں سے محظوظ کرتے رہے۔ جی ڈی پی کی شرح بڑھا چڑھا کر پیش کرتے رہے، کہتے رہے کہ پاکستان ایشیا کا economic tiger بننے والا ہے اور یہ ترقی sustainable ہوگی، لیکن اس کے درپردہ ہم نے یہ دیکھا کہ جب بنیادی ضروریات کی اشیاء ملک سے جانے لگیں، غائب ہونے لگیں، غریب تڑپنے لگا۔ چینی کے، سیمنٹ کے، وہ تمام بنیادی عوامل جو کسی قوم، کسی ملک کے لیے، اس کی ترقی کے لیے، اس کی پیداواری ترقی کے لیے عوامل ہوا کرتے ہیں جب غائب نظر آئے تو ہم نے واہگہ بارڈر کو کھولا اور ہم عوام کو یہ کہتے رہے کہ پیداواری ترقی کی شرح قائم رہے گی، لیکن ہم بھول گئے کہ اس کے درپردہ موبائل ٹیلیفون تھے، ریفریجریٹر تھے، کاریں تھیں، اور ایسی اشیاء کی بھرمار تھی جس کی وجہ سے ہماری معیشت sustainable نہ رہ سکی اور جس کی وجہ سے آج ہمیں یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے۔ آج اس ملک کے غریب، اس ملک کے تنخواہ دار طبقے، اس ملک کے پڑھے والوں کو جو تکالیف ہیں اس کا احساس ان کو اور ان کے اہل و عیال کو اور ان کے بچوں کو ہی ہے۔ جب آج ہمارے ملک کی آبادی کا چالیس فیصد poverty line سے نیچے ہے اور تیزی سے اس میں اضافہ ہو رہا ہے یہ ان لوگوں کو پتہ ہے جو آٹے کے لیے آج بھی اسی طریقے سے قطاروں میں کھڑے ہیں۔ یہ انہی معاشی مینیجروں کی بد دیانتی کا نتیجہ ہے کہ آج موجود حکومت پر ان کے ورثے کی وجہ سے ہر طرف سے لوگوں کی انگلیاں اٹھ رہی ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ اسی کرسی پر براجمان تھے اور اسی ایوان کے اندر ایک بڑا اچھا Act پیش کیا گیا تھا Fiscal Responsibility and Debt Act, 2005. جس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہم اپنی مالیات پر کنٹرول کریں گے اور اس کے اندر بہت ساری شقیں ایسی تھیں جس میں ہمارے معاشی مینیجرز کو اس بات کا پابند کیا گیا تھا کہ وہ نیشنل اسمبلی میں ہر سہ ماہی پر اپنی fiscal report پیش کرتے رہیں گے۔ جہاں سے بھی قرضے کا حصول ہوگا وہ بتاتے جائیں گے تاکہ ملک و قوم کو پارلیمان کے ذریعے ملکی حالت کا اندازہ ہو سکے، لیکن انہوں نے اس ایکٹ کی جو خود انہوں نے بنایا تھا، دھجیاں اڑا کے رکھ دیں اور صرف ایک کام کیا کہ

اپنے fiscal debt ' deficit کو finance کرنے کے لیے انہوں نے State Bank کا سہارا لیا۔ State Bank کے نوٹوں کو مشین کے کاغذ کی طرح چھپوانے کا کام کیا جس کی وجہ سے آج میرا ملک افراط زر کی لعنت میں جکڑا ہوا ہے حالانکہ کوشش تو یہ کرنی تھی کہ ہم نے اسی قانون اور قاعدے کے مطابق اپنے debts کو کم کرنا تھا، لیکن debt کم کرنے کی بجائے ہم زیادہ کرتے رہے۔

اس ملک کو ہم ایشیاء کا tiger تو نہ بنا سکے ان معاشی، معاشرتی اصولوں پر جن کے اوپر اس نے بننا تھا، اس کی ہم نے دھجیاں بکھیر دیں اور آج ہم بھکاریوں کی طرح چاروں طرف دیکھ رہے ہیں کہ کہیں سے ہمیں قرضے کی کوئی صورت نظر آئے اور ملک کی معاشی مشینری کے اندر استحکام پیدا ہو جائے۔

جناب! یہاں پر میں یہ کہوں گا کہ چونکہ یہ وفاقی بجٹ ہے تو اس کے اندر میرے محروم صوبے پختون خواہ کا حصہ کیا ہے؟ اس لیے کہ وفاق کے اندر ساری اکائیاں جب معاشی اور معاشرتی طور پر مستحکم ہوں گی تو پھر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان کا دل، پاکستان کی روح مضبوط ہو گی لیکن اگر اس کا کوئی صوبہ، اس کا کوئی علاقہ اپنے بوجھ تلے خود ہی crumble ہو جائے، بوجھ تلے خود ہی دم توڑ رہا ہو تو پھر وہ وفاق کی علامت نہیں ہوتی بلکہ وہ محرومی اور محکومی کی علامت ہوتی ہے۔

آج میں سمجھتا ہوں کہ بڑے اچھے الفاظ سے جناب وزیر موصوف نے اپنی ذہانت کا اظہار کرتے ہوئے جناب ذوالفقار علی بھٹو کے یہ الفاظ لکھے اور مجھے اس بات کا بھی شرف حاصل ہے کہ میں اس وقت گورنمنٹ کالج ایبٹ آباد کا صدر تھا اور کئی دفعہ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے ساتھ ان کی تقاریر سننے کا مجھے شرف حاصل ہوا۔ ان کے الفاظ میں پڑھتا ہوں۔

"Our economic and national cohesion can go only with just economic and social order. It is only when every peasant, every worker, entire population of our region are convinced in their own mind that each one of them is striving and struggling for the good of all. That the creative energy of entire nation will be fully harnessed, otherwise, we shall not

overcome our national crises."

آج میرے اس ملک کے لیے ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے یہ آخری الفاظ اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ آپ اپنے اعضاء کو جس قدر اس کے حقوق سے محروم رکھیں گے وہ اعضاء اتنے ہی کمزور ہوتے جائیں گے۔ آپ کے پورے بدن کے اندر کمزوری کی علامت آج وہ محروم صوبے ہیں۔ میں پختون خواہ کی بات کرتا ہوں۔ آئین کے مطابق وفاق نے جو ہمارے حقوق مقرر کیے تھے اور 1973ء کے آئین کے مطابق جب ہمیں ان حقوق کی باقاعدہ طور پر articles کے ذریعے نشان دہی کی گئی اور ضمانت دی گئی کہ یہ تمہارے حقوق ہیں اور ان کی پاسداری کی جائے گی۔

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ میرے پختون خواہ میں سڑکیں نہیں، صحت کا سامان نہیں، literacy level سب سے نیچے ہے۔ اپنے سرکاری اہل کاروں کو تنخواہیں دینے کے لیے ہمارے پاس وسائل نہیں اس لیے کہ ہم نے اپنا سب سے بڑا وسیلہ، سب سے بڑا پیداواری عمل اپنے وفاق کے حوالے کیا اس امید پر کہ ہمیں قانون اور آئین کے مطابق ہمارا حصہ ملے گا لیکن اس آئین اور ہمارے حق کی پاسداری آج تک نہیں کی گئی۔

جناب عالی! Article 161, Clause-2 ہمارے دیرینہ مسائل کا حل تھا۔ وفاق میں ہمارے حقوق کی ضمانت تھی اور آپ جانتے ہیں اس ضمانت کے لیے سب سے پہلے 1986ء میں کوشش کی گئی۔ اس کے بعد میں اختصار سے کہوں گا کہ 1987ء میں اے جی این قاضی کمیٹی تشکیل کی گئی تاکہ ہمارے دکھوں کا مداوا ہو سکے جس کے تحت Council of Common Interest میں 1990 and 1991ء میں ایک مصدقہ اور تصدیق شدہ رپورٹ وفاق کے سامنے پیش کی جس میں نہ صرف ہمارے حقوق کی نشان دہی کی گئی بلکہ اس کے اندر تمام اعداد و شمار کے ساتھ ہمیں بتایا گیا کہ یہ ہے پختون خواہ کا اس وفاق کے اندر حصہ اور اس معاشی حق کے نتیجے میں وہ اپنے پاؤں پر اپنے وسائل کی مدد سے کھڑا ہو سکتا ہے۔ بدقسمتی سے آج تک ہم اس معاشی حق کے حصول کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ جناب! میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ۷۳ء سے لے کر 2003ء تک اس کی حالت کیا تھی کہ net hydel profit جو due تھا وہ 267 بلین روپیہ تھا اور ہمیں صرف 71 بلین روپیہ ادا کیا گیا تھا۔ ہمارا مصدقہ حق 196 بلین روپیہ واپڈا کے

ذمے ہے جس کی گارنٹی باقاعدہ طور پر فیڈرل حکومت نے دی تھی اور آج ہمارا claim یہ ہے کہ یہ 346 بلین وفاق نے، واپڈا نے ہمارے صوبے پختون خواہ کو ادا کرنے ہیں۔ ملک کا کوئی علاقہ ترقی کی منزل پر اور ترقی کی دوڑ پر نہیں پہنچ سکتا۔جب تک اس کو اس کا جائز حق نہ دیا جائے آج 9/11 کے بعد میرے صوبے پر law & order کی situation کی وجہ سے جو آفت آپڑی ہے۔اس کا انحصار بھی اس بات پر ہے کہ ہم اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے law & order کی situation کو بہتر کرسکیں۔ جناب چیئرمین! آپ ساری دنیا میں گھومتے ہیں۔ ساری دنیا آپ کے سامنے ہے، 9/11 اور 7/7 کی دل شکن وارداتیں امریکہ اور برطانیہ میں ہوئیں لیکن آج پاکستان اس کی گرفت کے اندر ہے۔ میں پارلیمنٹ لاجز میں رہتے ہوئے بھی اپنے ذاتی سکیورٹی گارڈ کے بغیر باہر نہیں جا سکتا۔اس کیپٹل اسلام آباد کی حالت کو دیکھیں کہ ہرگھر اور ہر عمارت کے باہر سکیورٹی گارڈ مقرر ہیں وجہ صرف ایک ہے کہ قانون کی پاسداری نہیں ہے اور قانون کی پاسداری ہمیشہ اوپر سے نیچے ہوتی ہے۔میں نے کئی دفعہ اس سینیٹ کے اندر اس فلور پر کہا کہ قانون کی پاسداری کے لیے صرف پٹواری اور کانسٹیبل کو سزا دینا کافی نہیں ہے بلکہ جب ہمارے ارباب اختیار کو،جب مجھے اس ملک کے اندر قانون توڑنے پر سزا ملے گی تو میں سمجھوں گا کہ قانون کی عملداری ہو رہی ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ آج investment ہمارے ملک سے اس لیے باہر جا رہی ہے کہ اس کی تقدیر پر، اس کے مستقبل پر، کسی کو کوئی یقین نہیں، آج ہم اپنی قسمت سے خود کھیل رہے ہیں۔ اس ملک کو تباہی کے دہانے پر ڈالنے والے ہم خود ہیں۔ آج آئیے ہم تہیہ کریں کہ اگر ہم نے اس ملک میں رہنا ہے، ان زریں ایوانوں میں ہم نے اگر عوام کی آواز کو بلند کرنا ہے تو پھر ملک میں انصاف کے حصول کے لیے، Law & order کے حصول کے لیے، ہمیں اپنے طور پر کچھ عملی صورت پیدا کرنی پڑے گی۔ ہمیں خود اس بات کے لیے تیار ہونا پڑے گا کہ ہم نے اس ملک کی بقاء کے لیے انصاف اور امن و امان دونوں صورتوں کو بہتر کرنا ہوگا۔

جناب! تعلیم میرے لیے بہت ضروری ہے، بڑی اہم ہے۔اس لیے کہ میں نے ننگے فرش پر پڑھا ہے، میں نے ٹاٹ کے ٹکڑے پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کی ہے۔آج میرے اس قیمتی ملک کے 12700 سکول بند پڑے ہوئے ہیں۔ 4000 سے زیادہ صرف سندھ میں بند ہیں۔

تعلیم چونکہ ہماری زندگی کا زیور ہے' ہمارے اس ملک کا مستقبل ہے تو اس کے لیے زیادہ سے زیادہ وسائل ہمیں دینے کی ضرورت ہے ۔میں اس ضمن میں عمران خان کا ' شہزاد رائے کا ' عبدالستار ایدھی کا ' آپ کی والدہ صاحبہ کا اور تمام پاکستانی افراد کا مشکور ہوں جو میرے اس ملک کے بچوں کو تعلیم مفت دے رہے ہیں۔میں اس ضمن میں record پر لانا چاہتا ہوں کہ میں سیمیں صدیقی صاحبہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میرے جن بھائیوں نے ' پاکستانی امریکن نے ٹھٹھہ میں غریب بچوں کے لیے جو سکول آباد کیا ہے 'اس کے لیے بجلی کی مد میں انہوں نے ۲۹ لاکھ روپے اپنے فنڈ سے مختص کیے ہیں جس کے لیے میں آپ کا اور سیمیں صدیقی صاحبہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔خدا تعالیٰ ہمارے ایسے افراد اور ایسے ارباب اقتدار کو لائے جو میری قوم کے مستقبل کا خیال کرتے ہیں ' میرے ان محروم بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرتے ہیں۔میں اپنے ان علماء کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے تمام تر مشکلات کے باوجود مدارس کے اندر' مساجد کے اندر۔ گھمبیر حالات میں کسی نہ کسی طرح میرے ان محروم بچوں کو تعلیم کے مواقع مہیا کر رکھے ہیں۔

جناب عالیٰ! صحت سب کے لیے ضروری ہے۔میں جناب وزیر خزانہ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ میری اور آپ کی صحت کے لیے انتظامات ہیں۔یقین کریں میں کسی تاثر کے طور پر نہیں کہتا لیکن ایک معمولی بیماری کی وجہ سے مجھے دبئی جانا پڑا اور وہاں امریکن ہسپتال کے اندر میں نے تین دن اپنا علاج کرایا ۔میرے اس ملک کے ان غریب سرکاری ہسپتالوں کی حالت ' ان کی ڈسپنسریوں کی حالت ' BHU کی حالت ' ڈسٹرکٹ ہسپتال کی حالت ناگفتہ بہ ہے جہاں پر انسان تو کیا حیوان کا بھی علاج کرنا مشکل ہے۔اگر یہ واقعی عوامی حکومت ہے اور عوامی امنگوں کی ترجمان ہے تو پھر صحت کے بنیادی اصولوں کو اپنا کر ہم نے اپنی آبادی کے زیادہ حصے کو صحت کی سہولتیں دینی ہوں گی۔

جناب عالیٰ! زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے ۔بدقسمتی سے اس دفعہ صرف 1.5 فیصد ہماری زراعت بڑھی ہے حالانکہ ہمارا target 4.9 فیصد تھا ۔کاٹن کی پیداوار میں کمی ہوئی ۔Seed کی پیداوار میں کمی ہوئی' جو چیز ہماری بنیاد ہے 'ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس ناکامی کی وجہ پانی اور بجلی کا نہ ہونا ہے۔ آپ انڈیا کے پنجاب کے علاقے جو اس طرف واقع ہے اس کا

موازنہ اپنے پنجاب جو پاکستان میں واقع ہے سے کریں تو میں وثوق سے کہوں گا کہ آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ وہاں کسان کو ٹیوب ویل کے لئے بجلی مفت دی جا رہی ہے' کھاد ان کو مفت دی جا رہی ہے۔ جبکہ ہمارا کسان جو ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے وہ ٹوٹ رہا ہے' اس لیے کہ جس ملک کے اندر 18/18 گھنٹے ٹیوب ویل بند ہوں جس ملک کے اندر water management کا کوئی طریقہ کار عملی طور پر ہمارے سامنے نہ ہو' اس ملک میں ہم کیسے زرعی طور پر خوشحال ہو سکتے ہیں یا زرعی طور پر اپنے پاکستانی عوام کی خدمت کر سکتے ہیں۔ میں وزیر خزانہ صاحب کی توجہ اس جانب پھر مبذول کراؤں گا کہ ہم نے اس ایوان کے اندر دیکھا کہ جو ترقیاتی منصوبے ہیں اگر Federal functionary کے ذریعے اس کا انعقاد کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ آدھے سے زیادہ ان پر عمل درآمد نہیں ہوگا اس لیے اس میں کم از کم ۱۵ فیصد کمی کرکے وہ رقم صوبوں کو دی جائے اور اس کی نگرانی یا اس کی پاسداری فیڈرل گورنمنٹ کرے' اس کی functioning کرے بڑے اچھے طور پر صوبے اپنے اپنے علاقوں کے اندر' اپنے اپنے صوبوں کے اندر ان ترقیاتی پروگراموں کو بہتر طور پر کامیابی سے ہمکنار کر سکیں گے۔

جناب! حسن ابدال مانسہرہ روڈ جو ہماری بقاء کے لیے' ہمارے مستقبل کے لیے انتہائی ضروری تھا اس کے لیے allocation رکھی گئی ہے جس کے لیے میں انتہائی مشکور ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ پچھلی حکومت نے ایک بڑا اچھا کام کیا تھا کہ حسن ابدال سے ایک گیس لائن بچھائی گئی ہے۔ کوشش کریں کہ پکھل' تحصیل بالاکوٹ اور تحصیل اگی کے لیے ہماری وہ حسین وادیوں کے لیے گیس میسر کریں تاکہ جنگلات بچ سکیں۔ اس طرح کوشش کریں کہ وہ گیس نہ صرف اربن بلکہ رورل ایریا کے اندر بھی پہنچ سکے۔ اس کے ساتھ وہاں تمباکو کی فصل کاشت ہو رہی ہے' وہاں پر چائے کی کاشت ہو رہی ہے' اگر اس کے لیے allocation رکھی جائے اور سیاحوں کے لیے ہماری industry کو develop کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہمارا یہ علاقہ' ہمارا یہ صوبہ اپنے پاؤں پر خود کھڑا ہونے کے قابل نہ ہو سکے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا اور قائد ایوان صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت سے پہلے موقع دیا ہے۔ بہت شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: شکریہ۔ سواتی صاحب! ہم آپ کی family اور ساتھی، رفقاء جو شوگرلینڈ اور ہوسٹن میں ہیں اور جو health and education sector میں support کر رہے ہیں، کے بھی مشکور ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

ساجد میر صاحب۔ ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج بجٹ پر تقریریں ہو رہی ہیں اور ہر سال رسمی طور پر یہاں بجٹ کو پیش کیا جاتا ہے لیکن جو بجٹ میں باتیں کی جاتی ہیں، اگر آپ بعد میں ان کا اندازہ لگائیں تو اس کے کوئی دور رس نتائج نہیں نکلتے ہیں۔ ہر سال ہم یہاں پر بجٹ پر بحث کرتے چلے آ رہے ہیں اور ابھی جو نئی حکومت ہے، انہوں نے اس بجٹ کو پیش کیا ہے۔ اگر آپ اندازہ لگائیں تو اس بجٹ میں جو بھی غریب عوام کو توقعات تھیں اور امیدیں جو انہوں نے وابستہ کر رکھی تھیں، وہ چیزیں ہمیں مکمل طور نہیں ملتی ہیں۔ نئی حکومت کے لیے یہ بڑا چیلنج تھا۔ چالیس پچاس دن ہوئے اسے حکومت ملے ہوئے، اس عرصہ میں پچھلے سالوں کے تسلسل اور پالیسیوں کو جو گزشتہ حکومتوں کی چلی آ رہی تھیں، کو سامنے رکھتے ہوئے اس حکومت کے لیے اس سے بہتر بجٹ بنانا بڑا مشکل کام تھا۔ اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی انہوں نے کوشش کی، بہتر سے بہتر انداز میں بجٹ کو پیش کیا اور بنایا یہ بھی ہم موجودہ حکومت کو credit دیتے ہیں کہ انہوں نے کچھ نہ کچھ اصلاحات ضرور کی ہیں لیکن جناب چیئرمین، یہاں پاکستان میں ہمارے پچانوے فیصد بلکہ اٹھانوے فیصد غریب لوگ ہیں اور یہاں دو، تین یا چار فیصد لوگ امیر ہیں۔ اس ملک میں جناب چیئرمین! غریب ہے تو غریب تر ہو رہا ہے۔ اگر امیر ہے تو امیر تر ہو رہا ہے۔ اس ملک میں آج تک یہی اٹھانوے فیصد غریبوں سے ہم ووٹ لیتے ہیں اور ان کے ووٹوں کی وجہ سے ہم نیشنل اسمبلی اور سینیٹ میں آتے ہیں لیکن آج تک ان غریب عوام کے لیے کوئی relief، کوئی منصوبہ بندی، کوئی اس طرح کا formula یا package ہم نے کبھی ان غریبوں کو نہیں دیا کہ یہ غریب محسوس کریں کہ منتخب اراکین نے ہمارے لیے اچھی پالیسی

دی یا اچھی relief دی ہے۔

جناب چیئرمین! اول تو غریب آدمی کو یہاں روزگار نہیں ملتا ہے اور اگر کسی کو روزگار مل جاتا ہے تو اس کا گزارہ نہیں ہوتا ہے۔ کوئی نائب قاصد ہے تو اس کی تنخواہ 4000 روپے ہے یا 5000 روپے ہے۔ اگر کوئی کلرک ہے تو اس کی تنخواہ 6000 روپے ہے تو آپ اندازہ کریں کہ اگر اس کے تین یا چار بچے ہوں، اس کے ساتھ اس کے والدین بھی رہ رہے ہوں اور آپ ان کا بجٹ بنائیں تو وہ کتنے بجٹ میں ان کا گزارہ ہو سکتا ہے؟ اس بجٹ میں آپ ان کے بچوں کی تعلیم کے لیے پیسے رکھیں، ان کی صحت کے لیے پیسے رکھیں اور ان کا accommodation allowance بھی رکھیں تو یہ کتنا بجٹ ہوگا جو آپ انہیں دے رہے ہیں، آیا اس مہنگائی کے دور میں ان کا گزارا ہو رہا ہے۔ وہ والدین جن کے پانچ بچے ہیں، جناب چیئرمین، وہ والدین جو غریب ہیں، وہ اس حد تک تنگ آ چکے ہیں کہ اپنے تین چار بچوں کو جا کر دریا میں یا نہر میں پھینکنے کے لیے تیار ہیں۔ خودکشی کے لیے یا خود سوزی کے لیے بھی تیار ہیں۔ اگر آپ کہتے ہیں کہ ملکی حالات صحیح نہیں ہیں، تیل کی قیمت بڑھ چکی ہے اور food crisis ہے تو ایک غریب آدمی ان technical باتوں کو نہیں سمجھتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس دور میں جس طرح مہنگائی کی گئی ہے، اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی ہے اور ہم نے بجٹ میں کوئی ایسا پروگرام بھی نہیں دیا جس سے ایک عام آدمی کو اس بجٹ سے کوئی فائدہ ملے۔ اس معاشرے میں ان غریبوں کا جرم صرف یہی ہے کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ نے انہیں غریب پیدا کیا۔ ان کا صرف یہ جرم ہے، اس کے علاوہ ان کا کوئی جرم نہیں ہے۔ تاہم اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں غریب پیدا کیا تو یہ حکومتِ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کے لیے کوئی گزارہ الاؤنس مقرر کرے۔ جو معمر حضرات ہیں، بوڑھے حضرات ہیں، جن کی عمر ساٹھ سال سے زائد ہے، ان کے لیے بھی کوئی گزارہ الاؤنس مقرر کریں۔ ایسا الاؤنس دیگر ممالک میں دیا جا رہا ہے۔ آپ برطانیہ جائیں، امریکہ جائیں، گلف میں جائیں، سعودیہ جائیں، امارات میں جائیں، وہاں بوڑھے جن کی عمر ساٹھ سال سے زیادہ ہے، جو کام نہیں کر سکتے ہیں، ان کے لیے گزارہ الاؤنس مقرر کیا گیا ہے۔ جناب والا! عرب ممالک میں لوگوں کو مویشیوں کے لیے گزارہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔ آپ UAE جائیں، لندن اور امریکہ جائیں تو ان کے بچوں کے لیے بھی allowances ہیں۔ میں

برطانیہ گیا تھا' وہاں میں ایک پاکستانی سے ملا ' اس کے دس بچے تھے' وہ لندن میں ایک مسجد میں خطیب تھا۔ اس نے کہا کہ میں تو کوئی کام نہیں کرتا ہوں۔ مجھے تو چار پانچ ہزار پونڈ میرے بچوں کا الاؤنس مل جاتا ہے۔ میں تو آرام سے کھاتا ہوں۔ دس بچوں کا جو گزارہ الاؤنس ہے' وہ میرے لیے کافی ہے۔ جناب والا! اگر یہاں زیادہ بچے پیدا ہوں تو ماں باپ ان کو مروانے کے لیے بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ ان کو دریا میں پھینکنے کے لیے بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ حالات سے تنگ آ کر ایسا کرتے ہیں۔ اگر آپ صرف انہیں دال' خشک روٹی' گھی' چاول اور آٹا فراہم نہیں کر سکتے' یہ چھ items بھی پورا نہیں کر سکتے ہیں تو یہ پھر خودکشی ہی کریں گے۔ اگر آپ یا کوئی ادارہ گزشتہ چار ماہ کا سروے کرے کہ کتنے لوگوں نے اس دوران خودکشی کی ہے' کتنے لوگوں نے اپنے آپ کو مار دیا ہے' خود اپنے گلے میں رسی ڈال کر لٹکا لیا ہے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس مہنگائی کو برداشت نہیں کر سکے تھے۔

جناب چیئرمین! اس کے لیے چاہیے تھا کہ ایک long term پالیسی بنائی جاتی اور ایک short term پالیسی بنا کر انہیں کوئی رعایت دی جاتی۔ اس وقت جو food crisis ہے' اسے روکنے کے لیے چند items جو عام لوگ استعمال کرتے ہیں' ان کی 50% قیمت حکومت خود برداشت کر لیتی اور ان غریبوں کو دال' روٹی' آٹا' چاول' گھی سستا مل جاتا۔ حکومت کو چاہیے کہ کم از کم ان چار پانچ items کے تمام اخراجات خود برداشت کرتی جیسے کہ ایران میں ہے۔ ایران میں غریب باشندوں کو باقاعدہ ایک کارڈ دیا جاتا ہے۔ اس کارڈ کے ذریعے وہ صرف 5% payment کرتے ہیں اور 95% ایران کی حکومت payment کرتی ہے لیکن ایسا یہاں نہیں کیا گیا ہے۔ اگر یہاں کوئی امیر ہے تو وہ امیر تر ہے اور یہاں کے امیر ٹیکس چور ہیں' ٹیکس نہیں دیتے۔ یہاں بڑے بڑے پیسے والے ہیں۔ آپ میرے ساتھ چلیں سرینا ہوٹل میں' لوگ کہتے ہیں یہ پاکستان غریب ہے۔ وہاں کمرہ نہیں ملتا۔ پچیس ہزار' تیس ہزار روپیہ ایک کمرے کا ایک رات کا کرایہ ہے۔ وہاں لندن والے نہیں' پاکستانی رہتے ہیں۔ حکومت کو چاہیے تھا کہ ایسی پالیسی مرتب کرتی کہ ان سے ٹیکس' ان سے کارڈ کے پیسے زبردستی لیتی' غریبوں کے لیے فلاحی کاموں میں لگا لیتی' ان پر ٹیکس عائد کرتی' جو آرائش کے سامان ہیں' اے سی ہے یا موبائل ہیں یا عیاشی کی دوسری آئٹمز ہیں' ان پر بھاری ٹیکس عائد کر کے ان پیسوں کو

غریبوں پر خرچ کرتی ۔ لیکن اس ملک میں امیر لوگ اتنے بااثر ہیں کہ اس وقت بھی بجٹ میں ان کا ہر طرح سے خیال رکھا گیا ہے ۔ امیروں کا بجٹ ہے ' غریبوں کا نہیں ہے جناب ! اس لیے میں کہتا ہوں کہ ہم اس ملک میں جو بجٹ بناتے ہیں' غریبوں کے لیے ہم نے کبھی یہ نہیں سوچا ہے کہ ان کے لیے ہم کیا ترتیب بنائیں ۔ یہ تو ہر سال کہا جاتا ہے کہ اس سال دس لاکھ' پانچ لاکھ لوگوں کو روزگار ملے گا ۔ لیکن میں تو آٹھ نو سال سے یہاں ہوں اور میرے سامنے بجٹ بھی پیش ہوا ہے اور میں نے کبھی یہ نہیں دیکھا ہے کہ بعد میں کسی کو نوکری ملی ہو۔ یہ صرف کاغذوں میں ہے۔ وہ پوری دنیا کو بیوقوف بنانے کے لیے ظاہر کرتے ہیں کہ اس دفعہ دس لاکھ' پانچ لاکھ اسامیاں غریبوں' بیروزگاروں کے لیے ہوں گی۔ بیروزگاری کہاں کم ہوئی ہے جناب ؟ یہ بجٹ صرف تسلی کی خاطر ہر سال رسما پیش کیا جاتا ہے ۔ جناب چیئرمین ! اس ملک میں کوئی پلاننگ نہیں ہے ۔ اس میں' ہماری بیوروکریسی گوادر' تربت ' جیکب آباد اور سکھر کے دور دراز دیہاتی علاقوں' ملتان کے دیہاتی علاقوں کی قسمت' تقدیر کا فیصلہ ایرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر کرتی ہے ۔ ان کو کیا پتا کہ جیکب آباد کے دور دراز دیہاتوں کے لوگوں کے مسائل کیا ہیں۔ ان کو کیا پتا کہ تربت' پنجگور' گوادر کی چار سو کی آبادی کے لوگوں کے پاس بجلی نہیں ہے ۔ وہ گاؤں جو دو سو افراد پر مشتمل ہے' وہاں ایک ڈسپنسری نہیں ہے ۔ وہ گاؤں وہ تحصیل ' جو میری اپنی تحصیل ہے بلیدہ' اس کی آبادی تین لاکھ ہے' یہ شرم کی بات ہے کہ ابھی تک ایک لیڈی ڈاکٹر بھی وہاں نہیں ہے ۔ ہم کہتے ہیں اکیسویں صدی میں ہم نے ترقی کی ہے۔ جناب! کون سی ترقی کی ہے ؟ مجھے بتائیں! بلوچستان نے جس وقت گیس سپلائی کی' پورے پاکستان کو اس نے چلایا ۔ اس وقت پاکستان کے پاس سوائے سوئی گیس کے کہیں بھی کوئی ریسورس نہیں تھا۔ لیکن جناب چیئرمین ! شہید بگٹی اس وقت زندہ تھے' ہماری گیس کی کمیٹی وہاں گئی' جب ہم وہاں پہنچے تو ایک وفد آیا اور اس نے ہم سے ملاقات کی ۔ اس نے بتایا کہ یہاں سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں ہے ' اس کی آبادی ۸۰ گھروں پر مشتمل ہے ' آج تک ان کو گیس نہیں دی گئی ہے ۔ پائپ لائن سے لے کر اس گاؤں تک پانچ کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ وہ گیس لاہور تک پہنچائی گئی ' وہ گیس پشاور تک پہنچائی گئی' لیکن بلوچ' وہاں جو غریب رہتے ہیں' جو پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر رہتے ہیں' ان کا اس وقت تک کوئی حق نہیں تھا کہ ان کو

گیس پہنچائی جائے ۔ حالانکہ رولز میں ہے کہ جو ذخائر کسی کے پاس نکلیں گے' سب سے پہلے ان کی ضرورت پوری کی جائے گی' ان کی ضرورت پوری کرنے کے بعد دوسرے صوبوں کو بھیجیں ۔ لیکن جناب چیئرمین! یہ میں آٹھ سال سے یہاں چیخ رہا ہوں' چلا رہاں ہوں ۔پاکستان کے چار بھائی ہیں' آپ تین بھائیوں کی آنکھوں میں سرمہ ڈالتے ہیں اور ایک بھائی' جس کا نام بدقسمتی سے بلوچستان ہے ' اس کی آنکھوں میں آپ مٹی ڈالتے ہیں ۔ یہ کون سا انصاف ہے؟ جناب میں نے کئی دفعہ یہاں کہا ہے کہ آج تک بلوچستان کو عملی طور پر پاکستان کا حصہ تصور نہیں کیا گیا ہے ۔ زبانی طور پر پاکستان کا حصہ ہے' آپ مجھے عملی طور پر دکھائیں۔ ایک دفعہ میرا ایک سوال تھا کہ وفاقی سیکرٹری کتنے ہیں؟ آٹھ مہینے پہلے یہ سوال تھا ۔ اس میں صوبہ وار بتائیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ پاکستان کے وفاق میں ' اسلام آباد میں ۵۲ وفاقی سیکرٹری ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ اس وقت موجود تھے' ان میں بلوچستان کا ایک بھی نہیں تھا ۔ آپ نے مجھے کہا کہ آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟ میں نے کہا جناب چیئرمین ضرور ہے ۔ میں اٹھا ' ڈاکٹر شیر افگن نیازی صاحب منسٹر تھے اور سیف اللہ صاحب بھی بیٹھے تھے' میں نے کہا جناب مجھے یہ بتایا جائے' میرا ضمنی سوال صرف یہ ہے کہ بلوچستان کو عملی طور پر کب تک پاکستان کا حصہ تصور کیا جائے گا؟ اس کے بعد میں بیٹھ گیا۔ جناب چیئرمین! کیا ہماری معدنیات کم ہیں؟ ہمارا کوئلہ' ہمارا سنگ مرمر' ہماری گیس ' گوادر بندرگاہ ' یہ چیزیں جو ہم سپلائی کرتے ہیں اور سوئی کے جو کنویں ' جہاں سے تیل نکلتا ہے' ان کا ریٹ بیالیس روپے ہے اور پنجاب سے جو گیس نکلتی ہے ' اس کا ریٹ دو سو روپے ہے ۔ اب یہاں فرق کا آپ اندازہ کریں ۔ بدقسمتی سے وہاں سے جو گیس نکلتی ہے' کیونکہ وہ بلوچستان کے نام پر ہے اور یہ گیس چونکہ پنجاب سے نکلتی ہے ' اس لیے اس کا دو سو روپیہ ہے ۔

جناب چیئرمین! آج ہمارے لوگ مایوس ہیں۔ کچھ لوگ افغانستان میں ہیں' کچھ لوگ پہاڑیوں میں گئے ہوئے ہیں۔ وہاں روزانہ حالات خراب ہیں ۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپ پاکستان کے غدار ہیں ۔ جناب چیئرمین! اگر اپنا حق مانگنا' اگر تین لاکھ کی آبادی کے لیے میں کہتا ہوں کہ ایک لیڈی ڈاکٹر ہو' اگر تین لاکھ کی آبادی کے لیے ' میں کہتا ہوں کہ مجھے گیس سپلائی کی جائے' تین لاکھ کی آبادی کے لیے اگر میں کہتا ہوں کہ مجھے بجلی دو' تین لاکھ کی آبادی کے

لیے میں اگر کہتا ہوں کہ مجھے واٹر سپلائی دو' یہ مانگنا اگر غداری ہے' جناب چیئرمین! یہ غداری ہم ہزار دفعہ کرتے رہیں گے ۔ یہ مذاق نہیں ہے ۔ ہم غدار نہیں ہیں ' بلوچستان پاکستان کا ایک حصہ ہے ' ایک چھوٹا بھائی ہے ۔ اگر آپ اس طرح ہمیں نظر انداز کریں گے ' جناب چیئرمین ! آج بلوچستان کا ایشو' بین الاقوامی ایشو بن چکا ہے ۔ اگر آپ اتنی آسانی سے مسائل نہ لیتے' بلوچستان والوں کو مطمئن کرتے' آج برطانیہ افغانستان میں مداخلت نہ کرتا' یہ دنیا میں زیر غور نہ ہوتا ۔ اگر آپ اپنے گھر میں ہر وقت جھگڑا کریں گے تو ہمسائے' دوسرے گاؤں والے آپ کے گھر کے اندر آ جائیں گے ۔ جب تک آپ اپنے گھر میں جھگڑا پیدا نہیں کریں گے' کوئی دوسرا آپ کے گھر میں کبھی داخل نہیں ہو گا ۔ جب آپ ایسے حالات پیدا کریں گے تو انسانی حقوق کے حوالے سے دوسرے ممالک کو بھی مداخلت کرنے کا حق ہو گا کہ اس ملک میں ایسے علاقے ہیں' تین لاکھ اس کی آبادی ہے' آج تک ایک لیڈی ڈاکٹر ان کا حق نہیں ہے۔ ایسے علاقے ہیں ۔ وہ انسان ہیں کیا ہیں؟ حیوان ہیں۔ اس لیے جناب چیئرمین! گوادر بندرگاہ دو سال سے مکمل ہے ۔ مجھے افسوس ہے کہ بجٹ میں گوادر بندرگاہ کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے ۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: گوادر بندرگاہ کے لیے انہوں نے کوئی پیسہ مختص نہیں کیا ہے ۔ ہمارے منسٹر صاحب نے ایک بیان دیا تھا کہ سن دو ہزار گیارہ تک ہم اس پر کام شروع کریں گے ۔ میں حیران ہوں جناب چیئرمین! ایک منصوبہ اتنی لاگت کا ' تیس ارب روپے سے اس کو چین کے ذریعے مکمل کیا گیا اور اب مکمل ہونے کے بعد ' کیونکہ میں پورٹ شپنگ کمیٹی کا ممبر بھی ہوں' اب وہ کہتے ہیں کہ ریلوے لائن نہیں ہے ۔ اب کہتے ہیں کہ روڈ کے لیے این ایچ اے کا کوئی روڈ ہی نہیں ہے۔ اگر سامان کے Ships آ جائیں تو پھر اس سامان کو ہم کس طرح کراچی' سندھ' پنجاب تک supply کریں گے۔ ابھی تک water plant نہیں لگایا گیا' واپڈا کا کوئی انتظام نہیں ہے' وہاں ائرپورٹ نہیں ہے اور اب یہ حیران ہیں کہ کیوں نہیں ہے۔ ہم نے جب کمیٹی کا اجلاس بلایا تو ریلوے والوں نے بتایا کہ ابھی تک ہماری PC-I cost approve نہیں ہوئی ہے۔ میں نے چیئرمین' جس کا نام غالباً شکیل تھا اس کو

کہا کہ آپ کو تو جیل جانا چاہیے۔ دو سال سے بندرگاہ مکمل ہے اور اب آپ بتا رہے ہیں کہ ابھی تک cost approve نہیں ہوئی۔ بندرگاہ شروع کرنے سے پہلے NHA والوں کو گوادر سے پنجگور، سہراب، شہداد پور تک roads شروع کرنے چاہییں تھے۔ ریلوے والوں کو بندرگاہ شروع ہونے سے دو، تین، پانچ سال پہلے اپنی لائن شروع کرنی چاہیے تھی۔ گوادر کی بندرگاہ چیخ رہی ہے کہ میں تیار ہوں، مجھ سے کام لو، اب یہ سارے حیران ہیں کہ ہم گوادر سے کس طرح کام لیں۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اگر ہم کسی دوسرے ملک کے لوگوں کو بلائیں تو وہ گوادر کے حوالے سے ہمارا مذاق اڑائیں گے کہ یہاں پر کوئی پلاننگ ہے؟ اس ملک میں کوئی منصوبہ بندی ہے؟ کیا ہے؟جناب چیئرمین! بلوچستان کو صوبائی خود مختاری کے حوالے سے آج تک با اختیار نہیں کیا گیا اور گوادر کی بندرگاہ کو وفاق کے حوالے کیا جا رہا ہے، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں۔ گوادر کو صوبے کے حوالے کیا جائے اور اس کے لیے immediate action لیتے ہوئے NHA کو موجودہ منسٹری پیسے دے اور ان کو ایک سال کا ٹارگٹ دے کہ ایک سال میں گوادر سے سہراب اور شہداد پور، کراچی تک یہ road مکمل ہو، تاکہ ہم گوادر کی بندرگاہ کو busy رکھیں۔ صوبائی خودمختاری کے حوالے سے اگر بلوچستان آج احساس محرومی کا شکار ہے تو آج بھی ہزاروں لوگ لاپتہ ہیں۔ بالاچ مری کو شہید کیا گیا۔ اختر مینگل کو تین سال تک قید رکھا گیا اور شہید بگٹی محترم کو اس طرح شہید کیا گیا کہ ان کی لاش کو ان کے وارثوں کے حوالے نہیں کیا گیا۔ ان کو صندوق میں لا کر قبر میں اتارا گیا، ان کے وارثوں کو جنازہ بھی نہیں پڑھنے دیا گیا اور آج تک ان کی قبر پر سیکیورٹی گارڈ کھڑے ہیں۔ آپ دنیا میں دیکھیں کہ کسی کو پھانسی بھی ہو تو اس کی لاش وارثوں کے حوالے کی جاتی ہے۔ آج اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم بلوچستان کے لوگوں سے معافی چاہتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اس وقت جام یوسف حکومت میں تھے، ہم بھی coalition میں تھے لیکن اس حکومت کو کوئی خبر نہیں تھی، ایوان صدر سے جنرل مشرف نے اس آپریشن کو کنٹرول کیا اور آج حالات اتنے خراب ہیں کہ

اسلم رئیسانی بھی کہہ رہے ہیں کہ اگر حالات ٹھیک نہ ہوئے تو میں گھر جانے کے لیے تیار ہوں۔ کیا اس کا کوئی حل نہیں تھا؟ مذاکرات کے ذریعے، افہام وتفہیم سے، table talk سے مسائل حل ہو سکتے تھے۔ اس وقت مشاہد حسین اور شجاعت حسین نے بھی بہت کوشش کی لیکن مشرف نے کہا کہ نہیں، میں کمانڈو ہوں، دونوں ہاتھ ایسے کر کے کہا کہ میں بلوچستان کو یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ میں کبھی withdraw نہیں کروں گا اور انہوں نے جو کرنا تھا، کر دیا لیکن مشرف صاحب، سن لو، آج آپ حیران ہو کہ میں کس راستے سے بھاگوں، میں کہاں سے نکلوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آپ محفوظ راستے سے نہیں نکل سکتے۔ آپ کا مواخذہ، آپ کا کورٹ مارشل ہونا چاہیے تاکہ پوری دنیا میں پتا چلے کہ اگر پاکستان میں فوجی آ کر سویلین حکومت کو take over کریں تو ان کی سزا یہ ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایوان صدر نے اپنے اخراجات کو کم نہیں کیا بلکہ بڑھایا ہے جبکہ وزیر اعظم ہاؤس، سینیٹ اور قومی اسمبلی نے بھی اپنا بجٹ کم کیا ہے، یہ بہت اچھی بات ہے، ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ الحمد للہ نئی حکومت نے کچھ نہ کچھ تو بہتری کے اقدام کیے ہیں۔

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب، وقت کا خیال رکھیے، آپ کا کافی وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جہاں تک کالاباغ ڈیم کا معاملہ ہے، یہ تو چونکہ متنازعہ مسئلہ تھا۔ جب تک تمام صوبے اس پر متفق نہ ہوں، اس کو نہ چھیڑا جائے۔ جناب چیئرمین! زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لیکن زراعت کے لیے اس بجٹ میں کوئی خاص تبدیلی یا خاص مراعات نہیں ہیں اور اگر ہم زراعت کو فروغ دیں، اللہ تعالیٰ نے پاکستان کو ہر چیز سے مالا مال کیا ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے ہاں ایمانداری نہیں ہے، ہمارے پاس planning نہیں ہے، ہم میں سے ہر ایک اپنی field میں چور ہے، لاپرواہ ہے، اس وجہ سے ہم ترقی نہیں کر سکتے۔ دوسری بات ہے کہ بجلی کا مسئلہ۔۔۔

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب، وقت کا خیال رکھیے، آپ نے بہت ٹائم لیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: مجھے تو بتایا گیا کہ آپ جتنا چاہیں ٹائم لے سکتے

ہیں۔ رضا ربانی صاحب نے مجھ سے معاہدہ کیا تھا کہ آپ جتنا بھی ٹائم لینا چاہتے ہیں، لے لیں، ورنہ مجھے آج تقریر نہیں کرنی تھی۔

جناب چیئرمین: پھر دہرائیں مت، نئی بات کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: تقریر کرنے کے لیے اور کوئی بندہ تو ہے ہی نہیں۔

جناب چیئرمین: اور بھی ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: اس لیے آپ مجھے ٹائم دے دیں، بڑی مہربانی ہو گی۔ جناب! بجلی کا مسئلہ ایک انتہائی سنگین مسئلہ ہے۔ آپ جیکب آباد، ملتان، اندرون سندھ اور پنجاب میں جائیں تو وہاں اتنی شدید گرمی میں ہر گھنٹے کے بعد بجلی جاتی ہے۔ ہمارے منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم long term پالیسی بنا رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ short term پالیسی بھی بنائیں تاکہ سخت گرمی میں معصوم بچے، بوڑھے جو بیمار بھی ہیں، ملیریا بھی ہے، مچھر بھی کاٹتے ہیں، ان کو کچھ سہولت ملے۔ اگر اس ترقیاتی دور میں، اس technology کے دور میں ہم بجلی سے بھی محروم ہیں جناب چیئرمین! تو پھر ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم اکیسویں صدی میں داخل ہو گئے ہیں۔ اس لیے short term کے لیے بھی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ یہ مسئلہ موجودہ حکومت کا پیدا کردہ نہیں ہے، گزشتہ حکومت جو آٹھ سال تک رہی، انہوں نے ان کو تحفے کے طور پر دیا ہے، اس تمام کی ذمہ داری گزشتہ حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ اس حکومت کا تو ابھی ایک چلہ بھی پورا نہیں ہوا، چار چلے پورے ہوں تو پھر آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ حکومت کوئی تبدیلی نہیں لائی۔ Education کے لیے انہوں نے جو فنڈ مختص کیا ہے، ایجوکیشن بھی بہت ضروری ہے اور جناب چیئرمین! ایسے علاقے ہیں کہ وہاں پر دو سو بچے ہیں، ایک کمرہ ہے، وہ دھوپ میں بیٹھتے ہیں، جہاں بچے موجود ہیں، وہاں ٹیچر نہیں ہے، دو، دو سو بچوں کے لیے ایک ٹیچر ہے۔ جناب چیئرمین! کرسی تو اپنی جگہ، ہمارے علاقوں میں بچوں کے لیے ٹاٹ بھی میسر نہیں ہیں۔ اس ترقیاتی دور میں یہ شرم کی بات ہے کہ اکیسویں صدی میں ہمارے دو سو بچوں کے لیے ایک ٹیچر، دو سو بچوں کے لیے ایک کمرہ ہے اور ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم نے ترقی کی ہے۔ اس پر خاص توجہ دینی چاہیے۔

جناب چیئرمین! آٹھ، دس سالوں سے میں NFC award کے بارے میں سن رہا ہوں کہ اس سال کے بعد اگلے سال ہم award کریں گے لیکن آج تک یہ final نہیں ہوا۔ موجودہ

حکومت نے اس بجٹ میں اس کا اظہار کیا ہے ہم اس کو جلد ہی final کریں گے لیکن جناب چیئرمین! ایک بات ہے کہ بلوچستان پاکستان کے رقبے کا 43% ہے' اگر آپ آبادی کے تناسب سے فنڈ تقسیم کریں گے تو بلوچستان کبھی ترقی نہیں کر سکے گا۔ چاہیے کہ بلوچستان کا خیال رقبے کے لحاظ سے رکھا جائے۔ بلوچستان کے ساتھ جو زیادتی ساٹھ سال سے ہو رہی ہے' ہمارے ہاں تنخواہیں بھی over draft لے کر دی جا رہی ہیں۔ ہم State Bank کے سو ارب روپے سے زیادہ کے قرضدار ہیں تو اس صوبے پر ایک خاص توجہ دینی چاہیے اور ان کے لیے ایک خاص پیکج کا اعلان کرنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! Health کے حوالے سے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ آپ جا کر ہمارے ہسپتالوں میں دیکھیں' PIMS, FGSH, Civil Hospital and Jinnah Hospital Karachi میں اگر کسی کی سفارش نہ ہو' کوئی بڑا بندہ نہ ہو تو اس بیچارے کو آپریشن کے لیے دو' دو مہینے انتظار کرنا پڑتا ہے' ان کو وقت نہیں ملتا اور اگر وہ داخل بھی ہوں تو ان کے لیے ادویات کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ وہ جو غریب cancer کے مریض ہیں' hepatitis کے مریض ہیں' وہ اس لیے مرتے ہیں کہ ان کو وہ injection دستیاب نہیں ہے' وہ غریب ہیں' وہ خرید نہیں سکتے ہیں۔ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ان کے لیے کوئی زکوۃ فنڈ کا ایسا انتظام کریں کہ cancer کے injections یا hepatitis کے injections ان مریضوں کو کم از کم free of cost دیے جائیں۔ Health میں بڑے بڑے projects کے بغیر' بڑے بڑے bills بناتے ہیں اور یہاں پر Poly Clinic میں local purchase کرتے ہیں یا PIMS میں کرتے ہیں۔ آپ جائیں اور یہ نہ بتائیں کہ میں Chairman ہوں' آپ بغیر اطلاع کے ایسے جائیں' عام مریضوں سے پوچھیں ان کا کیا حال ہے؟ جناب! سونے کے لیے beds نہیں ہیں' یہ بےچارے بغیر بسترے کے راستے میں پڑے ہوئے ہیں' کیا یہ ملک ہے؟ Department میں دوسری عیاشی ہے' Secretary Health باہر کے دورے کرتے ہیں' ان کے جو افسر ہیں' ان سے وہ پیسے کاٹ کر غریبوں کے لیے لگا دیں تاکہ غریبوں کو سہولت مل جائے۔

یہاں پر دو قسم کی ادویات دستیاب ہیں' مختلف کمپنیاں ہیں' جیسا کہ یہاں پر بتایا گیا ہے کہ 10 panadol کی 10 روپے قیمت ہے اور 50, 100 panadol کی بھی 10 روپے قیمت ہے' پتا نہیں ہے کہ اس میں کیا ڈالتے ہیں۔ اس میں Ministry کا کوئی control نہیں ہے' اس کو Drug Inspectors بالکل check نہیں کرتے ہیں' یہاں ہزاروں لوگوں کی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں اور بالکل کوئی گرفت نہیں ہے' آج تک نہ کسی کو سزا ملی' نہ drug licence cancel کیا گیا۔ پاکستان میں یہ ایک بڑی مصیبت ہے کہ ادویات نہیں ملتیں' وہی دوائی جو

panadol ہے' اگر آپ London میں جائیں یا دوبئی میں جائیں' دو دانے اس سے لے لیں اور 10 دانے اس سے لے لیں جو اثر اس میں ہے' وہ اس میں نہیں ہے۔ لہذا' اس کے لیے بھی کوئی منصوبہ بندی ہونی چاہیے۔

باقی یہ ہے کہ تیل کی قیمتوں میں اتنا اضافہ ہوا ہے' رخسانہ زبیری صاحبہ اور ہم نے sub-committee کا اجلاس دو دن پہلے بلایا تھا' D.G. Oil اور Minstry کے لوگ آئے تھے' ہم نے ان سے question کیا کہ آپ کس حوالے سے' کس policy کے تحت قیمتیں مقرر کرتے ہیں۔ آیا آپ کے جو ہمسایہ ممالک ہیں' آپ ان کی قیمتوں کا survey کرتے ہیں یا آپ کا کیا طریقہ کار ہے؟ International rate کے علاوہ آپ کا جو OGRA ہے اور دوسرے ادارے ہیں تو ان کے پاس کوئی جواب نہیں تھا اور وہ حیران تھے کہ ہم اس کی کس طرح قیمتیں مقرر کرتے ہیں۔ اس لیے ہم نے اس کے لیے باقاعدہ ایک report بھی پیش کی ہے اور وہ report اس House میں لائیں گے اور اس کے جو ذمہ دار ہیں' اس قوم کے ساتھ--- یہ جو oil کی dumping ہوتی ہے' اس میں کروڑوں' اربوں روپے لگتے ہیں' مثلاً کوئی tanker کراچی سے پنڈی کے لیے load ہوتا ہے' وہ پنڈی نہیں آتا ہے' وہ وہاں پر تیل drop کرتے ہیں اور voucher یہاں پنڈی میں sign ہوتا ہے اور درمیان میں اتنے پیسے company والے ادا کرتے ہیں اور یہ پیسے جیبوں میں جاتے ہیں''اس کو dumping کہتے ہیں۔ اس کو اگر روکا جائے تو اس میں 3 روپے per litre کمی آ جائے گی' لیکن اس ملک میں کوئی پرسان حال نہیں ہے' ہم اس بارے میں کئی دفعہ رپورٹیں بھی لکھ چکے ہیں لیکن ان پر کوئی عمل نہیں ہوتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس بجٹ کا National Assembly کو pass کرنے کا ایک اختیار ہے'میری تجویز یہ ہے کہ جس طرح America اور دوسرے countries میں ہے اس کو Senate میں لایا جائے' ہم یہاں پر رسماً pass کرتے ہیں اور time بھی ضائع کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! Senate کو چلانے کے لیے لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ ہم نے یہاں پر دو' تین سال پہلے دس دن ایک ہفتہ میں pass کیا تھا اور وہاں National Assembly میں recommendations بھیجیں تھیں' میں ادھر بیٹھا ہوا تھا' انہوں نے دو منٹ میں پڑھا پھر انہوں نے کہا کی ردی کی ٹوکری میں ڈال دیں۔ Senate کی یہ حالت ہے۔ تو جناب چیئرمین!

میں یہ سمجھتا ہوں کہ نئی حکومت یہ کرے کہ اس کی آخری approval Senate سے ہونی چاہیے' اس کی وجہ یہ ہے کہ Senate میں چاروں صوبوں کی نمائندگی برابر ہے' equal نمائندگی ہے۔ Bureaucracy اور موجود حکومت وہی اختیار کریں گے' اگر ہم نے بجٹ میں بلوچستان کے ساتھ زیادتی کی یا سندھ کے ساتھ زیادتی کی' سرحد' پختونخواہ کے ساتھ زیادتی کی تو پھر اس Senate میں 22, 22 members ہر صوبے کے ہیں' لہذا' پھر یہ Senate میں pass نہیں ہو گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے ضروری ہے' ہم یہاں پر باقاعدہ آخری approval کے لیے ایسی powers Senate کو دیں تاکہ اس پر جو بحث کرتے ہیں' اس پر عمل درآمد ہو' ورنہ یہ time ضائع کرنے کے مترادف ہے کہ بات کرتے ہیں' نشستند' گفتند' برخاستند۔

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب! آپ کو سننے میں بھی بڑا خرچ ہو رہا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں بس ابھی ختم کرتا ہوں۔ جہاں تک ہماری خارجہ policy کا تعلق ہے' میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس پر اپنے فیصلے پاکستان میں خود کریں' دوسروں سے dictation نہ لیں تو یہ جو بجٹ کے مسائل ہیں' مہنگائی ہے' ہم اس سے چھٹکارا حاصل کریں گے لیکن ہم ہر چیز کی monitoring کرتے ہیں' ہم باہر کی دنیا کو دیکھتے ہیں' ہم اس وجہ سے پھنسے ہوئے ہیں۔ لہذا' میں آخر میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور دوسری بات یہ ہے کہ جو judges کا مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئینی package کے علاوہ ان کے لیے ایک خصوصی package بھی لایا جائے' یہ پورے ملک میں ایک مسئلہ ہے' اس کو جتنا جلدی حل کیا جائے تو اس ملک' اس ملک کی economy اور امن و امان کے لیے بھی بہتر ہو گا۔ لہذا' میں موجودہ حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے فیصلے خود کرے اور اس مسئلے کو جتنا جلدی ہو سکے' ان judges کا مسئلہ کم از کم حل کیا جائے۔ Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Prof. Khurshid Ahmed.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں وزیر خزانہ کے ساتھ ہمدردی کے جذبات کے ساتھ بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں۔ مجھے اس بات کا احساس ہے کہ انہیں اس بجٹ کو تیار کرنے

میں جو مدت ملی ہے، وہ چند ہفتوں سے زیادہ نہیں ہے اور مجھے اس بات کا بھی پورا احساس ہے کہ گزشتہ آٹھ، ساڑھے آٹھ سالوں میں جن معاشی پالیسیوں پر عمل کیا گیا، وہ نمائشی زیادہ اور حقیقی ترقی کی ضامن کم تھیں۔ پہلے اڑھائی، تین سال شدید crisis کے رہے، 2001-02 کے بعد policy نہیں، non-policy factor جن میں بین الاقوامی تعاون اور اپنی آزادی اور عزت کو قربان کر کے ہم نے جو وسائل حاصل کئے یا جو وسائل حالات کی تبدیلی کی بناء پر آپ سے آپ آئے جن میں foreign remittances کا بڑا اہم کردار تھا کہ 1 billion سالانہ سے بڑھ کر، وہ 6 billion سالانہ ہو گئے۔ اس زمانے میں 25 سے 30 billion dollar ہمیں ایسے حاصل ہوئے کہ جو پاکستانی ملک سے باہر ہیں انہوں نے ملک کو فراہم کئے، ہمیں نہ اس پر کوئی سود دینا تھا، نہ اسے واپس کرنا تھا۔ یہ ایک ایسی fiscal space تھی جو کسی اور کو اس سے پہلے حاصل نہیں ہوئی تھی، لیکن ان تمام چیزوں کو بدقسمتی سے نمائشی اور سطحی معاشی اقدام کر کے اس کو underestimate کیا گیا اور 2007 میں جو سیاسی crisis پیدا ہوا، خاص طور پر 9 مارچ 2007 کو judiciary پر حملہ کیا گیا اس کے ساتھ ہی جو معاشی bubble تھا، وہ shrink ہونا اور پھٹنا شروع ہوا اور اس کے پورے اثرات 2007 کے آخر میں اور 2008 شروع تک inflation، شدید صورت میں مہنگائی، خاص طور سے اشیاء خوردنی کی وقوع پذیر ہوئی

جناب والا! یہ آج ہی کی figures ہیں جو کہ اور بھی ہولناک ہیں۔ ویسے تو inflation officially 11% اور food کا 18%,19% بتایا جا رہا ہے لیکن جو اعداد و شمار مئی 2008 کے ہیں ان کی رو سے CPI 19.27%, Sensitive Price Index 29.92% نتیجتاً food index 30% سے زیادہ ہو گیا ہے۔ یہ ہولناک صورتحال ہے۔ پھر اس کے ساتھ

budgetary deficit, balance of trade deficit, balance of payment deficit,

بیرونی قرضوں کا بوجھ۔ ان 8 سالوں میں ملکی قرضوں میں more than 100% کا اضافہ ہوا، اس کے نتیجے کے طور پر debt servicing اور سود کے charges, میں حکومت نے 550 billion کے قرضے State Bank سے لیے ہیں۔ یہ بڑی گھمبیر صورتحال تھی۔ ناانصافی ہو گی اگر میں اس کا سارا بوجھ موجودہ حکومت اور وزیر خزانہ پر ڈال دوں، لازماً پچھلی حکومت کو اپنی flopped, unsustainable, disbalanced پالیسی کی ذمہ داری قبول کرنی ہو گی اور آج اگر وہ اس

حکومت پر اپنے ریکارڈ کو نظر انداز کر کے حملہ آور ہوتے ہیں تو وہ حق و انصاف کے مطابق نہیں ہے۔ میں اپوزیشن میں ہونے کے باوجود حقائق اور انصاف کا دامن چھوڑنے کو تیار نہیں ہوں۔ اس لیے میں ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کر رہا ہوں کہ اس حکومت کو ورثے میں جو صورتحال ملی وہ بڑی غیرمعمولی بلکہ میری نگاہ میں تو پاکستان کی 61 سالہ تاریخ میں جو economic crisis اور complex صورتحال ان کو ملی ہے وہ اس سے پہلے کسی اور کو نہیں ملی تھی۔ اس بناء پر میں ہمدردی کے ساتھ ان کے بجٹ کا جائزہ لینا چاہتا ہوں۔

جناب والا! یہ بات بھی آپ کے سامنے رہنی چاہیے کہ ہمیں جو survey دیا گیا ہے اور اس survey کے جس پہلو پر بھی آپ نگاہ ڈالیں یعنی GDP ، توقع تھی 7.2% ہو گا، عملاً وہ 5.8% ہوا ہے، ساتھ ساتھ آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ایسا نہیں ہے کہ یہ کوئی غیرمعمولی بات ہمارے لیے ہوئی ہے' اس سال انڈیا میں GDP میں اضافہ 9% ہوا ہے اور 5 سال کا average 8.8% ہے۔ سری لنکا میں war کی کیفیت ہے لیکن وہاں بھی یہ اضافہ 7.7% ہوا ہے۔ افغانستان کے جو حالات ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں لیکن 2006 میں اضافہ 7.5% اور 2007 میں 13% ہوا ہے۔ بنگلہ دیش 6.5% لیکن ہمارے ہاں 5.8% رہا۔ Inflation, ان کا دعویٰ یہ تھا کہ 6.5% inflation target ہو گا، جو figure survey میں آئی وہ 10.3% کی ہے، لیکن جیسے میں نے ابھی آپ کو بتایا کہ آج کے اخبارات میں مئی کے بارے میں جو figures آئی ہیں وہ 19.2% سے لے کر 28% and 29% تک ہیں۔ یہ inflation کی کیفیت ہے۔ اگر آپ اس کا موازنہ باقی ممالک سے کریں تو افغانستان میں یہ inflation 2006 میں 5.1% تھا، 2007میں 5.9% تھا۔ بنگلہ دیش میں 7.2% تھا اور 7.2% ہی ہے۔ انڈیا میں 2006 میں 6.7% تھا، 2007 میں 5.5% ،بھوٹان میں 5% ، نیپال میں 6.4% ، مالدیپ میں 7% تھا لیکن ہمارے ہاں 19% اور 29% کی خبر لا رہا ہے۔

Fiscal deficit, اس کی 4% توقع تھی، اب جو claim کر رہے ہیں وہ 7% ہے اور جو چھپا ہوا ہے اور جس کے بارے میں محترم اسحاق ڈار صاحب نے جو حقائق پیش کیے ہیں وہ ان کی اختراع نہیں وہ figures کی jugglery ہے۔ حقیقتاً یہ 8% and 9% کے درمیان ہے۔ جناب چیئرمین! ویسے تو کہیں بھی قانون کا احترام نہیں ہے، جب دل چاہتا ہے دستور کو

suspend کر دیتے ہیں، in abeyance ڈال دیتے ہیں: کھلی خلاف ورزی کرتے ہیں. لیکن آپ کے ملک میں ایک fiscal discipline یہاں بھی موجود ہے اور وہ قانون آپ کو یاد ہو گا کہ جو بڑے دعوے کے ساتھ منظور کیا گیا تھا اور ضمناً اپنے بھائی میاں ربانی صاحب کو یاد دلاؤں کہ اس کے بارے میں ایک متفقہ amendment اس ایوان نے تجویز کی تھی جو کہ آج تک میرے علم کے مطابق قانون کا حصہ نہیں بن سکی، جس کا تقاضا یہ تھا کہ جو reports آتی ہیں وہ سینیٹ میں بھی آئیں۔ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ایک fiscal discipline کا قانون بھی موجود ہے اور اس کی رو سے fiscal deficit کبھی بھی 4.5% سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے، جس کی رو سے ہر سال debt retirement کم از کم 2.5% ہونا چاہیے جبکہ آپ کے ہاں retirement نہیں ہے۔ میرے ذہن میں صحیح figure نہیں ہے کہ کتنا لیکن اس پورے زمانے میں debt بڑھا ہے کم نہیں ہوا ہے جبکہ وہاں ضروری ہے کہ ہر سال 2.5% کم کیا جائے۔ جناب والا! میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں شدید لاقانونیت، اپنے ہی کی ہوئی commitment سے انحراف اور جو prudent economic policy making ہے اس کے خلاف ہے، آپ سارے indicators دیکھ لیجیے، یہ ہر ایک میں پیچھے رہے ہیں۔ میں بڑے ادب سے لیکن بڑے دکھ سے کہوں گا کہ شاید ہمارے وزیر خزانہ اتنے مصروف تھے کہ جس document کو انہوں نے اپنے دستخطوں سے پیش کیا ہے اور ایک paragraph میں performance کے بارے میں ایک بار نہیں تین بار dismal performance کی بات کی گئی ہے، معلوم ہوتا ہے کہ پڑھے بغیر انہوں نے foreword پر sign کر دیے جو کہ ان کے نام سے آیا ہے، اس کے بارے میں یہ بات کہی گئی ہے کہ economic growth has been robust. اگر robust growth یہ ہوتی ہے جس کی کہ تصویر ابھی میں نے آپ کے سامنے پیش کی اور آپ ہی کے document سے پیش کی تو یہ کیسا وزیر خزانہ ہے کہ غالباً پڑھے بغیر دستخط کیے ہیں، پڑھنے کے بعد تو مجھے توقع نہیں ہے کہ انہوں نے اس پر sign کیے ہوں گے، لیکن انہوں نے اس پر sign کیے اور ایک ایسا certificate پچھلی حکومت کو دیا کہ جس پر آغا صاحب فخر کر سکتے ہیں اور میرے بھائی ربانی صاحب متفکر ہوں گے۔ یہ ہماری حکمرانی کا casual انداز ہے۔ میں نے ایک مثال دی ہے، ایسی میں دسیوں مثالیں دے سکتا ہوں۔ مثال کے طور پر

poverty بہت بڑا مسئلہ ہے، یہ گھمبیر مسئلہ ہے۔ جناب چیئرمین! poverty کے سلسلے میں، میں پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں کہ جو اعداد و شمار شوکت عزیز صاحب کے زمانے میں پیش کیے گئے وہ قطعاً قابل اعتبار نہیں اور تمام independent economist جنہوں نے کہ جائزہ لیا ہے اسے رد کیا ہے۔ میں آپ سے بالکل سامنے کی بات کہتا ہوں کہ انہوں نے جو base year لیا وہ، وہ year تھا جو کہ قحط سالی کا خراب ترین سال تھا اور جس year سے compare کیا وہ، وہ ہے کہ جس میں highest rate of growth ہوا ہے۔ یہ statistical science کے اصولوں کے خلاف ہے، professional dignity کے خلاف ہے۔ موزانہ کرنا چاہیے تھا 99-1998 اور 5-2004 کا اور اگر آپ یہ موزانہ کریں تو آپ یہ پائیں گے کہ غربت میں کمی نہیں ہوئی۔ اس میں بھی دعوی کیا گیا ہے وہ سارے figures اس میں repeat کیے گئے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ وزیرخزانہ نے خود تمام material کو دوبارہ اس کے اندر شامل کرنے کی اجازت دی۔ اس میں رٹا یہ لگایا کہ ایک سال کا مزید اضافہ کیا ہے اور اس میں 1.8% poverty کی reduction کی بات کی ہے گو کہ یہ ساتھ کہہ دیا ہے کہ یہ statistically significant figures نہیں ہیں۔ ساتھ ہی اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جو ہم نے کام کیا ہے World Bank نے اس کی تائید کی ہے۔جناب والا! World Bank کی رپورٹ میں نے خود پڑھی ہے انہوں نے کہا ہےہمیں methodology پر اختلاف نہیں لیکن اگر اسی methodology کو استعمال کیا جائے تو جتنا claim انہوں نے کیا ہے یعنی 10% چار سال کے اندر غربت میں کمی تو یہ صحیح نہیں ہے۔ ان کے اندازے کے مطابق 32% سے کم ہو کر یہ 28% ہے۔ انہوں نے 23% claim کیا ہے لیکن یہ ساری معلومات دیئے بغیر یہ کہا ہے کہ

our result has been endorsed by the World Bank. This is dishonest. Independent economists

نے جو survey کیا ہے اسی period کا، ان کی assessment یہ ہے کہ اس وقت غربت 34%سے زیادہ ہے۔ جناب والا! یہ ساری باتیں میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ خدا کے لیے اعداد و شمار کے بارے میں غلط بیانی سے کام نہ لیجئیے، وہ اچھے ہوں یا برے ہوں، آپ کے پسندیدہ ہوں یا ناپسندیدہ ہوں، جب تک صحیح حقائق نہیں ہوں گے اس کے بغیر کوئی صحیح پالیسی نہیں بنائی

جاسکتی۔ اس بنا پر یہ بات بہت ضروری ہے کہ موجودہ حکومت حقائق کو face کرے ، قوم کو اعتماد میں لے اور بتائے کہ حالات خراب ہیں اور پھر پالیسی بتائیں کہ ہم اس کو اس طرح face کریں گے۔

جناب والا! یہ توقع ان سے پوری نہیں ہوئی جس کا مجھے دکھ ہے اور ساتھ ہی میں یہ بات بھی کہوں گا کہ جو سب سے اہم initiative تھا ' جناب چیئرمین ! میں پوری دیانتداری سے آپ سے یہ بات کہتا ہوں کہ اس وقت جو ملک میں economic crisis ہیں وہ economy کی وجوہ سے بھی ہیں ،لیکن وہ سیاسی وجوہ سے بھی ہیں۔جس طرح ہمیں 9\11 کے بعد سیاسی وجوہ سے economic مواقع ملے ہیں اسی طرح اس وقت کی global situation پاکستان کو targeting, attitude کا بدلنا پھر oil prices کا بڑھنا ' food prices کا بڑھنا ان سب کے اثرات پڑے ہیں۔ اس سے انکار نہیں لیکن domestic policy کا failure ایک بہت بڑا factor ہے اس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ،لیکن انہوں نے یہ blunder کیا کہ Judiciary کی restoration کا سب سے critical issue ہے جسے ان کو اقتدار میں آنے کے بعد پہلے ہفتے کے اندر طے کردینا چاہیے تھا۔ جس طرح گیلانی صاحب نے وزارت عظمیٰ کی ذمہ داری سنبھالنے سے پہلے Leader of the House منتخب ہونے کے بعد ان کو گرفتاری سے آزاد کیا اسی طرح وزارت عظمیٰ کا حلف لینے کے بعد انہیں پہلا کام یہ کرنا چاہیے تھا کہ وہ ان کو restore کرتے ۔ یہ وہ blunder ہے جس کی وجہ سے political unstability اور economic unstability یا destabilisation دونوں ہوئے ہیں۔

جناب والا! مجھے اجازت دیں کہ میں یہ بات کہوں کہ اس بجٹ میں انہوں نے ہمیں ایک زخم لگایا ہے۔ اس ملک کے قانون اور دستور کے ساتھ ایک مذاق کیا ہے اور Finance Bill میں ایک amendment کے ذریعے سپریم کورٹ کے ججوں کی تعداد کو بڑھایا ہے۔ یہ ایک ظلم ہے ' یہ ایک بددیانتی ہے ' یہ ایک دھوکا ہے۔مجھے ہرگز یہ توقع نہیں تھی کہ یہ حکومت اس حد تک جائے گی۔ جناب والا! جو point میں عرض کر رہا تھا وہ یہ تھا کہ سیاسی وجوہ سے معاشی معاملات پیدا ہوتے ہیں اور معاشی حالات کو سیاسی contexts سے جدا کرکے غور نہیں کیا جاسکتا' اور یہ ان کی غلطی ہے اور اب بھی اگر یہ اس معاملے میں کوئی بروقت اقدام نہیں کرتے

ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بہت بڑی قیمت انہیں ادا کرنی پڑے گی۔

جناب والا! میں اس کے بعد کچھ دوسرے اقدامات کی طرف آنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہیں کہ جو غلطیاں ان کے پیش رو نے کیں مجھے ڈر ہے کہ یہ وہی کر رہے ہیں۔ یہ بجٹ میں نے بغور پڑھا ہے' وزیر خزانہ کی تقریر کو میں نے بغور سنا بھی اور دوبارہ پڑھا بھی ہے۔اس کا تجزیہ بھی کیا ہے۔ میں یہ ماننے کے لیے تیار نہیں کہ یہ بجٹ کسی ایسی ٹیم نے بنایا ہے جس نے 18 فروری کے مینڈیٹ کو سامنے رکھا ہو۔ اس کے پیچھے جو ذہن کام کر رہا ہے وہ وہی ہے جو اس سے پہلے بجٹ بناتا رہا ہے۔ decorative چند باتیں کی گئی ہیں جن کا میں ذکر کروں گا لیکن structurally کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ جس طریقے سے بجٹ سازی میں فلاں میں اتنا بڑھا دو' فلاں کو اتنا کم کر دو سارا وہی pattern نظر آ رہا ہے' کوئی basic departure اس frame work سے میں discover نہیں کرسکا ہوں دیانتدارانہ کوشش کے باوجود۔ جناب والا! میں آپ کو اس کی مثال دیتا ہوں' ریونیو کو آپ دیکھیں۔ پچھلی مرتبہ ریونیو کا ٹارگٹ 1.02 trillion رکھا گیا تھا اور یہ roughly, 13% increase ہر سال ہو رہا تھا عملاً یہ پورا نہیں ہوا تیس ارب روپے کا short fall ہے 990, 980,985 کی بات کی جا رہی ہے' لیکن انہوں نے 1.245 trillion نئے ریونیو کی figure دی ہے جو تقریباً 25% اضافہ ہے اور اس دھوکے کے تحت اگر یہ بجٹ سازی اور اخراجات کر رہے ہیں تو they would lodge the economy into mess بظاہر کوئی امکان نظر نہیں آتا کہ پچیس فیصد اضافہ revenue collection میں ہوسکتا ہے۔ ان کا budget deficit بڑھ جائے گا اور اسحاق ڈار صاحب پرانے وزیر خزانہ کو جو accuse کر رہے ہیں اور جائز کر رہے ہیں کہ انہوں نے چیزیں چھپائیں اور خسارے کی صحیح dimension کو سامنے نہیں لائے مجھے ڈر ہے کہ آپ بھی وہی غلطی کریں گے۔

میں اس کی ایک اور مثال دیتا ہوں .Subsidy کے بارے میں آپ نے جو باتیں کہیں اور جو calculation دی ہے اگر pattern یہی رہتا تو as an economist میں predict کرتا ہوں کہ subsidy and deficit دونوں جو figures آپ دے رہے ہیں وہ under intimation ہیں اور یہی غلطی آپ کے پیش رو نے کی تھی۔ میں آپ کو ایک اور مثال دیتا ہوں آپ نے accuse کیا ہے پچھلی حکومت کو' جائز کیا' کہ R&D جس پر تین سالوں سے

عمل ہو رہا تھا اور وہ سہولت آپ industry کو خاص طور پر Textile Industry کو دے رہے تھے اور یہ تقریباً 45 billion سالانہ ہے' نئے بجٹ میں آپ نے اس کے لیے کچھ نہیں رکھا حالانکہ آپ کو معلوم ہے وہ آپ کو دینا ہوں گے۔ جس طرح انہوں نے خانہ خالی رکھا اسی طرح آپ نے بھی خانہ خالی رکھا ہے۔ جناب والا! میں درد مندی کے ساتھ یہ باتیں کہہ رہا ہوں' ہمدردی کے ساتھ کہہ رہا ہوں' لیکن میرا فرض ہے کہ میں یہ بات کہوں کہ جو figures آپ نے دی ہیں جو pattern آپ نے اختیار کیا وہ کم و بیش وہی ہے جو اس سے پہلے تھا۔

میں آپ کو ایک اور مثال دیتا ہوں۔ دیکھئے ہماری معیشت کا سب سے بنیادی مسئلہ کیا ہے۔ ہماری معیشت کا سب سے بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ کوئی معیشت اس وقت تک اپنے آپ کو sustain نہیں کرسکتی جب تک کہ physical economy جو عبارت ہے Industry سے Agriculture سے اور Small Industry اور Medium Industry سے' یہ ہوتی ہے Back Bone, Service economy important ہے لیکن اس کے بعد۔ پچھلے سال کی صورت حال یہ ہے کہ 70% growth service sector میں ہوئی Agriculture Sector جو ہے وہ 1.5% پر رہا ہے اور اگر آپ main crops کو لیں تو 3% negative growth ہے۔ Industrial sector کا بھی یہی حال رہا ہے جب تک کہ آپ shift نہ کریں focus دوبارہ physical sector کی طرف' commodity producing sector کی طرف' اس وقت تک نہ economy میں جان آئے گی نہ روزگار پیدا ہوگا نہ supply and goods of services improve ہوں گے اور نہ یہ growth sustain کی جاسکے گی۔ اب آپ نیا pattern دیکھ لیجئیے یہ development programme میں موجود ہے۔ میں آپ کو figures بتاتا ہوں کہ 27% rise service sector میں ہے۔ اس کے مقابلے میں 3.5 agriculture میں ہے' وہ بھی متوقع اور estimated ہے اور 6% industrial sector میں ہے۔ یہ figure آپ کی large scale پر ہے۔جب تک آپ paradigm کو shift نہیں کریں گے' جب تک آپ growth کو fiscal sector کی ضرورت کے مطابق نہیں کریں گے تو نہ آپ sustain کر سکتے ہیں اور نہ اس کے ثمرات سے لوگ مستفید ہو سکتے ہیں۔ یہ بات مجھے یہاں نظر نہیں آ رہی ہے' کوئی shift نہیں ہے' جس پہلو سے بھی میں نے اس کا جائزہ لیا۔ یہاں پر pro poor کی باتیں کی گئیں لیکن

جناب والا! میں افسوس کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں کہ نمائشی اور وقتی باتیں کی گئیں ہیں، وہ حقیقی نہیں ہیں۔ مجھے manufacturing sector کے بارے کوئی major incentive نظر نہیں آیا۔ Agriculture کے بارے میں چند باتیں کہی گئی ہیں، اگر ان پر عمل ہو تو اس سے فائدہ ہو گا لیکن یہ ناکافی ہیں۔ Agriculture میں اصل مسئلہ کیا ہے؟ Agriculture میں اصل مسئلہ ہمارا یہ ہے کہ جو land under cultivation ہے اس میں اضافہ نہیں ہوا۔ Irrigated area کا تناسب improve نہیں کر پا رہا۔ Irrigation میں water wastage ہے۔ Cotton کی کمی کا بھی خطرہ ہے لیکن اب تک جو تحقیقات ہوئی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ immediate problem water management کا ہے۔ اگر ان پانچ سال تک ہم نے اس کی فکر نہ کی تو water کی quantum میں بحران آئے گا۔ Management کے بارے میں انہوں نے چند باتیں کی ہیں یعنی نہروں کو پختہ کرنا، نالے ٹھیک کرنا، اس کا پورا پورا اظہار development plan میں نہیں ہے۔ اس کے بعد irrigation اور irrigational methods ہیں۔ اس کے بعد ہمارا مسئلہ productivity کا ہے۔ آپ گندم کی پیداوار کو لیجیے۔ گندم کی اوسط پیدا وار پاکستان میں 25 من فی ایکڑ ہے جب کہ انڈیا کی 65 من فی ایکڑ ہے just across the border یعنی 50% سے لے کر 100% تک فی ایکڑ گندم کی پیداوار زیادہ ہے۔ ہماری اپنی بھی یہ ہوسکتی ہے۔ اس productivity کو بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ صحیح وقت پر اس کی بوائی کا اعلان کریں، صحیح بیج ہو۔ بیج کے بارے میں کیا ہو رہا ہے؟ لوکل بیج کم سے کم استعمال ہو رہا ہے اور imported بیج آپ استعمال کر رہے ہیں۔ جناب والا! اس کی رپورٹ پڑھ کر میں دکھی اور حیران بھی ہوا کہ multinational جو ہمیں seed فراہم کر رہی ہیں، انہوں نے اسے genetically اس طریقے سے influence کیا ہے کہ اس بیج سے نیا بیج پیدا نہیں ہو سکتا۔ تاریخی process یہ تھا کہ فصل سے بیج نکلتا تھا اور اس بیج سے آپ آگے فصل لیتے تھے تو اب انہوں نے اس کو infertile کر دیا ہے۔ ایسا کیوں کیا ہے تاکہ آپ ان کے بیج کو import کریں، foreign exchange خرچ کریں، ان پر آپ کی dependence بڑھے اور آپ کبھی ان سے نکل نہ سکیں۔ ان معاملات میں کوئی perception نہیں ہے۔ اس کے بعد credit کی بات ہے۔ Agriculture credit تھوڑے سے بہت اضافے کے باوجود وہاں پر serious problem ہے۔

میرے پاس studies موجود ہیں۔ ڈاکٹر افضل نے جو studies کی ہیں' ان کی رو سے حقیقت یہ ہے کہ agricultural indebtedness کی سب سے خراب حالت پاکستان کے اندر ہے اور بدقسمتی سے سندھ میں پنجاب سے بھی زیادہ خراب صورتحال ہے۔ انہوں نے الفاظ استعمال کیے ہیں کہ 52% of the tenants are virtually bonded labour in the hands of money lenders and landlords. جب تک آپ agricultural credit کے بارے میں کوئی صحیح پالیسی اختیار نہ کریں اور' وہ بھی micro level کے اوپر اور competitive terms کے اوپر۔ پھر fertilizer کا مسئلہ ہے' اس وقت DAP 2800/- اور 3000/- روپے فی بوری ہے۔ انڈیا میں یہ سستی ہے۔ گندم کی قیمت آپ کے ہاں 1000/- روپے فی من سے کم نہیں ہے اور subsidy دینے کے باوجود بھی یہ affordable نہیں ہو گا اور اس کے بغیر productivity نہیں بڑھ سکتی۔ Agriculture میں land reform کا مسئلہ بھی ہے۔ Agriculture میں جو اصل tenant ہے' آپ اس کی طرف نہیں آئے ہیں۔ آپ نے محض چند نمائشی چیزیں کی ہیں اور ان سے وہ بنیادی فرق نہیں پڑے گا جو وقت کی ضرورت ہے اور میں ایک جملہ یہ بھی کہہ دوں کہ agriculture کے سلسلے میں دنیا میں جو تبدیلیاں آج ہو رہی ہیں' خاص طور پر agriculture commodities کی world prices بھی خطرے سے خالی نہیں ہیں۔ آپ اس crisis پر control کر سکتے ہیں اگر صحیح initiatives لیں' صحیح delivery system ہو اور implementation ہو' اس طرح یہ آپ کے لیے ایک بڑی opportunity ہے۔ آپ اس crisis کو achievement میں تبدیل کر سکتے ہیں۔ آپ world market میں اپنی agriculture produce کو ایک بڑے level پر لے جا سکتے ہیں بشرطیکہ آپ کی صحیح agriculture policy ہو لیکن مجھے اس کی کوئی جھلک اس بجٹ میں' اس development plan میں اور اس public sector development programme میں نظر نہیں آ رہی۔

آپ نے ایک اور چیز یہاں اچھی کی ہے' وہ یہ ہے کہ غربت میں جو سب سے زیادہ vulnerable ہے' وہ Cash Transfer Benazir Card ہے۔ In principle میں اس کی تائید کرتا ہوں' لیکن جناب والا! as an economist میں آپ کو پوری بات بتاتا ہوں۔ دیکھیے' اس 30, 32 فیصدی آبادی جو poverty line میں ہے' ان میں 17% ایسے ہیں کہ acute

poverty کے اندر آتے ہیں اور آپ اگر ان میں سے چند کو لے کر کے آپ سمجھیں کہ مسئلہ حل کرلیں گے تو نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے ایک massive plan کی ضرورت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تاریخ سے سبق سیکھیے، cash transfer ایک اچھی تجویز ہے لیکن صرف اس وقت جب آپ کے پاس ایک National Social Security System ہو جس کے ذریعے سے آپ وہ infrastructure پیدا کرلیں اور جو حقیقی ضرورت مند ہے اس تک آپ پہنچ سکیں، اور یہ transparent ہو۔ ہم نے زکوٰۃ کا نظام، بیت المال کے نظام کو لا کر دیکھا ہے بدقسمتی سے یہ کوئی اچھی مثال نہیں بنی۔ یورپ کے ممالک میں National Security System بنائے گئے ہیں، ان میں کامیاب بھی ہیں اور ناکام بھی ہیں۔ میں یہ صاف کہنا چاہتا ہوں کہ cash support, income supplement صرف بچوں کے لیے، widows کے لیے old aged کے لیے اور physical disability کے لیے۔ یہ چار categories ہیں اور ان کا حق ہے، ان کو ملنا چاہیے، لیکن اگر باقی سب کو آپ cash support دیتے ہیں تو وہ بھیک کی صورت میں اس پر مستقل انحصار کرتے ہیں۔ یہ سسٹم ناکام رہا ہے۔ اس لیے یہ cash transfer ان چار categories کے لیے ہو اور وہ transparent ہو اور proper infrastructure کے تحت ہو۔ باقی کے لیے آپ کوشش کریں کہ لوگوں کو روزگار ملے، ان کو credit دیں، ان کے لیے وہ opportunities فراہم کریں جہاں وہ برسرروزگار ہوسکیں، خود productive ہوسکیں۔

جناب والا! میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ زکوٰۃ جہاں فقراء اور مساکین کے لیے، فوری support کا نظام ہے اور تصور یہ ہے کہ معاشرے کے افراد کو اس لائق بناؤ کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہوسکیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کا مشہور واقعہ ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو تین اونٹ زکوٰۃ سے دیے اور صحابہ کرام نے یہ سوال کیا کہ امیر المومنین آپ تین اونٹ کیوں دے رہے ہیں؟ آپ کا جواب تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا گیا ہے، انہوں نے کہا میں اسے اس لیے تین اونٹ دے رہا ہوں کہ اگلے سال یہ زکوٰۃ دینے والا بنے، زکوٰۃ لینے والا نہ بنے تو social security system, poverty eradication programme وہی کامیاب ہو سکتا ہے جو employment generate کرے، جو ہر فرد کو productive activity میں involve کرے۔ ہماری خواتین نے گھر میں صرف کھانا پکانے کا

کام نہیں کیا ہے، ہماری خواتین نے cottage industry کو فروغ دیا ہے اور اپنی families کو support کیا ہے۔ آپ washing machine, sewing machine چھوٹی موٹی support کی چیزیں provide کر کے ان کو اس قابل بنا سکتے ہیں کہ وہ اپنی روزی کمائیں، عزت سے رہیں اور آپ کی dependent نہ رہیں۔ جاپان کے model کو آپ دیکھیں major formation کے تحت جاپان نے کوشش کی ہر دیہات میں ہر گھر کو بجلی فراہم کر کے distribution کا سسٹم ایسا بنائیں کہ ہر گھر ایک productive machine بن جائے اور اس کے بعد ہر بیس دیہات کے اوپر انہوں نے ایک management کا سسٹم بنایا کہ جہاں raw material دیتے تھے finished product لیتے تھے، پھر اس کو آگے استعمال کرتے تھے۔ آپ یہ کام کیجیے۔ اس کے لیے وقت کی ضرورت ہے، اس کے لیے سوچ بچار کی ضرورت ہے، صحیح vision کی ضرورت ہے، political will کی ضرورت ہے۔ پاکستان کی development میں سب سے بڑا مسئلہ ایسی منصوبہ بندی ہے جو نہ ملک کے ذہن سے کی جاتی ہے، نہ ملک کے حالات سامنے رکھ کر کی جاتی ہے، نہ ملک کے stakeholders کو involve کیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! میں تین چار سال پہلے World Bank کی ایک report کو refer کرنا چاہتا ہوں، جس میں World Bank نے یہ صاف کہا ہے کہ موجودہ حالت میں یہ Planning Commission, planning اور achievement کے اعتبار سے it's a waste to give resources. اور ان کے الفاظ یہ ہیں کہ ہمیں projects ملتے ہیں لیکن project completion کی کوئی report نہیں ملتی۔ میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں اور میں میاں صاحب کو دعوت دوں گا کہ اس وقت آپ PSDP کے تقریباً 300 projects پر کام کر رہے ہیں، اس ایوان کے سامنے لائیے کہ یہ projects کب شروع ہوئے ہیں، کتنا ان پر خرچ ہوا ہے، کیا physical achievements ہیں؟

جناب والا! صورت حال یہ ہے کہ World Bank کی اس report کے تحت، وہ کہتے ہیں کہ cost from 30% to 300% بڑھ گئی۔ Time consumed in completion تین سال سے تیس سال تک بڑھا ہے اور پھر بھی ہمیں معلوم نہیں ہو رہا کہ project کہاں غائب ہے۔ اگر projects کے نتیجے کے طور پر asset creation نہیں ہوتی تو صرف آپ کی debt liability بڑھتی ہے، کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جناب والا! جب

تک آپ paradigm change نہیں کریں گے، جب تک کہ یہ راستہ آپ اختیار نہیں کریں گے، آپ ملک کو اس crisis سے نہیں نکال سکتے۔ جو کچھ آپ کررہے ہیں وہ show piece ہے، وہ window dressing ہے، اس سے کچھ فرق واقع نہیں ہو گا۔

جناب والا! میرے پاس وقت کم ہے۔ میں ان کے ایک ایک issue کو لے کر بتا سکتا ہوں، مثلاً تعلیم کو آپ لیجیے۔ تعلیم کے بارے میں آپ یہ خیال فرمائیے، ایک تازہ ترین رپورٹ جو ابھی ان ہی کے ایک ادارے کی طرف سے آئی ہے، اس وقت 12,700, more than twelve thousand seven hundred schools are non functional. یہ آپ کا official survey ہے۔ میں پھر کہوں گا کہ سندھ میں بدقسمتی سے سب سے زیادہ non functional schools ہیں۔

جناب والا! یہی کیفیت ہر جگہ ہے۔ کرپشن، delivery system کا نہ ہونا، transparency کی کمی، accountability نہیں ہے، physical monitoring نہیں ہے، جب تک کے یہ کام آپ نہیں کریں گے، آپ ملک کی معیشت کا رخ تبدیل نہیں کرسکتے۔

جناب والا! taxes کے سلسلے میں بھی، میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں اور اس سے پہلے اسی ایوان نے بار بار یہ بات کہی کہ ہم اپنے غریبوں کو tax دینے پر مجبور کر رہے ہیں۔ Indirect tax ایک regressive tax ہے، اس کا سب سے زیادہ بوجھ غریبوں پر پڑتا ہے۔ آپ کے عملاً 70% taxes indirect ہیں، hardly 30% direct ہیں۔ Hardly میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ اس میں بھی آپ نے یہ جو pre-emptive tax کا system لگا دیا ہے اور جو اب 70, 80% یا شاید اس سے بھی زیادہ اس طرح آرہے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ direct tax بھی indirect tax بن گیا ہے۔ پھر حقیقت یہ ہے کہ اس کا بوجھ بھی consumer کو اٹھانا پڑرہا ہے۔ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کو ایک نئی tax policy کی ضرورت ہے۔ امیر طبقے کو tax کرنا ضروری ہے لیکن آپ کا حال کیا ہے؟ یہ سینیٹ ہر سال تجویز پیش کررہا ہے کہ Capital Gain Tax لائیے، CGT لائیے، اس کو improve کیجیے۔ آپ نے ذرا سا اشارہ کیا اور Stock Exchange کے بڑے بڑے مگرمچھ آپ کے پاس آگئے اور آپ سے مزید دو سال کے لیے exemption کی guarantee لے گئے۔ اگر یہ طریقہ ہے آپ کا تو یہ پچھلے والوں سے

کہاں مختلف ہے اور اس سے تبدیلی کیسے آئے گی؟

Real estate کے لیے آپ tax لائے ہیں' in principle میں اس کے حق میں ہوں لیکن وہ بھی regressive ہے۔ اس میں سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ پانچ مرلے کے پلاٹ کو آپ کو بالکل exempt کرنا چاہیے۔ اس کے بعد plot size اور plot location دونوں کی روشنی میں ایک progressive scale ہونا چاہیے۔ Tax policy آپ کو بدلنی پڑے گی' اس کے بغیر آپ تبدیلی نہیں لاسکتے اور resources پاکستان میں موجود ہیں۔ ہم سب یہ کہتے ہیں کہ tax ratio بہت کم ہے اور حقیقت میں یہ کم ہے GDP 10-11 % of the ہے۔ جب کہ third world countries کی average بھی 17-20% ہے اور developed countries کا اس سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ آپ tax system کو تبدیل نہ کریں۔

جناب والا! دوسرا پہلو بھی بڑا ضروری ہے' وہ ہے اپنا expenditure. میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دس پندرہ سال میں خاص طور پر' fiscal deficit کی بنیادی وجہ excessive, wasteful, unnecessary non-developmental expenditure ہے اور جب تک اسے آپ with a firm hand, control نہیں کرتے آپ حالات پر قابو نہیں پاسکتے۔ پچھلے سال آپ نے چھ جہاز خریدے' ایک صدر کے لیے' ایک پرائم منسٹر کے لیے' چار چیف منسٹرز کے لیے' اس سال جب کہ غربت میں اضافہ ہورہا تھا' لوگ فاقہ کشی کررہے تھے' streets میں لوگ چلا رہے تھے' ہمارا خیال تھا کہ شاید نئی حکومت اس معاملے میں کوئی اچھا رویہ اختیار کرے گی' لیکن پہلا جو Saudi trip آپ نے کیا ہے' میں ابھی انتظار کر رہا ہوں جانے والوں کی تعداد کا' لیکن اگر اخبارات کی اطلاع صحیح ہے' تو وہ کہتے ہیں 86 اور یہ بھی کہتے ہیں کہ چار دن تک پی آئی اے کا جہاز انتظار کرتا رہا ہے۔ اس میں جو اس کا income loss ہوا ہے وہ بھی شامل کرلیجیے۔ اگر یہ مثال آپ قائم کریں گے تو ہم یہ کیسے توقع رکھیں' جب تک آپ کے پیٹ پر دو پتھر نہ ہوں عوام ایک پتھر نہیں باندھیں گے۔ وہ ضرور باندھیں گے' وہ قربانی دیں گے' لیکن اسی وقت جب کہ آپ اچھی مثال قائم کریں گے۔ اس لیے massive cut کی ضرورت ہے۔ میں welcome کرتا ہوں کہ پرائم منسٹر نے 30% کم کیا ہے' میں آپ کو بھی

اور نیشنل اسمبلی کو بھی ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے اپنے اپنے بجٹ کو curtail کیا ہے اور میرا خیال ہے ہمیں مزید کرنا چاہیے، لیکن سچی بات یہ ہے کہ پچھلے پانچ چھ سال میں جتنا بجٹ آپ کا non-development side پر بڑھا ہے، اور اگر مجھے صحیح یاد ہے تو non-developmental expenditure کا اضافہ آٹھ سال کے اندر 300% سے زیادہ ہے۔ تو جب تک with an iron hand آپ اس کو control نہیں کریں گے، آپ economy میں توازن نہیں لاسکتے۔

میں اس سے بڑھ کر یہ کہوں گا کہ آپ کا developmental expenditure بھی ill-planned ہے اور صحیح priorities reflect نہیں کرتا۔ آپ 500 اور 490 بلین کی figures دے دیتے ہیں، لیکن حقیقت میں جیسا میں نے کہا کہ اگر اس کا aggregated analysis کریں تو نہ صحیح projects ہیں، نہ projects کی صحیح evaluation ہے، نہ ان کا timely allocation ہے، نہ ان کا monetary and physical audit ہے۔ Wastage اتنا ہے، آپ کے پاس مرکز میں، یہ جو red book دی ہے ہمیں، پانچ سو سے زیادہ autonomous, commissions, institutions, organizations ہیں، سرکاری departments اور ministries کے علاوہ، میرا خیال ہے کہ ان میں سے 10% بھی productive نہیں ہیں۔ یہ پیسہ کہاں جا رہا ہے، یہ wastage ہے۔ جس طرح resource mobilization ضروری ہے، اسی طرح expenditure کی بھی صحیح صحیح جانچ، اس کی relocation, development اور non-development میں توازن اور دونوں میں pruning کہاں کہاں ہوسکتی ہے۔ ہمیں دو trillion کی figure نہیں چاہیے۔ یہ ایسا موٹاپا ہے جو طاقت نہیں دیتا، ہمیں صرف وہ healthy body چاہیے جو efficient ہو، جو deliver کر سکے۔

جناب والا! جب تک کہ آپ رخ نہیں بدلیں گے policy making کا، یہ pro-poor کہہ دینے سے کام نہیں چلتا، جو کھیل جس طرح کھیلا جارہا ہے اور پھر corruption, mismanagement, inefficiency یہ تینوں بہت بڑے factors ہیں، انہیں قابو میں کیے بغیر، اور میں صاف کہنا چاہتا ہوں جناب والا آپ سے کہ public perception اب بہت بدل رہا ہے۔ آج کی public وہ نہیں ہے جو پانچ سال پہلے کی تھی۔ Electronic media نے ذہنوں

میں ایک انقلاب پیدا کردیا ہے اور وہ ایک positive چیز ہے لیکن اگر آپ نے اس challenge کو قبول نہیں کیا، اپنے رخ کو نہیں بدلا، حقیقت میں ہمیں growth چاہیے لیکن وہ growth جو sustainable ہو، وہ growth جو flawed نہ ہو، وہ growth جو balanced ہو، جس میں priorities صحیح ہوں اور وہ growth جس کے نتیجے کے طور پر ملک میں غربت کم ہو، روزگار بڑھے، لوگوں کو ضروریات زندگی مل سکیں، قیمتوں میں استحکام ہو اور ہمیں self-reliance حاصل ہو۔ اگر آپ یہ حاصل نہیں کرتے ہیں تو پھر مجھے ڈر ہے کہ انقلاب ہمارے دروازوں پر دستک دے رہا ہے۔ لوگ صرف خودکشی نہیں کریں گے وہ اس سے آگے کی بات کریں گے۔ اگر اسے روکنا ہے تو اس کے لئے آج آپ کو مستعد ہونا ہوگا اور اگر آج آپ اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرتے، یہ ایوان ادا نہیں کرتا، قومی اسمبلی ادا نہیں کرتی، سیاسی قیادت ادا نہیں کرتی تو ہم سب کو اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔

جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یہ توقع رکھتا ہوں کہ کھلے ذہن کے ساتھ سینیٹ سے جو تجاویز آئیں گی، میں بھی اس میں شریک ہوں اور بھی لوگ اس میں شریک ہیں، ہم دن رات کام کر رہے ہیں، وہ dust bin میں نہیں پھینکی جائیں گی بلکہ حکومت ان کو کوئی اہمیت دے گی، ان کے نتیجے میں بجٹ میں تبدیلی کرے گی۔ یہ جو ایک بات بن گئی ہے کہ بجٹ میں جو کہہ دیا گیا ہے بس کہہ دیا گیا، یہ صحیح نہیں ہے۔ بجٹ کو floor پر revise ہونا چاہیے اور کم از کم جونیجو صاحب کے زمانے میں ایک تاریخی مثال اس ملک کی اسمبلی نے قائم کی کہ بجٹ پیش ہونے کے بعد عوام کے جذبات، پارلیمنٹ کے جذبات سامنے رکھ کر اسے thoroughly revise کیا گیا تھا۔

میری نگاہ میں اس بجٹ کو thoroughly revise کرنے کی ضرورت ہے۔ اپنی موجودہ شکل میں یہ ان دعووں، ان توقعات، ان امیدوں، ان عزائم اور ان وعدوں، جو آپ نے قوم سے کئے ہیں، کا صحیح عکاس نہیں ہے۔ میں ہمدردی کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں لیکن میرا فرض ہے کہ میں یہ بات کہوں کہ اگر آپ اس بجٹ کے developmental strategy کے رخ کو تبدیل نہیں کرتے ہیں تو پھر ہم مشکلات کی طرف جا رہے ہیں، سہولت اور استحکام کی جانب نہیں، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: احمد علی صاحب آپ کی کمیٹی میں کام چل رہا ہے۔

سینیٹر احمد علی: میری کمیٹی میں کام نہیں چل رہا ہے۔ ممبران interest نہیں لے رہے ہیں۔ اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ رات کو یہاں پر جو کچھ ہو رہا تھا' لوگ اپنے شہروں سے آئے ہی نہیں ہیں' اس کے علاوہ اتوار کی وجہ سے بھی شاید---

(مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ تو سلسلہ جاری رہنا ہے۔ اس لئے طریقہ کوئی اور نہیں ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میرے خیال سے کوئی پچاس ساٹھ تجاویز پر غور کر کے---

(مداخلت)

Mr. Chairman: It is very much appreciated to you and all your colleagues.

سینیٹر احمد علی: جناب والا! ہم کوشش کر رہے ہیں' 200 سے بھی زیادہ تجاویز ہیں 280 کے قریب پہنچی ہوئی ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا (قائد حزب اختلاف): جناب والا! ممبران تھک گئے ہوں گے۔

سینیٹر احمد علی: نہیں تھک نہیں گئے ہیں' مسئلہ یہ ہے کہ جن ممبران کی تجاویز ہیں وہ آ کر represent کریں گے---

جناب چیئرمین: نہیں احمد علی صاحب بہت energized ہیں' but we appreciate آپ کو بھی اور کمیٹی کو بھی۔ اب میرے پاس جتنے یہاں ہمارے colleagues موجود ہیں' یا تو بول چکے یا پھر وہ آج نہیں بولنا چاہتے ہیں' then should we adjourn?

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب چیئرمین! جو بھی تجاویز کے حوالے سے ہمیں بلوائیں' یہ نہیں کہ بیٹھے بیٹھے ex-parte decision دے دیں---

جناب چیئرمین: نہیں ہر سال جو سلسلہ follow کرتے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! پہلے بھی کبھی نہیں بلوایا گیا، مجھے آج تک پچھلے پانچ سالوں میں کبھی بھی نہیں بلوایا گیا۔

جناب چیئرمین: وہ یہی تو کہہ رہے ہیں کہ جن کی تجاویز ہیں، وہ جائیں ان سے رابطہ کریں گے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: ہم تو ادھر House میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ جا سکتے ہیں۔ ان کو ہم نے اجازت دی ہے کہ کمیٹی full time ہے۔ آپ جائیں۔ آپ خود بھی ان سے رابطہ کرلیں کوئی پابندی نہیں ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: ہم خود بھی کر لیں گے مگر اپنی convenience دیکھیں ناں جناب! فرض کریں کہ میری تجاویز ہیں، مجھے بلوائیں، ربانی صاحب کی ہیں تو ان کو call کریں۔

Mr. Chairman: Then we adjourn and meet tomorrow at 10:00 a.m. Agha Sahib, Raza Sahib, tomorrow morning at 10:00 a.m?

سینیٹر کامل علی آغا: جناب والا! 10:30 کیونکہ کل اتوار ہے۔

Mr. Chairman: OK. 10:30 a.m. We adjourn now *Insha Allah* to meet tomorrow at 10:30 a.m.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلم علی المرسلین والحمد الله رب العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again on Sunday, 15th June, 2008 at 10:30 a.m]